شمس العارفین، سراج السالکین، محبوبِ الٰہ، مقبول بارگاہ حضرت رسالت پناہ، غوث العالم

سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہ العزیز

کے حالات، تعلیمات، عقائد و نظریات، ارشادات، معمولات اور کشف و کرامات پر مشتمل انتہائی مستند اور جامع کتاب

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حدیقۃُ النّور

مفتی محمد احسان اللہ نقشبندی کیلانی غفرلہ

شمس العارفین، سراج السالکین، محبوب الٰہ، مقبول بارگاہ حضرت رسالت پناہ، غوث العالم

سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہ العزیز

کے حالات، تعلیمات، عقائد و نظریات، ارشادات، معمولات اور کشف و کرامات پر مشتمل انتہائی مستند اور جامع کتاب

حدیقۃُ النّور

مفتی محمد احسان اللہ نقشبندی کیلانی غفرلہ

نام کتاب	حدیقۃ النور
مؤلف	مفتی محمد احسان اللہ نقشبندی کیلانی مدظلہ
صفحات	352
تعداد	1200
ناشر	جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شمس العارفین، سراج السالکین، محبوبِ الٰہ، مقبول بارگاہ حضرت رسالت پناہ، غوث العالم

قیوم زماں سید **محمد باقر علی شاہ** صاحب بخاری قدس سرہ العزیز

کے حالات، تعلیمات، عقائد و نظریات، معمولات اور کرامات پر مشتمل انتہائی مستند اور جامع کتاب

حديقة النور

بحکم: امینِ دولتِ مجدد الف ثانی قبلۂ عالم سید **عظمت علی شاہ** صاحب بخاری المعروف **چن جی سرکار** مدّ ظلہ العالی

بتعاون: جگر گوشۂ بحر العلوم حضرت علامہ **قاری خالد محمود** صاحب نقشبندی کیلانی مدّ ظلہ العالی

تالیف

مفتی **محمد احسان اللہ** نقشبندی کیلانی غفرلہ

الاہداء

بحضور

محبوب الٰہ غوث العالم سید **محمد باقر علی شاہ** صاحب بخاری قدس سرہ العزیز

و

عالمی مبلغِ اسلام قبلۂ عالم سید **عظمت علی** شاہ صاحب بخاری المعروف **چن جی سرکار** مدظلہ العالی

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

محمد احسان اللہ نقشبندی کیلانی غفرلہ

الانتساب

بندۂ ناچیز اپنی اس کاوش کو

کشاف الحقائق امام ربانی **سیدنا مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی** قدس سرہ العزیز

غوث الخلائق قطب ربانی **سیدنا امام علی شاہ مکان شریفی** قدس سرہ العزیز

قطب دوراں حضرتِ اعلیٰ شیرِ ربانی **سیدنا میاں شیر محمد شرقپوری** قدس سرہ العزیز

قیوم زماں اعلیٰ حضرت سرکار کیلانی **سیدنا نور الحسن شاہ** صاحب بخاری قدس سرہ العزیز

کے نام منسوب کرتا ہے کہ یہ سب کچھ انہیں کا فیضان ہے

محمد احسان اللہ نقشبندی کیلانی غفرلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

گذارش احوال واقعی

الحمدللّٰہ ربّ العٰلمین والصلاۃ والسّلام علی سیدالمرسلین خاتم النبیّن و علی اٰ لہ الطّیّبین الطاھرین و علی اصحابہ اجمعین. اما بعد:

"عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ"

(مرقاتِ ملاعلی القاری)

ترجمہ؛ صالحین کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے"۔

بلاشبہ جن کے تذکروں میں رب تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو وہ تذکرے روحانی سکون اور قلبی اطمینان کا باعث اور قرب خداوندی کا سبب کیوں نہ ہونگے؟ اسلاف وَ اخیار کا تذکرہ قرآن کریم کا انداز تبلیغ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا طریقہ مبارکہ ہے۔ کتاب وسنت نے جہاں ارشادات اور احکام کو بیان کیا ہے وہاں ان احکام میں ڈھلی ہوئی شخصیتوں کو بھی پیش کیا۔ تا کہ عمل کرنے والوں کیلئے نمونہ اور عذر گزاروں کے لیے حجت تمام ہو سکے۔ علماء وصلحاء ملت کی آن اور مذہب کی آبرو ہیں ان کے دم سے دین و دنیا کی رونق ہے۔ یہ قوم کے حقیقی محسن ہیں محسنین کو یاد رکھنا انسان کا اہم فریضہ ہے۔ خاص کر ملت کے وہ محسنین جنہوں نے ظلمت کے طوفانوں میں حق وصداقت کی قندیلیں روشن کیں اور حق کی آواز بلند کرتے ہوئے اپنا سب کچھ نثار کیا۔ اہل اللہ کی زندگی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت اعلیٰ ہے ان کی ذات پاک سے ہر مصیبت ٹلتی ہے۔ ان کی صورت، ان کی سیرت، ان کی رفتار، ان کی گفتار، ان کی ہر روش، ان کی ہر ادا، ان کا ہر ہر کردار اسرار پروردگار عز مجدہ کا بہترین مرقع اور منہ بولتی تصویر ہے کیونکہ یہ نفوس قدسیہ مظہر ذات علیّہ وصفاتِ قدسیہ ہوتے ہیں۔ مقربین بارگاہ ذوالجلال کی مجالست ومصاحبت افضل ترین

عبادات سے ہے کیونکہ سالکین طریقت جب ان کے احوال کی استقامت کا مشاہدہ کرتے ہیں تو انہیں ایسی بلندیٔ ہمت حاصل ہوتی ہے جس کے باعث ان کے لیے عبادات پر استقامت اختیار کرنا اور ریاضت ومجاہدہ کی مشقتیں جھیلنا جو کہ اس راہ کا لازمہ ہے انتہائی آسان ہو جاتا ہے۔ بلکہ ان کے جمال جہاں آرا کے مشاہدہ ومعائنہ سے ایسا نور دل میں پیدا ہوتا ہے جس سے شکوک وشبہات کے اندھیرے جو بُعد وحجاب کا باعث بنتے ہیں دور ہو جاتے ہیں۔ اور جب یہ کاملین دنیا سے پردہ فرما لیتے ہیں اور ان کی صحبت اور جمال کے مشاہدہ سے اہل دنیا کو محرومی ہو جاتی ہے۔ تو ان کے ارشادات واحوال کا سننا اور ان کے آثار کی پیروی کرنا سالکین کی ہمت کو بڑھانے اور ظلمت حجاب کو ختم کرنے میں وہی کردار ادا کرتا ہے۔ جو ان کی صحبت ومجالست ادا کرتی تھی بلکہ یہ بھی ایک قسم کی صحبت ہے اس لیے اسلاف کرام قرناً بعد قرنِ ان نفوس قدسیہ کے اخبار وآثار کو محفوظ کرتے اور ان کے حالات مبارکہ، مکاتیب طیبہ اور ملفوظات طاہرہ کو جمع کرتے اور محافل ومجالس میں بیان کرتے چلے آرہے ہیں۔ تاکہ ان کا نفع قیامت تک کیلئے عام ہو جائے اور آنے والی نسلیں بھی ان سے مستفید ومستفیض ہوں اور پھر وہ اسی طرح اپنے اَخلاف کیلئے یہ شریعت وطریقت کے گلدستے اور معرفت وحقیقت کے گنجینے چھوڑ جائیں اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد

بسا کیں دولت از گفتار خیزد

(محبت فقط دیدار سے ہی پیدا نہیں ہوتی بسا اوقات یہ دولت گفتار سے بھی حاصل ہو جاتی ہے)

بالخصوص اپنے شیخ طریقت کے احوال وارشادات کو ضبط تحریر میں لانا سالک کی انتہائی خوش قسمتی کا باعث ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز نے حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز سے ارشاد فرمایا تھا۔

''اس مرید کی کیا ہی سعادت ہے جو اپنے پیر کے ارشادات قلمبند کرے اور گوش ہوش اسکی طرف لگائے اس لئے کہ ابرار الاولیاء میں ہے کہ جب مرید جو کچھ اپنے پیر کی زبانی سنے اس کو لکھے تو جو حرف وہ لکھتا ہے اس کے بدلے ہزار سال کی اطاعت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور مرنے کے بعد اس کا مقام علّیین میں ہوتا ہے''

(راحت القلوب ملفوظات خواجہ فریدالدین گنج شکر ص ۲)

پس ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے چند سال قبل بندۂ ناچیز راقم الحروف محمد احسان اللہ نقشبندی غُفِرَ لَہٗ کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ شمس العارفین، سراج السالکین، قیّوم زمان، محبوبِ الٰہ، مقبول بارگاہِ حضرتِ رسالت پناہ فرد الافراد قطب الاقطاب غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی کیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی کے احوال، ارشادات، ملفوظات اور کلماتِ طیبّات کو جمع کروں مگر معاً یہ خیال آیا کہ نہ تو میں اس کام کے لائق، نہ مجھ میں اس کام کی صلاحیت ولیاقت اور نہ ہی مجھے آپکی بارگاہ میں وہ بار نصیب کو بالتفصیل آپ کے ارشادات کو آپ سے سن سکوں اور بوقت ضرورت آپ سے آپ کے متعلق کچھ عرض کر سکوں، پس اس طرح آرزو کا یہ چراغ یاس کی بادصرصر کی نذر ہو گیا

ع جی کی جی ہی میں رہی کچھ بات نہ ہونے پائی

مگر

ع بر کریماں کارہا دشوار نیست

حضور غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کے وصال شریف سے تقریباً ایک سال قبل عالمی مبلغِ اسلام حضور قبلۂ عالم چن جی سرکار دامت برکاتہ العالیہ اور منظورِ نظر سرکارِ کیلانی حضرت قبلہ قاری خالد محمود صاحب کیلانی مدظلّہ العالی کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی کہ حضور غوث العالم سید محمد باقر علی

شاہ صاحب بخاری قُدِّسَ سِرُّہ العزیز کے حالات ،کرامات، ارشادات ، ملفوظات، معمولات اور بالخصوص آپکے عقائدونظریات کوآپکی نگرانی میں قلمبند کرلیا جائے۔اور جو بات بھی لکھی جائے اس کی آپ سے تصحیح وتصدیق کروالی جائے تا کہ تمام واقعات وروایات مکمل طور پر مستند ہوں اور بعض اوقات جو بعد میں بزرگانِ دین کی طرف غلط واقعات و روایات اور اقوال ونظریات منسوب کردیئے جاتے ہیں اس کی قطعاً گنجائش باقی نہ رہے۔جب یہ بات حضورغوث العالم قُدِّسَ سِرُّہ العزیز کی بارگاہ میں عرض کی گئی تو آپ نے بھی اسے قبول فرمالیااورسائیوں کی کمالِ مہربانی اور لجپالی کہ انہوں نے اس کام کوسرانجام دینے کیلئے بندۂ ناچیز راقم الحروف ہی کی ڈیوٹی لگادی۔ اورحضورقبلۂ عالم چن جی سرکار دَامَتْ بَرَکَاتُہ العالیہ نے ناچیز سے فرمایا کہ’’ قبلہ ابا جی حضور(غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہ العزیز) کے احوال و واقعات اور عقائدونظریات کولکھنا شروع کردواور جو کچھ لکھو آپ کی بارگاہ مقدس میں عرض کر کے اس کی تصحیح وتائید کرواتے جاؤاورآپ کے ابتدائی حالات ’’انشراح الصدور‘‘ میں مذکور ہیں کچھ وہاں سے اخذ کرلو۔مزید آپ قُدِّسَ سِرُّہ العزیز سے دریافت کرلینا اوراگرکسی امر میں کہیں ضرورت پیش آئے تو قبلہ قاری خالدمحمود صاحب مدظلہ العالی سے مشورہ کرلینا اورآپ قُدِّسَ سِرُّہ العزیز کے عقائدونظریات کوضبطِ تحریر میں لانے کی طرف خصوصی توجہ دینا۔‘‘ ناچیز راقم الحروف نے سائیوں کے حکم کی تعمیل میں اس تمام معاملے کواللہ تعالیٰ اوراس رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اورلجپال سائیوں کے سپرد کرتے ہوئے قلم اٹھالیا۔اورجو کچھ حضورغوث العالم قُدِّسَ سِرُّہ العزیز سے آپ کے احوال وارشادات قبل ازیں سن چکا تھااورجو کچھ اب آپ سے سننا نصیب ہوااور جو کچھ’’انشراح الصدور‘‘ سے آپ کے متعلق معلومات حاصل ہوئیں اور بوقت ضرورت مزید دیگر کتب بالخصوص کتب عقائدوتصوف سے جو کچھ اخذ کیا اس تمام ذخیرے کوضبطِ تحریر میں لانا شروع کردیا۔اور جو کچھ لکھتا جاتا حضورغوث قُدِّسَ سِرُّہ العزیز کی بارگاہ مقدس میں عرض کرتا جاتا۔اس طرح کتاب کے پہلے دس باب لکھ کرآپ کی بارگاہ مقدس میں

عرض کردیئے اورحضورغوث العالم قُدِّسَ سِرُّہ العزیز نے کمال شفقت ومہربانی سے تمام مضامین بڑی توجہ اوررغبت سے سماعت فرمائے اور جہاں کہیں ذرہ برابر بھی کسی بات کی تعبیر میں آپ نے کمزوری محسوس فرمائی تو فوراًروک کر کبھی خود عبارت کوتبدیل فرمادیااور کبھی اس جملہ یا عبارت کو تبدیل کرنے کا حکم فرمادیااور بعض اوقات اپنے خاص مَعَارِف بیان فرما کرساتھ ان کا اضافہ بھی کروایا۔ راقم الحروف جب مضامین کتاب آپ قُدِّسَ سِرُّہ العزیز کی بارگاہ میں عرض کرتا تو اکثر اوقات قبلہ قاری خالدمحمود صاحب کیلانی مدظلہ العالی بھی آپ قُدِّسَ سِرُّہ العزیز کی بارگاہ اقدس میں موجود ہوتے۔اس طرح کتاب کا بیشتر حصہ استاذ العلماء قاری خالدمحمود صاحب کیلانی مدظلہ العالی نے بھی سماعت فرمایااور ساتھ ساتھ مفید مشوروں سے بھی نوازتے رہےاور بعض مضامین استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا عبداللطیف صاحب مجددی مدظلہ العالی اوراستاذ العلماء قاری محمداکرام اللہ صاحب مجددی کیلانی مدظلہ العالی نے بھی آپ قُدِّسَ سِرُّہ العزیز کی بارگاہ میں بیٹھ کرسماعت فرمائے ۔پس ان تمام جیّد علماء کرام نے بھی کتاب کے مضامین کی تائیدوتوثیق فرمائی۔

پھر جب مسوّدہ صاف کیااور تمام ابواب کوترتیب کے ساتھ لکھااورفہرست تیار کی تو ناچیز راقم الحروف نے پہلے باب’’ ولایت کا بیان اورضرورتِ شیخ‘‘ سے لیکر دسویں باب’’ کشف و کرامات‘‘ تک تمام ابواب ماسوائے آخری دوبابوں’’وصال شریف‘‘اور’’اولادِ امجادوخلفاء کرام‘‘ کے(کہ یہ دونوں باب آپ قُدِّسَ سِرُّہ العزیز کے وصال شریف کے بعد لکھے گئے)تمام کتاب بالترتیب دوبارہ آپ کے حضورعرض کی۔آپ قُدِّسَ سِرُّہ العزیز نے باوجودعلالتِ طبع کے دو دو تین تین گھنٹے پورے انہماک اورکمال توجہ کے ساتھ ایک ایک لفظ سماعت فرمایااورانتہائی انبساط اور خوشی کا اظہارفرمایا۔ بارہا مرتبہ ایسا ہوا کہ جب بندۂ ناچیز حاضرِ خدمت ہوا تو علالت طبع کے باعث آپکی طبیعت مبارک میں افسردگی کے آثار پائے مگر جب آپ نے کتاب کے مضامین کو سماعت فرمایااور بالخصوص عقائد کی بحثیں اوردلائل سماعت کیےتو آپ کا چہرۂ اقدس خوشی سے تمتما

اٹھا اور طبیعت مبارک میں بشاشت آ گئی اور ناچیز راقم الحروف کو کمال شفقت سے بیش بہا دعاؤں اور توجہات کریمانہ سے نوازا اور بہت ہی تحسین فرمائی۔ حتٰی کہ ایک دن جب بندۂ ناچیز کچھ مضامین عقائد سے متعلقہ آپ کی بارگاہ مقدس میں عرض کر چکا اور اجازت لینے کیلئے آگے بڑھا تو آپ نے کمال شفقت سے ناچیز کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ''تم کتاب تحریر کر رہے ہو اور یہ کام جو تم نے کیا ہے اس انداز سے کسی نے بھی نہیں کرنا تھا میں تم سے بہت خوش ہوں' میں بھی راضی ہوں، سائیں بھی راضی ہیں بلکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی راضی ہیں اور مولیٰ کریم راضی ہیں اور راضی رہیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ''۔ بندۂ ناچیز کے حق میں آپ قُدِّسَ سِرُّہ العزیز کے اس ارشاد مبارک سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے اور یہ سب کچھ محض کریم لجپال سائیوں ہی کا لطف و کرم ہے کہ ناچیز کو ان کی توجہاتِ کریمانہ سے یہ چند کلمات لکھنے کی توفیق نصیب ہوئی ورنہ بندۂ ناچیز نہ کسی لائق ہے اور نہ اس کی کچھ اوقات۔

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا مجھ میں ایسی بات نہیں

الغرض اس کتاب کے تمام مضامین ناچیز نے حضور غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہ العزیز کی بارگاہ مقدس میں دو دفعہ عرض کیے اور آپ نے دونوں دفعہ کمالِ توجہ سے سماعت فرما کر ان کی تائید و تصدیق فرمائی اور بعض اوقات یہاں تک فرمایا ''کہ تم وہی لکھتے ہو جو میرے دل میں ہوتا ہے۔'' اور یہ سب کچھ آپ قُدِّسَ سِرُّہ العزیز ہی کی توجہ مبارک سے تھا۔ اس طرح یہ کتاب آپ قُدِّسَ سِرُّہ العزیز کے احوال و ارشادات اور عقائد و نظریات کے حوالے سے انتہائی مستند ہے اور آئندہ آپ قُدِّسَ سِرُّہ العزیز کے متعلق جو کچھ بھی تحریر کیا جائے گا آپ قُدِّسَ سِرُّہ العزیز کا یہ تذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ ان سب سے زیادہ صحت واستناد کا حامل ہو گا اور اُس کیلئے اِس تذکرہ کی حیثیت ماخذ کی ہو گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جن احباب نے اس کتاب کی اشاعت تک کے جملہ مراحل میں سے کسی مقام پر جس انداز سے بھی تعاون فرمایا مولیٰ کریم اُن سب کی سعیٔ جلیلہ کو اپنی بارگاہ مقدس میں قبول و منظور فرمائے اور سلسلہ والے سائیوں کی سنگت نصیب فرمائے۔ آمین

کوشش بسیار کے باوجود اگر بتقاضائے بشریت اس میں کوئی غلطی یا کوتاہی رہ گئی ہو تو اہل علم و عرفان کی بارگاہ میں گزارش ہے کہ اس کی اصلاح فرما دیں۔ مولیٰ کریم اسے تا قیامت ہمارے لیے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین

ناچیز راقم الحروف

محمد احسان اللہ نقشبندی مجددی کیلانی غفرلہ
خادم آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف
و خادم التدریس والافتاء جامعہ مدینۃ العلم
گوجرانوالہ ۱۲ جولائی ۲۰۱۴ء

باب اول

ولایت کا بیان

اور

ضرورتِ شیخ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمدللّٰہ العَلیّ الکریم ولیّ الهدایة لنوره العظیم والصلوٰة والسلام علٰی صاحب الجمال نور الهدی محمّدٍ باقرِ المعارف وهادی الصراط المستقیم ذی العظمة والعصمة والفیض العمیم وعلٰی آلہٖ الطّیّبین الطاهرین وعلی اصحابه المکرّمین المعظّمین اجمعین وعلٰی اولیاء امّته العارفین الواصلین وعلٰی علماء ملّته الربّانِیِّین وعلٰی سائر اهل السنة والجماعة الی یوم الدین .

آمین

لی خمسة اطفی بها حرالو باءِ الحاطمة

المصطفٰی والمرتضٰی وابناهما والفاطمة

سرم خاک رہ ہر چہار صفدر

ابو بکر و عمر و عثمان و حیدر

قرآن وسنت سے ولایت کا ثبوت اوراس کی حقیقت

رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

" اَلا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ. اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْن"

(پارہ ۱۱، یونس ۶۲۔۶۳)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں"

ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قربِ الٰہی حاصل کرے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے۔

اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو جب دیکھے دلائل قدرتِ الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب کے ثناء ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے اطاعت الٰہی میں حرکت کرے۔ اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قرب الٰہی ہو اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے۔ یہ صفت اولیاء کی ہے بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔ متکلمین کہتے ہیں ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمال صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا: ولایت نام ہے قرب الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا، جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے'' یہی طبری کی حدیث میں ہے۔

دوسرے مقام پر رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''اِنْ اَوْلِیَاءُ ہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ''

(سورۃ انفال آیت ۳۴ پارہ ۹)

ترجمہ ؛ اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہیں''

مذکورہ دونوں آیات مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ولی صحیح العقیدہ مومن اور متقی و پرہیزگار ہی ہوسکتا ہے۔ بدمذہب، بدعقیدہ اور بدعمل اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہوسکتا۔

ولایت اور ولی کا معنیٰ:

نفحات الأنس میں حضرت العلام شیخ عبدالرحمٰن جامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامی فرماتے ہیں:

ولایت وَلْیٌ سے مشتق ہے جو کہ قرب سے عبارت ہے اور یہ (ولایت یعنی قرب الٰہی) دو

قسم کی ہے: ولایتِ عامہ اور ولایتِ خاصہ

۱) ولایتِ عامہ:

یہ تمام مومنین کے درمیان مشترک ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے:

''اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ''

(سورۂ بقرہ آیت ۲۵۷ پارہ ۳)

ترجمہ؛ اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے''

۲) ولایتِ خاصہ:

ولایت خاصہ ارباب سلوک میں سے واصلین باللہ کے ساتھ مختص ہے۔

سلوک:

سلوک کیا ہے؟

''ھی عبارۃ عن فناء العبد فی الحق وبقائہ بہ فالولی ھو الفانی فیہ و الباقی بہ''

(نفحات الانس)

ترجمہ؛ سلوک بندے کے حق تعالیٰ میں فناء ہو جانے اور اس کے ساتھ باقی ہونے سے عبارت ہے پس ولی وہ ہے جو فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو''

فناء و بقاء:

فناء نہایتِ سیر الی اللہ سے عبارت ہے اور بقاء بدایتِ سیر فی اللہ کا نام ہے کیونکہ سیر الی اللہ اس وقت منتہی ہوتی ہے جب بادیۂ وجود کو پائے صدق سے یکبارگی قطع کر لیا جائے اور سیر فی اللہ اس وقت متحقق ہوتی ہے جب بندے کو فنائے مطلق کے بعد ایک ایسا وجود اور ایسی ذات عطا کی جاتی ہے جو لوثِ حدثان سے خوب پاک ہو تاکہ وہ اس کے ذریعے اوصافِ الٰہی کے ساتھ

اتصاف اور اخلاقِ ربانی کے ساتھ تخلُّق کے عالم میں ترقی کرے۔

سلوک سے مقصود:

امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدِّس سِرُّہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں ''طریقہ صوفیہ کا سلوک بھی درکار ہے مگر اس غرض کے لیے نہیں کہ غیبی صورتیں اور شکلیں مشاہدہ کریں اور انوار اور رنگوں کا معائنہ کریں کہ یہ لہو ولعب میں داخل ہیں۔ حسّی صورتیں اور انوار کیا کم ہیں کہ کوئی شخص ان کو چھوڑ کر ریاضتوں اور مجاہدوں کے ذریعے غیبی صورتوں اور انوار کی ہوس کرے حالانکہ یہ حسّی صورتیں اور انوار اور وہ غیبی صورتیں اور انوار دونوں حق تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور حق تعالیٰ کے صانع ہونے پر روشن دلیلیں ہیں۔ سورج اور چاند کا نور جو کہ عالم شہادت سے ہے ان انوار سے جو عالمِ مثال میں دیکھیں کئی درجہ افضل ہے۔ لیکن چونکہ یہ (سورج و چاند کے نور کا) دیکھنا دائمی ہے اور خاص و عام سب اس میں شریک ہیں اس لیے اس کو نظرِ اعتبار سے گرا کر غیبی انوار کی ہوس کرتے ہیں۔ ہاں! آبے کہ رود پیش درت تیرہ نماید (جو پانی تیرے دروازے کے سامنے بہتا ہے وہ تجھے گدلا نظر آتا ہے) بلکہ طریقہ صوفیا کے سلوک سے مقصود یہ ہے کہ شرعی اعتقادی امور میں یقین زیادہ حاصل ہو جائے تا کہ استدلال کی تنگی سے نکل کر کشف کے کھلے میدان میں آجائیں اور اجمال سے تفصیل کی طرف مائل ہو جائیں۔ مثلاً واجب الوجود تعالیٰ وتقدَّس کا وجود جو پہلے استدلال یا تقلید کے طور پر معلوم ہوا تھا اور اس کے اندازے کے موافق یقین حاصل ہوا تھا جب طریق صوفیا کا سلوک میسر ہوتا ہے تو یہ استدلال وتقلید، کشف وشہود سے بدل جاتا ہے اور کامل ترین یقین حاصل ہو جاتا ہے باقی تمام اعتقادی امور بھی اسی قیاس پر ہیں۔ اور (طریق صوفیہ کے سلوک سے) یہ بھی مقصود ہے کہ احکامِ فقہیہ کے ادا کرنے میں آسانی ہو جائے اور وہ مشکل دور ہو جائے جو نفس کی اَمّارگی سے پیدا ہوتی ہے اور اس فقیر (امام ربانی قدِّس سِرُّہ العزیز) کا یقین ہے کہ طریقِ صوفیا حقیقت میں علومِ شرعیہ کا خادم ہے نہ کہ شریعت کے خلاف کوئی اور امر،

اور اپنی کتابوں اور رسالوں میں اسی معنی کی تحقیق کی ہے اور اس غرض کے حاصل ہونے کے لیے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا اختیار کرنا تمام طریقوں سے زیادہ مناسب اور بہتر ہے کیونکہ ان بزرگوں نے سنّت کی متابعت کو لازم پکڑا ہے اور بدعت سے کنارہ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر ان کو متابعت کی دولت حاصل ہو اور کچھ احوال نہ رکھتے ہوں تو خوش ہیں اور اگر احوال حاصل ہونے کے باوجود متابعت میں فتور و کمی محسوس کریں تو ان احوال کو پسند نہیں کرتے۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ سوم مکتوب نمبر ۲۱۰)

امام ربانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدِّس سِرُّہ العزیز ہی دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

''صوفیائے کرام کے طریقے پر چلنے سے مقصود یہ ہے کہ مُعْتَقَدَاتِ شرعیہ کا جو کہ ایمان کی حقیقت ہیں، زیادہ یقین حاصل ہو جائے اور احکامِ فقہیہ ادا کرنے میں آسانی میسر ہو جائے اس کے علاوہ اور کوئی امر مقصود نہیں ہے کیونکہ رؤیت باری تعالیٰ کے آخرت میں ہونے کا وعدہ دیا گیا ہے اور وہ دنیا میں ہرگز واقع نہیں ہے۔ وہ مشاہدات وتجلّیات جن کے ساتھ صوفیا خوش ہیں وہ ظلال سے آرام پانا ہے اور شبہ ومثال سے تسلی حاصل کرنا ہے کیونکہ حق تعالیٰ ان سب سے وراء الوراء ہے''

(دفتر اول مکتوب نمبر ۲۰۷)

ولی کون ہے؟

الشیخ ابوعلی جوزجانی قدِّس سِرُّہ العزیز فرماتے ہیں:

''الولی هو الفانی من حاله الباقی فی مشاهدة الحق لم یکن له عن نفسه اخبار ولا مع غیر الله قرار''

(نفحات الانس)

ترجمہ : ولی وہ ہے جو اپنے حال سے فانی اور مشاہدہ حق کے ساتھ باقی ہو اس کے لیے اپنے بارے میں خبر دینا اور غیر خدا کے ساتھ قرار پکڑنا بالکل نہ ہو ''

حضرت ابراہیم بن ادہم قدس سرہ العزیز نے ایک شخص سے فرمایا: کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تم اللہ کے اولیاء میں سے ایک ہو جاؤ؟ اس نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ تو آپ نے فرمایا:

''لا ترغب فی شیء من الدنیا والآخرة وافرغ نفسک للّٰہ تعالیٰ واقبل بوجھک علیہ''

ترجمہ : دنیا و آخرت کی کسی شے کی طرف رغبت نہ کرو (کیونکہ ان اشیاء کی طرف رغبت حق تعالیٰ سے اعراض ہے) اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کی دوستی کے لیے فارغ کرلو اور اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ (یعنی دنیا اور آخرت کو دل میں راہ نہ دو اور روئے دل حق تعالیٰ کی طرف لاؤ اور جب یہ اوصاف تم میں آ گئے تو تم ولی ہو جاؤ گے''

(نفحات الانس ص۳)

رسالہ قشیریہ میں ہے

''ومن شرط الولی ان یکون محفوظا کما ان من شرط النبی ان یکون معصوما فکل من کان للشرع علیہ اعتراض فھو مغرور مخادع'' (رسالہ قشیریہ)

ترجمہ: ولی کی شرائط میں سے یہ ہے کہ وہ گناہوں سے محفوظ ہو جیسا کہ نبی کی شرائط میں سے یہ ہے کہ وہ گناہوں سے معصوم ہو پس ہر وہ شخص جس (کے کسی قول وفعل) پر شریعت کی طرف سے اعتراض لازم آتا ہو وہ (ہرگز ولی نہیں بلکہ) مغرور اور دھوکہ باز ہے ''

حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز نے کسی ایسے شخص سے ملنے کا ارادہ فرمایا جو لوگوں میں ولی مشہور تھا جب آپ اس کی مسجد میں پہنچے تو اسکے انتظار میں بیٹھ گئے جب وہ شخص نکلا تو اس نے قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے تھوک دیا پس آپ وہیں سے واپس تشریف لے آئے اور اسے سلام تک نہ کیا اور فرمایا:

''ھذا رجل غیر مامون علی ادب من آداب الشریعة فکیف یکون امینا علی اسرار الحق''

ترجمہ : جب یہ شخص آداب شریعت میں سے ایک ادب کی حفاظت نہیں کر سکا تو یہ حق تعالیٰ کے اسرار کا امین کیونکر ہو سکتا ہے؟''

اسی طرح ایک شخص شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ العزیز کے پاس حاضر ہوا اور مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے اپنا بایاں قدم اندر رکھا آپ نے اسے فرمایا:

''باز گرد کہ ہر کہ در خانۂ دوست ادبِ آمدن نداند مارا نشاید کہ باوے صحبت داریم''

ترجمہ: واپس چلے جاؤ کیونکہ جو شخص محبوب (حق تعالیٰ) کے گھر (مسجد) میں داخل ہونے کے آداب سے ناواقف ہے اس سے ہماری صحبت درست نہیں۔

(نفحات الانس ص۴)

اعلیحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کا فرمان ہدایت نشان:

اعلیحضرت غوث زمان سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز ''الانسان فی القرآن'' میں ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت علی ہجویری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ خداوند کریم ان کا ہونا چاہتا ہے اور یہ خدا کو چاہنے والے ہوتے ہیں۔ اصل مقصود کے معنوں کو پائے ہوئے، محبت کے شجر کو معرفت کے

باغ میں سجائے ہوئے، من دون اللہ سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ انگوریاں ان کے قدوم کی برکات سے اگتی ہیں مسلمان ان کی دعاؤں سے فتح حاصل کرتے ہیں۔ یُحِبُّھُم وَ یُحِبُّونہ کی دولت انہی ہستیوں کے لیے مخصوص ہے جس کے لیے مولیٰ کریم نے انسان کو تخلیق کیا ہے۔ اے بھائی! سمجھ کہ یہ محبت مخلوق کی طرح نہیں ہے کیونکہ اس کا حصول حجابات کے دور ہونے کے سوا درست نہیں ہوسکتا اور ماسویٰ اللہ کی محبت سراسر حجاب ہے۔ اس لیے مائل کی گئی چیزوں سے اعراض کرنے کے سوا اس کا حصول ناممکن ہے۔

کما قال تعالیٰ:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَاداً يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبّاً لِّلّٰه"

(پ۲، آیت ۱۶۵، ر۴)

ترجمہ؛ اور بعض لوگوں میں سے وہ ہے کہ پکڑتا ہے سوا اللہ کے شریک محبت کرتے ہیں ان سے جیسا کہ محبت خدا کی اور جو لوگ کہ ایمان لائے وہ زیادہ ہیں محبت میں واسطے اللہ کے"

اس آیت شریف سے ظاہر ہے کہ کسی غیر خدا سے محبت شرک ہے۔ اور شرک دو وجہ پر ہے۔ ایک شرک جلی اور دوسرا شرک خفی۔ شرک جلی تو کسی غیر (غیر خدا) کے سامنے سجدہ، یا اس کی عبادت کرنا، یا اس سے خداوند کریم کے مثل مدد مانگنا، یا اس لم یزل ولا یزال، بے مثل، بے مثال کی مانند کسی کو جاننا ہے۔ لیکن شرک خفی محض کحبِّ اللّٰہ کا مصداق ہے یعنی کسی غیر خدا سے اس طرح محبت کرنا جیسی اس محبوب حقیقی سے چاہئے تھی۔

یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک آدمی اپنی جان سے بھی زیادہ محبت مجھ سے نہ رکھے مومن نہیں ہوسکتا تو اس کا حل

بھی کلام الٰہی میں ہے۔ چنانچہ سورۂ مائدہ میں فرمایا ہے:

"اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا"

(پارہ نمبر ۶)

ترجمہ؛ سوائے اس کے نہیں دوست تمہارا، اللہ ہے اور رسول اس کا اور وہ لوگ جو ایمان لائے"

بظاہر تو دونوں آیات بھی آپس میں متضاد ہی نظر آتی ہیں لیکن تدبّر کے میزان اور نور ایمانی کے ترازو میں جانچنے سے نہ صرف تطبیق ہوگی بلکہ معاملہ کی صحت منکشف ہو جائے گی عزیزا! دو چیزیں ان آیات سے صادر ہوتی ہیں۔ ایک مِنْ دُوْنِ اللّٰہ اور دوسری فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ ۔ تو جان کہ ہر مِنْ دُوْنِ اللّٰہ شرک ہے اور ہر فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ حق، بلکہ سبیل کے سوا اصل مدّعا کا ملنا دشوار اور ولایت مذموم اور دوستی لاحاصل ہے۔ دراصل کسی نبی، ولی یا مؤمن کی محبت یا نسبت کے سوا یا دوسرے معنوں میں نورِ رسالت کے سوا محبت سراسر گمراہی ہے۔ کما قال اللّٰہ عزّوجلّ:

"اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُوْلٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ"

(پارہ ۳، ر۲)

ترجمہ؛ اللہ دوست ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے طرف نور کے اور جو لوگ کافر ہوئے دوست ان کے شیطان ہیں نکالتے ہیں ان کو نور سے طرف اندھیروں کے یہ لوگ ہیں رہنے والے آگ کے اور وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں"

ہیہات! آج عوام النّاس کے نزدیک جوکوئی اسلام کے برخلاف راستہ اختیار کرے اور ایمان کے حکموں کوفنا کرے ولی ہوتا ہے لیکن عنداللہ وعندالرّسول ایسا شخص شیطان ہے۔ اس عزیز الحکیم نے حق سے باطل کو مٹانے کیلئے، سچ سے جھوٹ کو نابود کرنے کیلئے، نار کونور سے بجھانے کیلئے، اس غفلت کی نیند سے جگانے کیلئے، صراط المستقیم پر چلانے کیلئے، مشعل ہدایت کو سجھانے کیلئے کیا ہی اچھا فیصلہ دیا ہے:

''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰه''

(پارہ۳ ر۱۲)

ترجمہ؛ فرمادو اگر ہوتم چاہتے اللہ کو پس پیروی کرو میری چاہے گا تم کو اللہ''

یعنی اے میرے حبیب! ان لوگوں سے فرمادو، سنادو، سمجھادو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو، اس کے محبّ بنتے ہو، یعنی اپنے زعم میں بساط محبت پر عشق کا دم بھرتے ہو تو آؤ میری اتباع کرو تا کہ اللہ تم سے محبت کرے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سوائے اتباعِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہماری محبت محلِ قبولیت کا شرف حاصل نہیں کرسکتی۔

(الانسان فی القرآن، بیان ولایت ص۲۹۹ تا۳۰۱)

اولیاء کرام کے احوال واوصاف:

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری قدّس سرّہ العزیز کشف المحجوب شریف میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَعِبَاداً یَّغْبِطُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَ الشُّهَدَاءُ قِیْلَ مَنْ هُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللّٰه علیه و سلم) صِفْهُمْ لَنَا لَعَلَّنَا نُحِبُّهُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللّٰه علیه وسلم) قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرَوْحِ اللّٰهِ مِنْ غَیْرِ اَمْوَالٍ وَّلَا اکْتِسَابٍ وُجُوْهُهُمْ نُوْرٌ عَلٰی مَنَابِرَ مَنْ نُوْرٍ لَایَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ ثُمَّ تَلَا

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنِ''

ترجمہ؛ بیشک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بعض بندے ایسے بھی ہیں کہ جن پر انبیائکرام علیہم السلام اور شہدائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ بھی رشک کریں گے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ کون ہیں؟ ہمیں ان کے اوصاف بتا دیجئے تا کہ ہم انسے محبت کریں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے بغیر مال اور دنیوی منفعت کے ایک دوسرے سے محبت کی ان کے چہرے نورانی ہوں گے (قیامت کے دن) نور کے منبروں پر بیٹھے ہونگے جب دوسرے لوگ خوف زدہ ہونگے تو انہیں کوئی خوف لاحق نہ ہوگا اور جب دوسرے لوگ حزن وملال میں ہونگے تو انہیں کوئی حزن وملال نہ ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیہ مقدمہ تلاوت فرمائی: ''خبردار بیشک اللہ کے ولیوں کو نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم''

(اسی مفہوم کی ایک حدیث مشکوٰۃ شریف ص۴۲۲ باب الحب فی اللہ، میں بھی ہے)

نیز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

''مَنْ آذٰی لِیْ وَلِیّاً فَقَدْ اِسْتَحَلَّ مَحَارَبَتِیْ''

ترجمہ؛ جس نے میرے کسی ولی کو ایذا دی اس نے میرے ساتھ جنگ کو حلال سمجھا''

اس سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کچھ اولیاء ہیں جنہیں اس نے اپنی دوستی اور ولایت کیلئے مخصوص فرما لیا ہے درحقیقت وہی ملکوں کے والی ہیں کہ انہیں حق تعالیٰ نے چن لیا ہے اور انہیں اپنے افعال کے اظہار کی علامت قرار دیا ہے۔ انہیں مختلف قسم کی کرامات سے مخصوص فرمایا اور ان کے وجود سے طبعی آفات کو پاک فرما دیا اور انہیں نفس وہوا کی پیروی سے رہا کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ ان کا مقصود اس کی ذات کے علاوہ کچھ نہیں اور ان کا اُنس بھی کسی اور کے ساتھ نہیں

ایسے لوگ ہم سے گذشتہ زمانہ میں بھی ہوئے ہیں اب بھی موجود ہیں اور اس کے بعد بھی قیامت تک رہیں گے۔

(کشف المحجوب باب ۱۴، ص ۳۲۰)

اولیاء کرام کی اقسام:

سیدنا داتا گنج بخش قُدِّسَ سِرُّہ العزیز ہی مزید ارشاد فرماتے ہیں:

''پس حق تعالیٰ نے برہان نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آج تک باقی رکھا ہوا ہے اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو اس کے اظہار کا سبب کر دیا ہے تاکہ حق تعالیٰ کی نشانیاں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت کے دلائل ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایسے حضرات کو جہان کا والی بنا دیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی بات کیلئے وقف ہیں اور انہوں نے متابعتِ نفس کی راہ بالکل ترک کر دی ہے۔ آسمان سے بارش ان کے قدموں کی برکات سے نازل ہوتی ہے اور ان کے احوال کی صفائی کے باعث ہی زمین سے فصلیں پیدا ہوتی ہیں اور انہیں کی ہمت و توجہ سے مسلمان کافروں پر فتح پاتے ہیں ایسے حضرات کی تعداد چار ہزار ہے جو ایک دوسرے سے پوشیدہ رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے اور اپنے حال کی خوبی بھی نہیں جانتے اور تمام احوال میں اپنے آپ سے اور تمام مخلوق سے پوشیدہ رہتے ہیں اس بارے میں احادیث وارد ہیں اور اولیاء کرام کا کلام بھی اس پہ ناطق ہے۔ نیز خود مجھ پر بھی الحمدللہ یہ بات عیاں ہو چکی ہے۔

ان کے علاوہ جو اربابِ حل وعقد ہیں اور درگاہ حق کے سردار ہیں ان کی تعداد تین سو ہے۔ انہیں اخیار کہتے ہیں اور چالیس اور ہیں جنہیں اوتاد کہتے ہیں اور تین اور ہیں جنہیں نقباء کہتے ہیں اور ایک اور ہے جسے قطب اور غوث کہتے ہیں یہ تمام حضرات ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور معاملات کی انجام دہی میں ایک دوسرے کی اجازت کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس امر میں بھی

احادیث ناطق ہیں اور اس کی صحت پر تمام اہلِ حقیقت کا اجماع ہے۔''

(کشف المحجوب باب نمبر ۱۴ فصل در اثباتِ ولایت ص ۳۲۱)

امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی فاروقی قُدِّسَ سِرُّہ العزیز فرماتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کامل تبعین جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تَبعِیَّت میں کمالاتِ مقام نبوت کو تمام کر لیتے ہیں تو ان میں سے بعض کو منصبِ امامت پہ سرفراز فرما دیا جاتا ہے اور بعض کے حق میں محض اس کمال کے حصول پر ہی اکتفا فرمایا جاتا ہے۔ یہ دونوں بزرگ اس کمال کے نفسِ حصول میں مساوی ہوتے ہیں ان میں فرق صرف منصب اور عدمِ منصب اور ان امور کے اعتبار سے ہوتا ہے جو منصب سے متعلق ہیں اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کامل مُتَّبِعین کمالاتِ ولایتِ نبوت کو تمام کر لیتے ہیں تو ان میں سے بعض کو منصبِ خلافت سے مشرف فرما دیا جاتا ہے اور بعض کے حق میں محض ان کمالات کے حصول پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔ یہ دونوں منصب (منصبِ امامت و منصبِ خلافت) کمالاتِ اصلیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور کمالاتِ ظلّیہ میں منصب امامت سے مناسب قطبِ ارشاد کا منصب ہے اور منصب خلافت سے مناسب قطب مدار کا منصب ہے۔ گویا دونوں مقامات (مقام قطبِ ارشاد و مقام قطبِ مدار) جو کہ نیچے ہیں ان دو مقامات (مقامِ امامت و مقامِ خلافت) کا ظل ہیں جو کہ اوپر ہیں اور شیخ محی الدّین ابن عربی قُدِّسَ سِرُّہ العزیز کے نزدیک غوث وہی قطبِ مدار ہی ہے۔ ان کے نزدیک منصبِ غوثیت منصبِ قطبیت سے علیٰحدہ کوئی منصب نہیں اور جو کچھ فقیر (امام ربانی قُدِّسَ سِرُّہ العزیز) کا مُعتَقَدُ ہے وہ یہ ہے کہ غوث، قطبِ مدار سے علیٰحدہ ہوتا ہے بلکہ قطبِ مدار کے معاملات میں اس کا ممدّ و معاون ہوتا ہے اور قطبِ مدار بعض معاملات میں غوث سے مدد طلب کرتا ہے اور مقامِ ابدال کے مناصب پر کسی کو فائز کرنے میں بھی غوث کا دخل ہوتا ہے اور قطب کو ہی اس کے اعوان و انصار کی بدولت قطبُ الاقطاب بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ قطب کے اعوان و انصار حکماً قطب ہی

ہوتے ہیں اسی وجہ سے صاحب فتوحاتِ مکیّہ لکھتے ہیں:

''مَامِنْ قَرْیَةٍ مُؤمِنَةً کَانَتْ اَوْ کَافِرَةً اِلَّاوَفِیْھَا قُطْبٌ''

ترجمہ: یعنی کوئی بستی ایسی نہیں خواہ اہل ایمان کی ہو یا (بظاہر) کفار کی مگر یہ کہ اس میں ایک قطب ضرور ہوتا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب ۲۵۶)

شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت:

امامِ اہلِ سنت الشّاہ احمد رضا خان بریلوی قُدِّس سرُّہ العزیز فرماتے ہیں:

''شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت میں باہم اصلاً کوئی تخالُف نہیں اس (تخالُف) کا مدّعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بد دین ہے۔ شریعت، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال ہیں اور طریقت، حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال اور حقیقت، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال اور معرفت، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم بے مثال''۔

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ اٰلہ واصحابہ الی مالا یزال)۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ ص ۴۶۰)

امامِ ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قُدِّس سرُّہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

شریعت کے تین جز ہیں:

(۱) علم (۲) عمل (۳) اخلاص۔

جب تک یہ تینوں جز متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت متحقق ہو جائے تو حق سبحانہ و تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے جو کہ تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں سے فوقیت رکھتی ہے (رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے): ''وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ'' (اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضا اس کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ سورۃ التوبہ پارہ نمبر ۱۰)

پس شریعت ہی جمیع سعاداتِ دنیویہ واخرویہ کی متکفّل ہوئی اور کوئی مطلوب ایسا نہ رہا کہ جس کو حاصل کرنے کیلئے شریعت کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف حاجت پیش آئے۔ طریقت اور حقیقت جس سے صوفیاء کرام ممتاز ہیں دونوں شریعت کی خادم ہیں اس کے جز وثالث کی تکمیل میں جو کہ اخلاص ہے۔ پس ان دونوں (طریقت وحقیقت) کی تحصیل سے مقصود، شریعت ہی کی تکمیل ہے نہ کہ شریعت کے علاوہ کوئی اور امر۔ وہ احوال و مواجید اور علوم و معارف جو کہ صوفیاء کرام کو دوران راہ حاصل ہوتے ہیں مقاصد میں سے نہیں ہیں۔ **بل اوھام و خیالات تربی بھا اطفال الطریقة**۔ (بلکہ وہ اوہام اور خیالات ہیں جن سے اطفالِ طریقت کی تربیت کی جاتی ہے) ان سب کو چھوڑ کر مقامِ رضا تک پہنچنا چاہیے۔ جو کہ مقاماتِ سلوک اور جذبہ کی انتہا ہے۔ کیونکہ طریقت وحقیقت کی منازل طے کرنے سے مقصود، تحصیلِ اخلاص کے علاوہ کچھ بھی نہیں اور وہ (اخلاص) مقامِ رضا کو مستلزم ہے۔ تجلیاتِ سہ گانہ (تجلیات افعالیہ وصفاتیہ وذاتیہ) اور مشاہداتِ عارفانہ سے گذار کر ہزاروں میں سے کسی ایک کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرماتے ہیں اور مقامِ رضا تک پہنچاتے ہیں۔ کوتاہ اندیش احوال و مواجید کو مقاصد سمجھتے ہیں اور مشاہدات و تجلیات کو مطالب شمار کرتے ہیں۔ یقیناً وہم وخیال کی قید میں پھنس کے رہ جاتے ہیں اور کمالاتِ شریعت سے محروم رہتے ہیں۔

چند سطر بعد مزید فرماتے ہیں:

ہاں! مقامِ اخلاص کا حصول اور مرتبہِ رضا تک رسائی ان احوال و مواجید کو طے کرنے سے مربوط ہے اور ان علوم و معارف کی تحقیق سے وابسطہ ہے۔ پس یہ (احوال و مواجید وغیرہ) مطلوب کے لیے مُعِدَّات (اسباب وذرائع) اور حصول مقصود کے لیے مقدمات ہیں اس معاملے کی حقیقت اس فقیر پر حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ سے دس سال کامل اس راہ کو طے کرنے کے بعد

واضح ہوئی''

(مکتوب نمبر ۳۶ دفتر اول حصہ اول ص ۹۸)

حضور امام ربانی قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز ہی دوسرے مقام پہ ارشاد فرماتے ہیں:

منازلِ سلوک کو طے کرنے اور مقاماتِ جذبہ کو قطع کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس سیر و سلوک سے مقصود مقامِ اخلاص کی تحصیل ہے جو کہ آلہہ آفاقی و انفسی کی فنا سے مربوط ہے اور یہ اخلاص، شریعت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے کیونکہ شریعت کے تین جز ہیں۔ (۱) علم (۲) عمل (۳) اخلاص۔ پس طریقت و حقیقت، شریعت کے تیسرے جز و اخلاص کی تکمیل میں شریعت کی خادم ہیں۔ اصل معاملہ یہی ہے مگر ہر کسی کا فہم یہاں تک نہیں پہنچتا۔

(مکتوب نمبر ۴۰ دفتر اول حصہ اول ص ۱۰۴)

امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ''مقال العرفاء باعزاز شرعِ وعلماء'' میں فرماتے ہیں:

''شریعت تمام احکامِ جسم و جان و روح و قلب و جملہ علوم الٰہیہ و معارف نامتناہیہ کو جامع ہے۔ جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے۔ لہٰذا باجماعِ قطعی جملہ اولیاء کرام، تمام حقائق کو شریعتِ مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے۔ اگر شریعت کے مطابق ہوں حق و مقبول ہیں ورنہ مردود و مخذول۔ تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصلِ کار ہے، شریعت ہی مناط و مدار ہے، شریعت ہی محک و معیار ہے۔ شریعت ''راہ'' کو کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ کا ترجمہ محمد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ، یہ قطعاً عام و مطلق ہے۔ نہ کہ صرف چند احکامِ جسمانی سے خاص، یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت ہر نماز

بلکہ ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر ثبات و استقامت کی دعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ ''اھدنا الصراط المستقیم'' (سورۃ فاتحہ)
ہم کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ چلا، ان کی شریعت پہ ثابت قدم رکھ''

حضرت عبداللہ بن عباس و امام ابوالعالیہ و امام حسن بصری رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

''اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وَصَاحِبَاہُ''

(رواہ عن ابن عباسٍ الحاکمُ فی صحیحہ وعن ابی العالیہ من طریق عاصمٍ الاحول عنہ عبد ابن حمید و انباء جریج و ابی حاتم وعدی و عساکر وفیہ فذکرنا ذالک للحسن فقال صدق ابو العالیۃ ونصح)

(المستدرک الحاکم جلد ۲ ص ۲۵۹)

ترجمہ: صراط مستقیم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں'' اسے امام حاکم نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور ابوالعالیہ سے بطریق عاصم احول ان سے عبد بن حمید اور جریج و ابی حاتم وعدی اور عساکر نے خبر بیان کی اور اس میں ہے کہ ہم نے یہ حدیث حضرت حسن سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا کہ ابوالعالیہ نے خالص سچ کہا''

یہی وہ راہ ہے جس کا منتہٰی، اللہ ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

''اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ''

(پارہ ۱۲، سورۃ ھود آیت ۵۶)

ترجمہ: بیشک اس سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے''

یہی وہ راہ ہے جس کا مخالف بددین وگمراہ ہے۔قرآنِ عظیم نے فرمایا:

”وانَّ ھَذَا صِرَاطِیُ مُسْتَقِیماً فَاتَّبِعُوُہُ وَلا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتفرَّقَ بِکُمُ عَنُ سَبِیُلِہٖ ذَلِکُمُ وَصّٰکُمُ بِہٖ لَعَلَّکُمُ تَتَّقُوُن“

(پارہ۸سورۃ الانعام آیت۱۵۳)

ترجمہ؛ اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور، اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کردیں گی یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے“

دیکھو! قرآن مجید نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے۔اور اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دور پڑے گا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد۲۱ص۵۲۳تا۵۲۴)

امامِ ربانی حضرت سیدنا مجدّد الف ثانی قُدِّس سِرُّہ العزیز فرماتے ہیں:

صوفیائے وقت بھی اگر انصاف سے کام لیں اور اسلام کے ضعف اور جھوٹ کے شائع کرنے کو ملاحظہ کریں تو انہیں چاہیے کہ سنت کے خلاف اُمور میں اپنے پیروں کی تقلید نہ کریں اور اپنے شُیوخ کے عمل کا بہانہ بنا کر اُمور مخترعہ (خودساختہ اُمور) کو اپنی عادت نہ بنائیں۔سنت کی اتباع یقیناً نجات دینے والی اور خیرات و برکات بخشنے والی ہے۔سنت کے خلاف اُمور کی تقلید میں خطرہ ہی خطرہ ہے۔وَمَاعَلیٰ الرَّسُولِ اِلَّا البَلَاغ (قاصد کے ذمہ صرف پیغام کا پہنچانا ہی ہے) ہمارے پیروں کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے جزائے خیر دے کہ انہوں نے اپنے متبعین کو اُمور مبتدعہ کے بجا لانے کی ہدایت نہیں کی اور انہیں ہلاک کرنے والی تاریکیوں میں نہیں ڈالا۔اور سنت کی متابعت کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں بتایا اور صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع اور عزیمت پر عمل کرنے کے سوا کچھ ہدایت نہیں فرمائی اس واسطے ان بزرگوں کا کارخانہ بلند ہوگیا

اور ان کے وصول کا ایوان رفیع ہوگیا۔یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے رقص وسرود کو ٹھکرا دیا ہے اور وجد وتواجد کو انگشتِ شہادت سے دو ٹکڑے کردیا ہے۔

(مکتوب۲۳دفتر دوم حصہ ششم)

ضرورت شیخ

امام اہل سنت الشّاہ احمد رضا خان بریلوی قُدِّس سِرُّہ العزیز فرماتے ہیں:

آئمہ کرام فرماتے ہیں آدمی اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم، زاہدِ کامل ہو اس پر واجب ہے کہ ولی عارف کو اپنا مرشِد بنائے، بغیر اس کے ہرگز چارہ نہیں۔میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے:

فعلم من جمیع ماقررناہ وجوب اتخاذ الشیخ لکل عالمٍ طلَبَ الوصولَ الی شھود الشریعة الکبریٰ ولو اجمع جمیعُ اقرا نہ علی علمه وعمله وزھدہ وورعه ولقبوہ بالقطبیة الکبریٰ فان لطریق القوم شروطا لا یعرفھا الاالمحققون منھم دون الدخیل فیھم بالدعا وی والاوھام وربما کان من لقبوہ بالقطبیة لا یصلح ان یکون مریدا للقطب۔

(میزان الشریعۃ الکبریٰ جلد۱ص۲۲)

ترجمہ؛ پس جو ہم نے ثابت کیا ہے اس سے ہر اس عالم کیلئے شیخ پکڑنے کا وجوب معلوم ہوا جو شریعت کبریٰ کے شہود تک وصول کا طلبگار رہے۔اگرچہ تمام اہل عصر اس کے علم وعمل اور زہد وورع پر متفق ہوجائیں اور اسے قطبیت کبریٰ کا لقب دے دیں۔اس لیے کہ اس قوم (صوفیاءکرام) کے طریق کی کچھ شرطیں ہیں جنہیں ان کے محققین کے سوا کوئی نہیں پہچان سکتا نہ کہ وہ لوگ جو صرف اپنے دعاوی اور اوھام کے ساتھ ان میں داخل ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایسا ہوتا

ہے کہ جسے لوگوں نے قطب کا لقب دے رکھا ہوتا ہے وہ اس لائق بھی نہیں ہوتا کہ کسی حقیقی قطب کا مرید ہی ہو سکے''

یہ اس کیلئے ہے جو اس راہ کا چلنا چاہے اور ہمت پست، کوتاہ دست اگر سلوک نہ بھی چاہیں تو انہیں توسّل کیلئے شیخ کی حاجت ہے۔ یوں اللہ عزوجل اپنے بندوں کو بس تھا۔

قال اللہ تعالیٰ!

''اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ''

(پارہ نمبر ۲۴ سورۃ الزمر)

ترجمہ؛ کیا خدا اپنے بندوں کو کافی نہیں''

مگر قرآن عظیم نے حکم فرمایا:

''وَابۡتَغُوۡا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ''

(پارہ نمبر ۶ سورۃ المائدہ)

ترجمہ؛ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو''

اللہ کی طرف وسیلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف وسیلہ مشائخ کرام سلسلہ بسلسلہ، جس طرح اللہ عزوجل تک بے وسیلہ رسائی محالِ قطعی ہے یونہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک رسائی بے وسیلہ دشوار عادی ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب شفاعت ہیں۔ اللہ عزوجل کے حضور وہ شفیع ہونگے۔ ان کے حضور علماء و اولیاء اپنے متوسلوں کی شفاعت کریں گے۔ مشائخ کرام دنیا و دین و نزع و قبر و حشر سب حالتوں میں اپنے مریدین کی مدد فرماتے ہیں۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ارشاد فرمایا:

قد ذکرنا فی کتاب الاجوبۃ عن آئمۃ الفقھاء والصوفیۃ ان آئمۃ الفقھاء والصوفیۃ کلھم یشفعون فی مقلدیھم ویلاحظون احدَھم عند طلوع روحہ وعند سوال منکر و نکیر لہ وعند

النشر و الحشر والحساب والمیزان و الصراط ولا یغفلون عنھم فی موقف من المواقف۔

(میزان الشریعۃ الکبریٰ جلد ۱ ص ۵۳)

ترجمہ؛ تحقیق ہم نے ''کتاب الاجوبہ عن آئمۃ الفقہاء الصوفیہ'' میں ذکر کیا ہے کہ فقہاء و صوفیاء سب کے سب اپنے متبعین کی شفاعت کریں گے اور وہ اپنے مریدین اور متبعین میں سے ہر ایک کا نزع کی حالت میں اس کی روح نکلنے کے وقت اور منکر نکیر کے سوالات کے وقت اور حشر و نشر اور حساب اور میزانِ عدل پر اعمال تُلنے اور پل صراط سے گذرنے کے وقت اس کا ملاحظہ فرمانے والے ہیں اور ان تمام مواقف میں سے کسی موقف (ٹھہرنے کی جگہ) میں بھی اس سے غافل ہونے والے نہیں ہیں''

اس محتاج، بے دست و پا سے بڑھ کر احمق، اپنی عافیت کا دشمن کون؟ جو اپنی سختیوں کے وقت اپنے مددگار نہ بنائے۔

حدیث مبارک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اِسۡتَکۡثِرُوۡمِنَ الۡاِخۡوَانِ فَاِنَّ لِکُلِّ مُؤمِنٍ شَفَاعۃً یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃ''

رواہ ابن النجار فی تاریخہٖ عن انس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ

(کنز العمال جلد ۹، ص ۴، حدیث نمبر ۲۴۶۴۲)

ترجمہ؛ اللہ تعالیٰ کے بکثرت بندوں سے رشتہ و علاقہ محبت پیدا کرو کیونکہ قیامت کے دن ہر مومن کامل کو شفاعت دی جائیگی'' (کہ وہ اپنے متعلقین کی شفاعت کرے)''

اور بالفرض معاذ اللہ اور کچھ نہ ہوتا تو بنی کریم صلی اللہ تعالیٰ وسلم تک اتصالِ سلسلہ کی برکت کیا تھوڑی تھی جس کے لیے علماء کرام آج تک حدیث کی سندیں لیتے ہیں

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱، ص ۴۶۳ تا ۴۶۵)

شیخ شہاب الدّین سہروردی قُدِّس سرُّہ العزیز عوارف المعارف شریف میں سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

''روی عن ابی یزید رضی اللّٰہ عنه انه قال من لم یکن له استاذ فامامه الشیطان''

(عوارف المعارف باب دوم ص ۷۸)

ترجمہ؛ سیدنا بایزید بسطامی قُدِّسَ سرُّہ العزیز سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی شیخ نہیں اس کا پیشوا شیطان ہے''

اور امام اجل شیخ ابوالقاسم قشیری قُدِّس سرُّہ العزیز رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں:

''یجب علی المرید ان یتأدّب بشیخ فان لم یکن له استاذ لایفلح ابداً وقال ایضاً سمعت الاستاذ ابا علی الدقّاق یقول الشجرۃ اذا نبتت بنفسها من غیر فارسٍ فانها تورق ولا تثمر کذالک المرید اذا لم یکن له استاذ یا خذ منه طریقاً نفساً فنفساً فهوعابد هو ا ہ لا یجد نفاذاً''

(الرسالۃ القشیریۃ باب الوصیۃ للمریدین ص ۱۸۱)

ترجمہ؛ یعنی مرید پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے کیونکہ بے پیرا شخص کبھی فلاح نہ پائے گا اور مزید فرماتے ہیں کہ میں نے استاد ابوعلی دقّاق سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی درخت کسی بونے والے کے بغیر خود بخود اگتا ہے تو وہ صرف پتے لاتا ہے اور پھل نہیں دیتا اسی طرح مرید کیلئے اگر کوئی ایسا شیخ نہ ہو جس سے ایک ایک سانس پر راستہ سیکھے تو وہ اپنی خواہشِ نفس کا پُجاری ہے کبھی راہ نہ پائے گا''

اقسامِ فلاح:

امامِ اہلِ سنت الشّاہ احمد رضا خان بریلوی قُدِّسَ سرُّہ العزیز فرماتے ہیں کہ فلاح دو قسم ہے:

اول:

انجام کار رستگاری اگرچہ معاذ اللہ سبقتِ عذاب کے بعد ہو۔ یہ عقیدۂ اہلِ سنت میں ہر مسلمان کے لیے لازم، اور کسی بیعت و مریدی پر موقوف نہیں اس کیلئے صرف نبی کو مرشد جاننا بس (کافی) ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ ص ۴۹۷)

دوم:

کامل رستگاری کہ بے سبقتِ عذاب، دُخولِ جنت ہو۔ اس کے دو پہلو ہیں:

اول وقوع:

یہ مذہبِ اہلِ سنت میں محض مشیئت الٰہی پر ہے جسے چاہے ایسی فلاح عطا فرمائے اگرچہ لاکھوں کبائر کا مرتکب ہو۔ اور چاہے تو ایک گناہ صغیرہ پر گرفت کرلے اگرچہ لاکھوں حسنات رکھتا ہو (اگرچہ وہ ایسا کرے گا نہیں) یہ عدل ہے اور وہ فضل۔

''فَیَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَاءُ''

(سورہ بقرہ پارہ ۳ آیت ۲۸۴)

ترجمہ؛ تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا عذاب کرے گا''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی شفاعت سے بے گنتی اہل کبائر ایسی فلاح پائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''شَفَاعَتِیۡ لِاَهۡلِ الۡکَبَائِرِ مِنۡ اُمَّتِیۡ''

(مسند امام احمد جلد ۳ ص ۲۱۳، سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۲۹۶، جامع الترمذی جلد ۲ ص ۶۶، سنن ابن ماجہ ص ۳۲۹ وغیرہا)

ترجمہ؛ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لیے ہے‘‘

(فتاویٰ رضویہ جلد۲۱ص۵۰۰)

بالجملہ وقوع کیلئے سوائے اسلام اور اللہ جلّ جلالہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کے اور کوئی شرط نہیں ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ ص ۲۰۵)

دوم امید:

یعنی انسان کے اعمال، افعال، اقوال، احوال ایسے ہونا کہ اگر اُنہی پر خاتمہ ہو تو کرمِ الٰہی سے امیدِ واثق ہو کہ بلا عذاب داخلِ جنت کیا جائے۔ یہی وہ فلاح ہے جس کی تلاش کا حکم ہے کہ

’’سَابِقُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا کَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ‘‘

(پارہ۲۷سورۃ الحدید آیت ۲۱)

ترجمہ؛ بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی جیسے آسمان اور زمین کا پھیلاؤ‘‘

اس لیے کہ کسب اسی سے متعلق ہے۔ پھر یہ دو قسم ہے۔

اول فلاحِ ظاہر:

فلاح ظاہر یہ ہے کہ دل و بدن دونوں پر جتنے احکام الٰہیہ ہیں سب بجالائے نہ کسی کبیرہ کا ارتکاب کرے نہ کسی صغیرہ پر مُصِرّ رہے۔ نفس کے خصائل ذمیمہ اگر دفع نہ ہوں تو معطل رہیں، ان پر کاربند نہ ہوں۔ مثلاً دل میں بُخل ہے تو نفس پر جبر کر کے ہاتھ کشادہ رکھے۔ حسد ہے تو محسُود کی برائی نہ چاہے۔ وعلیٰ ھذا القیاس کہ یہ جہادِ اکبر ہے اور اسکے بعد مواخذہ نہیں بلکہ اجرِ عظیم ہے۔ یہ فلاحِ تقویٰ ہے اور فلاح ظاہر بایں معنیٰ کہ اس کے احکام ظاہر و واضح ہو چکے ہیں۔

رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

’’قَدْتَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ‘‘

(سورۂ بقرہ آیت ۲۵۶)

ترجمہ؛ دین میں بے شک خوب جدا ہوگئی ہے نیک راہ گمراہی سے‘‘

دوم فلاح باطنی:

کہ قلب و قالب رذائل سے متخلّی اور فضائل سے متحلّی کر کے بقایائے شرکِ خفی دل سے دور کیے جائیں۔ یہ منتہائے فلاح اور فلاحِ احسان ہے۔ فلاحِ تقویٰ میں تو عذاب سے دوری اور جنت کا چین تھا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

’’فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ‘‘

(پارہ۴، سورۂ ال عمران، آیت ۱۸۵)

ترجمہ؛ جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا‘‘

اور فلاحِ احسان اس سے اعظم ہے۔ کہ عذاب کا کیا ذکر کسی قسم کا اندیشہ و غم بھی ان کے پاس نہیں آتا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ‘‘

(پارہ نمبر۱۱، سورۃ یونس ۶۲)

ترجمہ؛ سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم‘‘

اس فلاح کے لیے پیر و مرشد ضروری ہے خواہ یہ فلاح قسمِ اول کی ہو یا دوم کی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد۲۱ص۵۰۵)

اقسامِ مرشد:

اب مرشد بھی دو قسم ہے۔

اول عام:

کہ کلامُ اللہ وکلامُ الرّسول وکلامِ آئمہ شریعت وطریقت وکلامِ علمائے دین، اہلِ رُشد وہدایت ہے۔اسی سلسلہ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلامِ علماء، علماء کا راہنما کلامِ آئمہ، آئمہ کا مرشد کلامِ رسول، رسول کا پیشوا کلامُ اللہ جَلَّ وَعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔فلاحِ ظاہر ہو یا فلاحِ باطن اُسے اس مرشد سے چارہ نہیں۔ جو اس سے جدا ہے بلا شبہ کافر ہے یا گمراہ اور اس کی عبادت برباد وتباہ۔

دوم مرشدِ خاص:

کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ، صحیح الاعمال، جامع شرائطِ بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے۔ اور یہ مرشدِ خاص کہ جسے پیرومرشد کہتے ہیں۔ پھر دو قسم ہے:

اول شیخِ اتصال:

یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو جائے۔اس کیلئے چار شرائط ہیں۔

شیخِ اتصال کی شرائط:

۱) **شیخ** کا سلسلہ باتصالِ صحیح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا ہو، بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعہ سے اتصال ناممکن۔بعض لوگ بلا بیعت محض بزعم وراثت اپنے باپ دادا کے سجادہ پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ کہ قطع کر دیا گیا، اس میں فیض نہ رکھا گیا، لوگ براہِ ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہٖ اچھا تھا۔مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابلِ بیعت نہ تھا۔اس سے جو شاخ چلی بیچ میں سے منقطع ہے۔ان صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال نہ ہوگا۔بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے۔

۲) **شیخ** سُنی صحیح العقیدہ ہو، بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم تک۔آج کل بہت کھلے ہوئے بدّ دینوں بلکہ بے دینوں حتیٰ کہ وہابیہ نے، کہ سرے سے منکر ودشمن اولیاء ہیں، مکاری کیلئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔

ہوشیار! خبردار! احتیاط احتیاط

اے بسا ابلیس آدم روئے است — پس بہر دستے نباید داد دست

(بہت سے ابلیس انسانی شکل میں ہیں۔پس ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے)

۳) عالم ہو۔**اَقُوْلُ** (میں کہتا ہوں) علمِ فقہ اُسی کی اپنی ضرورت کے قابل کافی، اور لازم کہ عقائد اہل سنت سے پورا واقف، کفر و اسلام و ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بدمذہب نہیں کل ہو جائے گا۔

فمن لم یعرف الشرّ فیوما یقع فیہ

(جو شر سے آگاہ نہیں ایک دن اس میں پڑ جائیگا)

صدہا کلمات وحرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہِ جہالت ان میں پڑ جاتے ہیں۔اول تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ان کے قول یا فعل سے کفر سرزد ہوا، اور بے اطلاع توبہ ناممکن، تو مبتلا کے مبتلا ہی رہے اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطّبع جاہل ڈر بھی جائے، توبہ بھی کر لے، مگر وہ جو سجادۂ مشیخت پر ہادی ومرشد بنے بیٹھے ہیں، ان کی عظمت کہ خود ان کے قلوب میں ہے، کب قبول کرنے دے:

’’وَاِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالاِثْمِ‘‘

(البقرہ ۲۰۶)

ترجمہ: اور جب اسے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی‘‘

اور اگر ایسے ہی حق پرست ہوئے اور مانا تو کتنا؟ اتنا کہ آپ توبہ کر لیں گے، قول وفعلِ کفر سے جو بیعت فسخ ہو گئی اب کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں اور شجرہ اس جدید شیخ کے نام سے دیں

اگر چہ شیخ اول ہی کا خلیفہ ہو، یہ ان کا نفس کیونکر گوارہ کرے۔ نہ اسی پر راضی ہونگے کہ آج سے سلسلہ بند کریں، مرید کرنا چھوڑیں، لاجرم وہی سلسلہ کہ ٹوٹ چکا جاری رکھیں گے۔ لہذا عالم عقائد ہونا لازم۔

۴) فاسق مُعلِن نہ ہو۔ **اَقُولُ** (میں کہتا ہوں) اس شرط پر حصولِ اتصال کا توقف نہیں کیوں کہ فِسق باعثِ فَسخ نہیں مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب، دونوں کا اجتماع باطل، ''تبیین الحقائق'' از امام زیلعی وغیرہ میں دربارۂ فاسق ہے۔

''فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً''

(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق جلد۱ص۱۳۴)

ترجمہ؛ امامت کیلئے اسے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے اور شرع میں تو اُن پر اسکی اہانت واجب ہے''

دوم شیخ ایصال:

کہ شرائط مذکورہ کیساتھ ساتھ مفاسدِ نفس (نفس کے فسادات) ومکائدِ شیطان (شیطان کی مکاریاں) ومصائدِ ہوا (خواہشات کے شکار) سے آگاہ ہو، دوسرے کی تربیت کرنا جانتا ہو اور اپنے متوسل پر شفقتِ تامہ رکھتا ہو کہ اس کے عُیوب پر اسے مطلع کرے، ان کا علاج بتائے، جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں حل فرمائے، نہ محض سالک ہو نہ نرا مجذوب۔ عوارفِ شریف میں فرمایا کہ یہ دونوں قابل پیری نہیں۔

اَقُولُ (میں کہتا ہوں) اس لیے کہ اول ہنوز راہ میں ہے اور دوسرا طریقِ تربیت سے غافل۔ بلکہ مجذوب سالک ہو یا سالک مجذوب، اور اول اَولیٰ ہے۔

اَقُولُ (میں کہتا ہوں) اس لیے کہ وہ مراد ہے اور یہ مُرید۔

اقسام بیعت:

پھر بیعت بھی دو قسم ہے:

۱) بیعتِ برکت:

کہ صرف تبرّک کیلئے داخلِ سلسلہ ہو جانا۔ آج کل عام بیعتیں یہی ہیں۔ وہ بھی نیک نیتوں کی، ورنہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراض فاسدہ کیلئے ہوتی ہے۔ وہ خارج از بحث ہیں۔ اس بیعت کیلئے شیخ اتصال کہ شرائطِ اربعہ کا جامع ہو، بس (کافی) ہے۔

اَقُولُ (میں کہتا ہوں) بیکار یہ بھی نہیں، مفید اور بہت مفید، اور دنیا وآخرت میں بکار آمد ہے۔ محبوبانِ خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھا جانا، ان سے سلسلہ متصل ہو جانا فی نفسہٖ سعادت ہے۔

اوّلاً: ان کے خاص غلاموں، سالکان راہ سے اس امر میں مشابہت۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ''

(سنن ابی داؤد کتاب اللباس جلد۲ص۲۰۳)

ترجمہ؛ جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہی میں سے ہے''

سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عوارف المعارف شریف میں فرماتے ہیں:

''واعلم ان الخرقة خرقتان خرقة الارادة و خرقة التبرک و الاصل الذی قصده المشائخ للمریدین خرقة الارادة. و خرقة التبرک تشبه بخرقة الارادة .فخرقة الارادة للمرید

الحقیقی و خرقة التبرک للمتشبّه. و من تشبّہ بقومٍ فھو منھم "

(عوارف المعارف الباب الثانی عشر ص ۷۹)

ترجمہ: واضح ہو کہ خرقے دو ہیں خرقۂ ارادت و خرقۂ تبرک۔ اور وہ جس کا مشائخ مریدوں کیلئے قصد کرتے ہیں خرقۂ ارادت ہے۔ اور خرقۂ تبرک کو اس سے مشابہت ہے پس خرقۂ ارادت مریدِ حقیقی کے لیے ہے اور خرقۂ تبرک اس سے مشابہت چاہنے والوں کے لیے۔ اور جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہے"

ثانیاً: ان کے غلامانِ خاص کے ساتھ ایک سِلک میں منسلک ہونا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقیٰ جَلِیْسُھُمْ"

(جامع الترمذی کتاب الدعوات جلد۲، ص۱۹۹)

ترجمہ؛ وہ، وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں رہتا"

ثالثاً: محبوبانِ خدا آیۂ رحمت ہیں وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے ہیں اور اس پر نظرِ رحمت رکھتے ہیں"

۲) بیعتِ ارادت:

کہ اپنے ارادہ و اختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ مرشد، ہادی برحق، واصل بحق کے ہاتھ میں یکسر سپرد کر دے۔ اسے مطلقاً اپنا حاکم، مالک و متصرف جانے اس کے چلانے پر راہ سلوک چلے، کوئی قدم بے اُس کی مرضی کے نہ رکھے۔ اس کے بعض اَحکام یا اپنی ذات میں خود اُس کے کچھ کام اگر اِس کو صحیح معلوم نہ ہوں، اُنہیں افعالِ خضر علیہ السّلام کی طرح سمجھے، اپنی عقل کا قصور جانے، اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے۔ اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے۔

غرض اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے۔ یہ بیعتِ سالکین ہے۔ اور یہی مقصودِ مشائخ مرشدین ہے۔ یہی اللہ عزوجلّ تک پہنچاتی ہے یہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لی ہے۔

سیدنا عُبادہ بن صَامِت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فِیْ الْعُسْرِ وَ الْیُسْرِ وَالْمنْشطِ وَالْمکرِہِ وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہ"

(صحیح البخاری کتاب الفتن جلد۲، ص۱۰۴۵، صحیح مسلم جلد۲، ص۱۲۴)

ترجمہ؛ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری، ہر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چوں و چرا نہ کریں گے"

شیخِ ہادی کا حکم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم میں دم مارنے کی مجال نہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْراً اَنْ یَّکُوْنِ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَا لاً مُّبِیْنًا"

(سورۃ احزاب، آیت ۳۶)

ترجمہ؛ نہ کسی مسلمان مرد نہ کسی عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی بہکا"

عوارف المعارف شریف میں ہے:

"دخولہ فی حکم الشیخ دخولہ فی حکم اللہ ورسولہ واحیاء

سنة المبايعة"

(عوارف المعارف باب۱۲،ص۷۸)

ترجمہ: شیخ کے زیرِ حکم ہونا اللہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیرِ حکم ہونا ہے اور اُس بیعت کی سنت کا زندہ کرنا ہے"

(فتاویٰ رضویہ جلد۲۱،ص۵۱۰)

آدابِ شیخ:

شیخ الشیوخ شہاب الدّین سہروردی قدس سرہ العزیز عوارف المعارف میں ارشاد فرماتے ہیں:

ویحذر الاعتراض علی الشیوخ فانه السمّ القاتل للمریدین. وَقلَّ ان یکون مرید یعترض علی الشیخ بباطنه فیفلح. و یذکر المرید فی کل ما اشکل علیه من تصاریف الشیخ قِصّةَ الخضر علیه السلام، کیف کان یصدر من الخضر تصاریف ینکرها موسیٰ علیه السّلام، ثم لماکشف له عن معناها با نَ لِموسیٰ وجه الصواب فی ذالک .فهکذا ینبغی للمرید ان یعلم انّ کل تصرفٍ اشکل علیه صحته من الشیخ ،عند الشیخ فیه بیان و برهان للصحة"

(عوارف المعارف الباب الثانی ص۷۹)

ترجمہ: مشائخ پر اعتراض سے بچے کہ یہ مریدوں کیلئے زہرِ قاتل ہے۔ کم ہی کوئی مرید ہوگا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فلاح پائے اور شیخ کے جن تصرّ فات کے متعلق مرید کے ذہن میں اشکال پیدا ہو اِن میں حضرت خضر علیہ السّلام کے واقعات کو یاد کرلے کہ کیسے ان سے وہ اُمور سرزد ہوئے جن کا موسیٰ علیہ السلام نے انکار فرمایا۔ پھر جب انہوں نے انکی حقیقت

سے پردہ اٹھایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے ان امور میں وجہِ صواب ظاہر ہو گئے یونہی مرید کو یقین رکھنا چاہئے کہ شیخ کا جو فعل مجھے صحیح معلوم نہیں ہوتا شیخ کے پاس اس کی صحت پر دلیل قطعی موجود ہے"

اس مقام پر حضور غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہ العزیز فرماتے ہیں:

"اگر شیخ کا کوئی قول وفعل کسی بیلی کو سمجھ نہ آئے تو دل میں اعتراض نہ لائے اور اسے اپنی کوتاہ فہمی پر محمول کرے ہاں اپنی اصلاح کیلئے ادب کے ساتھ اپنے شیخ کی بارگاہ میں یوں عرض کرسکتا ہے کہ حضور! فلاں معاملہ میری سمجھ سے بالاتر ہے اور میری کوتاہ عقل اس کے ادراک سے قاصر ہے۔ براہِ کرم آپ اس کی وضاحت فرمادیں تا کہ میری اصلاح ہو جائے۔ پس اس غرض سے ادب کے ساتھ یوں عرض کرنے میں کچھ حرج نہیں"

امامِ ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اگر (مرید کے) دل میں شبہ پیدا ہو تو بلا توقف (شیخ کے حضور) عرض کردے۔ اگر حل نہ ہو تو اپنی تقصیر سمجھے۔ اور پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی یا عیب ونقص منسوب نہ کرے۔ اور جو واقعہ بھی ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے۔ اور واقعات کی تعبیر اسی سے دریافت کرے۔ اور جو تعبیر طالب پر ظاہر ہو وہ بھی عرض کرے۔ اور صواب وخطا کو اسی سے طلب کرے۔ اور اپنے کشفوں پر ہرگز بھروسہ نہ کرے۔ کیونکہ اس جہان میں حق باطل کے ساتھ ملا جلا ہے اور خطا صواب کے ساتھ ملی جلی ہیں"

(دفتر اول مکتوب نمبر۲۹۲)

صحبتِ شیخ سے استفادہ کیلئے آدابِ شیخ کی ضرورت:

امامِ ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قُدِّس سِرُّہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

"جاننا چاہئے کہ صحبت کے آداب اور شرائط کو مدنظر رکھنا اس راہ کی ضرورت سے ہے تا کہ

افادہ اور اِستفادہ کا راستہ کھل جائے ورنہ صحبت سے کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا اور مجلس (شیخ کی بارگاہ) میں حاضر ہونے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا''

نوٹ: بارگاہِ شیخ کے آداب کی مزید تفصیل کیلئے تمام بیلی حضور قبلۂ عالم، عالمی مبلّغِ اسلام، امینِ دولت مجددِالفِ ثانی الحاج السیّد **عظمت علی** شاہ صاحب بخاری المعروف چن جی سرکار مدّ ظلہ العالی کا رسالہ مبارکہ'' آدابِ شیخ'' جو کہ حضور غوثُ العالم قُدِّس سِرُّہ العزیز کے ہی حکم سے آپ نے تحریر فرمایا ہے اور زیادہ تر امامِ ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قُدِّس سِرُّہ العزیز کے ارشادات سے ہی ماخوذ ہے، ضرور مطالعہ فرمائیں۔

شیخِ مُقتدا کیلئے نصائح:

امامِ ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قُدِّس سِرُّہ العزیز فرماتے ہیں:

جاننا چاہئے کہ شیخ بننے اور حق کی طرف خلق کو دعوت کرنے کا مقام بہت ہی عالی ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ ''الشیخ فی قومہٖ کالنبی فی امتہٖ'' (شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں) ہر بے سروسامان کو اس بلند مرتبہ کے ساتھ کیا مناسبت ہے؟

ہر گدائے مرد میداں کے شود   پشۂ آخر سلیماں کے شود

(ہر گدا مردِ میدان کیوں کر ہوسکتا ہے   مچھر آخر سلیمان (علیہ السّلام) کیسے بن سکتا ہے)

احوال و مقامات کا مفصّل علم ہونا، مشاہدات و تجلیّات کی حقیقت کو پہچاننا، کشفوں اور الہامات کا حاصل ہونا اور واقعات کی تعبیر کا ظاہر ہونا اس بلند مقام کے لوازم سے ہے اور انکے بغیر (مقامِ شیخی کے حاصل ہونے کا دعویٰ کرنا) بے فائدہ رنج و تکلیف ہے۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ اکابرِ طریقت قدّست اسرارھم بعض مریدوں کو مقامِ شیخی تک پہنچنے سے پہلے کسی مصلحت کے پیش نظر ایک قسم کی اجازت دیدیتے ہیں اور ایک لحاظ سے تجویز فرماتے ہیں کہ طالبوں کو طریقہ سکھائیں اور احوال و واقعات

پر اطلاع پائیں۔ اس قسم کی تجویز و اجازت میں شیخِ مقتدا کو لازم ہے کہ اس قسم کے مجاز مریدوں کو اس کام میں بڑی احتیاط برتنے کا امر کرے اور تاکید کے ساتھ غلطی کے مواقع کو ظاہر کردیا کرے اور بار بار ان کے نقص پر اطلاع دیتا رہے اور مبالغہ کے ساتھ اُن کے ناقص ہونے کو ظاہر کردے۔ اس صورت میں اگر شیخ حق بات کے ظاہر کرنے میں سستی کرے تو وہ خائن ہے اور اگر مرید کو وہ باتیں بُری معلوم ہوں تو وہ بدقسمت ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا؟ کہ حق تعالیٰ کی رضامندی شیخ کی رضامندی سے وابستہ ہے۔ اور حق تعالیٰ کا غضب شیخ کے غضب پر موقوف ہے۔ اس پر کیا آفت آپڑی کہ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ ہم سے قطع کرنا اس کو کہاں تک پہنچا دیگا اور اگر ہم سے قطع کرے گا تو اور کس شخص سے جا ملے گا۔ اور اگر نعوذ باللہ اس قسم کا کوئی امر اس کے دل میں رہ گیا ہو تو بلا توقف اس کو کہ دیں کہ توبہ و اِستغفار کرے اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی و زاری کرے کہ وہ اُسے اِس اِبتلاء و فتنۂ عظیم میں مبتلا نہ کرے اور وہ اس خطرناک بلا و آزمائش میں اس کو گرفتار نہ کرے۔

(مکتوب ۲۲۴ دفتر اول حصہ چہارم)

امامِ ربانی قُدِّس سِرُّہ العزیز اپنے عظیم خلیفہ میر محمد نعمان قُدِّس سِرُّہ العزیز کو ایک مکتوب مبارک میں ارشاد فرماتے ہیں:

''اے بھائی! کئی دفعہ آپ سے کہا گیا ہے کہ اس طریق کا مدار دو اَصلوں پر ہے ایک یہ کہ شریعت پر اس حد تک اِستقامت اِختیار کرنا کہ اُس کے چھوٹے چھوٹے آداب کے ترک پر بھی راضی نہ ہونا چاہئے۔ دوسرا یہ کہ شیخِ طریقت کی محبت و اخلاص پر اس طرح رَاسخ و ثابت قدم ہونا کہ اِس پر کسی قسم کے اِعترض کی ہرگز گنجائش نہ رہے بلکہ اس کے تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں پسندیدہ و محبوب دکھائی دیں۔ اِن دو اَصلوں سے متعلق جو اُمور ہیں اِن میں سے کسی امر میں بھی خلل واقع ہونے سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے یہ دونوں اصلیں دُرست ہوگئیں تو دنیا و آخرت کی سعادت نقدِ وقت ہے۔''

چند سطر بعد فرماتے ہیں:

''آپ اجازت نامہ لکھنے میں جو اِس قدر مبالغہ اور کوشش کر رہے ہیں اس سے آپ کا مقصود کیا ہے؟ آپ کو جو طریقت کی تعلیم دینے کی اجازت دی گئی ہے اگر وہ کافی نہیں تو اجازت نامہ کیا کام دے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو کچھ بھی دل میں گذرے اُس کیلئے ضرور کوشش کی جائے، کئی ایسی باتیں دل میں گذرتی ہیں جن کا ترک کرنا بہتر اور مناسب ہوتا ہے۔ نفس بڑا ضدی ہے جس امر کو اختیار کرتا ہے اس کے پورا کرنے کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ اور اس کے حق و باطل ہونے کا لحاظ نہیں کرتا۔۔۔۔۔ اپنے کام کی فکر کرنی چاہیئے تاکہ جہان سے ایمان سلامت لے جائیں۔ اِجازت نامہ اور مُرید کام نہیں آئیں گے۔ اپنے کام کے ضمن میں اگر کوئی شخص سچی طلب کے ساتھ آئے تو اس کو طریقہ سکھا دیں، یہ نہیں کہ تعلیم طریقت ہی کو اصل کام بنالیں اور اپنے معاملہ کو اس کے تابع کر دیں۔ یہ سراسر نقصان و خسارہ ہے''۔

(مکتوب نمبر ۲۲۸ دفتر اول حصہ چہارم)

باب دوم

غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب

قُدِّس سِرُّہٗ الْعَزِیز

کے

آباؤ اجداد

شجرۂ نسب:

غوثُ العالم سیّد محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدّس سرّہُ العزیز کا خاندان عالی وقار صحیح النسب سید بخاری ہے۔ آپ کا شجرہ نسب درج ذیل ہے:

غوثُ العالم حضرت سیّد محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدّس سرّہُ العزیز بن قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری قدّس سرّہُ العزیز بن سید غلام علی شاہ بن سید حیات شاہ بن سید عالم شاہ بن سید سکندر شاہ بن سید عتیق اللہ شاہ بن سید جعفر بن سید جمال بن سید محمد بن سید محسن بن سید عبدالرشید بن سید نصر اللہ بن سید محمد بن سید عبدالوہاب بن سید اللہ داد بن سید احمد بن سید جمال الدین بن سید سلیمان بن سید یونس بن سید صالح الصوت سہروردی سفید پیل مست بن سید صلاح الدین سہروردی دہلوی سفید پیل مست بن سید احمد شیر شکن بن سید محمد بن میر سید عین الملک بن میر سید زین العابدین ثانی بن سید مودود بن سید عبدالعزیز بن سید داؤد بن سید ابو طاہر بن سید جمال الدین بن سید عبدالحمید بن سید نور الحسن بن سید حامد بن سید میر حمزہ بن سید محمد بن سید طاہر ربانی بن شہزادہ جعفر ثانی بن امام علی ہادی نقی بن امام محمد تقی بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن ابو جعفر امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین بن اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بن ابو طالب بن عبدالمطلب، و حضرت امام حسین بن فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا بنت سید الاولین والآخرین امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بن حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب۔

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی اٰلہ واصحابہ وبارک وسلم

احوالِ بعض اجدادِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ:

حضور غوث العالم قدّس سرّہُ العزیز کے آٹھویں جد امجد حضرت سید جمال الدین شاہ المعروف شاہ جی صاحب قدّس سرّہُ العزیز اور ان کے ایک بھائی شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ سے حضرت

کیلیانوالہ شریف میں حضرت خواجہ عبدالسلام صاحب قدّس سرّہُ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جو اس وقت کے بزرگانِ عظام میں سے تھے اور بھٹی قوم سے تعلق رکھتے تھے حضرت قبلہ شاہ جی صاحب قدّس سرّہُ العزیز اور اُن کے بھائی اُن سے بیعت کر کے سلسلہ طریقت میں داخل ہوئے اور اُنہی کی خدمت میں رہنا شروع کر دیا۔ حضرت خواجہ عبدالسلام صاحب قدّس سرّہُ العزیز نے اپنی صاجزادیوں کا نکاح ان دونوں سید زادوں سے کر دیا۔ اب حضرت کیلیانوالہ شریف اور دیگر اضلاع میں یہ خاندان سادات آباد ہے۔

حضرت شاہ جی صاحب قدّس سرّہُ العزیز امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کے ہمعصر ہیں آپ قادری چشتی خاندان میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ تعالیٰ کے سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری قدّس سرّہُ العزیز رنمل شریف والوں کی قلمی کتب میں موجود ہے اور آپ نے وہاں ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ ''میرے وقت میں شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) قدّس سرّہُ العزیز اور حضرت شاہ جی صاحب قدّس سرّہُ العزیز ساکن حضرت کیلیانوالہ شریف اور حضرت لال دین صاحب اور جمال دین صاحب رحمہا اللہ تعالیٰ منگووال والے قابل ذکر ہیں''۔ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف میں حضور غوثُ العالم قدّس سرّہُ العزیز کی مسجد شریف کے جانبِ جنوب ایک قدیم طرز کا عظیم الشان روضہ مبارک ہے اس میں حضرت شاہ جی صاحب قدّس سرّہُ العزیز اور خواجہ عبدالسلام صاحب قدّس سرّہُ العزیز کے مرقد مبارک ہیں۔

حضور غوث العالم قدّس سرّہُ العزیز کے پردادا محترم رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ قدّس سرّہُ العزیز کے پردادا محترم حضرت مولانا سید حیات علی شاہ صاحب متبحرّ عالمِ دین اور اعلیٰ ترین بزرگ تھے۔ آپ درس و تدریس کے شعبہ سے منسلک تھے۔ مشہور ہے کہ آپ کے پاس جنّ بھی پڑھا کرتے تھے۔

حضورغوثُ العالم قدِّس سِرُّہُ العزِیز کے دادا محترم رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضورغوثُ العالم قدِّس سِرُّہُ العزِیز کے دادا محترم سید غلام علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ دو بھائی تھے ایک سید حافظ غلام مصطفیٰ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے آپ ۔حضرت سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حافظِ قرآن مجید اور بڑے مُتدیّن بزرگ تھے۔آپ زیادہ تر موضع مہر علی شاہ عرف مرہلی میں رہا کرتے تھے اور حضورغوثُ العالم قدِّس سِرُّہُ العزِیز کے دادا سید غلام علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مڈل پاس کر کے نارمل کیا اور موضع احمد نگر میں ہیڈ ماسٹر ہو گئے۔عمر کا زیادہ تر حصہ احمد نگر میں ہی گذارا۔ دونوں بھائیوں کا تعلق باطنی حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی قدِّس سِرُّہُ العزِیز سے ہے۔

حضورغوثُ العالم قدِّس سِرُّہُ العزِیز کی دادی محترمہ رحمہا اللہ تعالیٰ:

آپ نہایت دیندار اور مستجابُ الدّعوات خاتون تھیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت سید فضل حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت تھیں۔جن کا سلسلہ طریقت ایک دو واسطوں سے حضرت حاجی شاہ حسین قدِّس سِرُّہُ العزِیز مکان شریف والوں سے مل جاتا ہے آپ ہروقت **اللہ الصّمد** کے ورد میں محوو مستغرق رہتی تھیں۔

حضورغوث العالم قدِّس سِرُّہُ العزِیز کے والد محترم قطب الاقطاب ،غوث الاغیات اعلیٰحضرت سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری قدِّس سِرُّہُ العزِیز:

آپ دو بھائی تھے برادر اکبر سید حسین شاہ صاحب اور چھوٹے بھائی آپ رحمہما اللہ تعالیٰ۔

قبل از پیدائش کے احوال:

اعلیٰحضرت سید نورالحسن شاہ صاحب قدِّس سِرُّہُ العزِیز کے برادر اکبر سید حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب دس گیارہ برس کے ہوئے۔تو سید قربان علی شاہ صاحب کی خدمت میں جایا کرتے

تھے اور وہ ان سے والہانہ محبت کرتے تھے۔ایک دن آپ کے والدین نے آپ سے فرمایا کہ حسین شاہ! سائیں صاحب (سید قربان علی شاہ صاحب) سے دعا کرواؤ کہ مولیٰ کریم تمہیں ایک بھائی عطا فرمائے۔ جب آپ نے سید قربان علی شاہ صاحب سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا: کہ بچے نو ماہ کے پیدا ہوتے ہیں تمہارا بھائی سات ماہ کا پیدا ہوگا اور صرف بالشت بھر ہوگا لیکن جوان ہوکر قد وقامت میں تم سے بڑا ہوگا اور یہ بھی فرمایا: کہ دنیا کے کاموں میں وہ تمہارے کام نہ آئیں گے۔ چنانچہ آپ کی دعا سے آپ کے فرمان کے مطابق اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدِّس سِرُّہُ العزِیز نے سات ماہ بعد عالم شہود میں ظہور فرمایا اور سید قربان علی شاہ صاحب کے فرمان کے مطابق آپ کا اسم گرامی ''سید نورالحسن شاہ'' رکھا گیا۔

ولادت باسعادت:

اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدِّس سِرُّہُ العزِیز کے والد گرامی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیاض شریف میں آپکی تاریخ ولادت بایں الفاظ مرقوم ہے۔

''بوقتِ شب کہ از شب یک نیم پاس باقی بود، بروز چہار شنبہ یعنی شب چہار شنبہ برخوردار سعادت اَطوار نورالحسن متولد شد ۲۷ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ ہجری بمطابق ۳۰ جنوری ۱۸۸۹ء بموافق ۱۹ ماگھ ۱۹۴۵ بکرمی''۔

(راقم سید غلام علی شاہ اول مدرس احمد نگر چٹھہ تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانولہ)

یعنی برخوردار سعادت اطوار (اعلیٰحضرت) سید نورالحسن شاہ صاحب ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۶ھ ہجری بمطابق ۳۰ جنوری ۱۸۸۹ء بموافق ۱۹ ماگھ ۱۹۴۵ بکرمی بروز بدھ یعنی بدھ کی رات کہ رات سے ابھی ڈیڑھ پہر باقی تھا، متولد ہوئے۔

حضرت اعلیٰ شیرِ ربانی قدِّس سِرُّہُ العزِیز کے حضور شرقپور شریف میں اولین شرف ملاقات:

اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدِّس سِرُّہُ العزِیز اپنے برادر اکبر سید حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی

معیت میں تبادلہ اراضی کیلئے شرقپور شریف تشریف لے گئے۔ حضرتِ اعلیٰ صاحب شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز نے آپ کو سامنے سے گزرتے سے پکڑ کر سید حسین شاہ صاحب سے فرمایا کہ ان کا نام کیا ہے؟ شاہ صاحب نے آپ کا نام ''سید نور الحسن شاہ'' عرض کیا۔ حضرتِ اعلیٰ قدّس سرّہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ ''نور بنا دوں؟'' حضور اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہٗ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ میں کبھی کسی بڑے سے بڑے افسر سے بھی مرعوب نہیں ہوا تھا لیکن حضرتِ اعلیٰ شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز کا اس قدر رعب چھایا کہ میں بول نہ سکا۔ حضرتِ اعلیٰ قدّس سرّہٗ العزیز نے دل پر ٹھیس لگا کر فرمایا کہ مربعوں کے تبادلہ کی اتنی ضرورت نہیں اگر چاہو تو ہم تمہاری قسمت کا تبادلہ کر دیتے ہیں چنانچہ آپ اجازت لے کر واپس چک نمبر ۱۴ تشریف لے آئے۔

دوسری حاضری اور شرفِ بیعت:

کچھ دنوں بعد اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہٗ العزیز، سائیں اللہ داد ساکن برج تاشہ کی معیت میں دوبارہ حضرتِ اعلیٰ شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ محمد شفیع والی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی اعلیٰحضرت شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز نے آپ کے دستِ مبارک کو اپنے دستِ مبارک میں لے کر سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ تم کو بتانا کیا ہے۔ کبھی کبھی آ کر ہو جایا کرو اس کے بعد آپ نے آنا جانا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ رابطہ بڑھ گیا چار دفعہ کی حاضری کے بعد اعلیٰحضرت شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ طریقت کے مطابق کچھ بتانا ہی چاہیئے۔ چنانچہ سورۃ الاخلاص، درود شریف اور اسمِ ذات تلقین فرما دیئے۔

حضرت اعلیٰ شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز کی خدمت میں قیام:

جوں جوں دن گذرتے گئے اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہٗ العزیز کا حضرت اعلیٰ شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بتدریج رابطہ بڑھتا گیا اور شوق و محبت الٰہی زیادہ سے زیادہ تر ہوتا گیا جس کے نتیجہ

کے طور پر دنیوی کاروبار سے طبیعت بالکل فارغ ہو گئی تھی کہ حضرت اعلیٰ شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز سے ایک لمحہ بھر بھی جدائی گوارا نہ رہی اور آپ نے گھر بار چھوڑ چھاڑ کر حضرت اعلیٰ شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز کی خدمت اقدس میں رہنا اختیار کر لیا۔

(سوانح حیات ملحق بہ الانسان فی القرآن ص ۱۱)

حضرت کیلیانوالہ شریف میں مراجعت:

حضرت اعلیٰ شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز اپنے وصال شریف سے پہلے اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہٗ العزیز کو گاہے بگاہے حضرت کیلیانوالہ شریف روانہ فرماتے تھے لیکن آپ کو ایک لمحہ بھی حضرت اعلیٰ شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز سے جدائی گوارا نہ تھی دوسرا آپ اپنے حال میں اس قدر محو مستغرق تھے کہ رجوع الی الخلق سے آپ کی طبیعت متنفر تھی لیکن بالآخر حضرت اعلیٰ شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز کے حکم کی اطاعت پر مجبور ہو جاتے۔

حضرت اعلیٰ شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز صرف تبلیغ حق کے لیے آپ قدّس سرّہٗ العزیز کو حضرت کیلیانوالہ شریف بھیجتے اور آپ اس صبر آزما جدائی کی تاب نہ لا کر پھر حضرت اعلیٰ شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز کے حضور حاضر ہو جاتے۔ جب تک حضرت اعلیٰ شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز کا وصال شریف نہ ہو گیا یہ سلسلہ بدستور جاری رہا آپ قدّس سرّہٗ العزیز کے وصال شریف کے بعد آپ قدّس سرّہٗ العزیز نے آپ قدّس سرّہٗ العزیز کے فرمان مبارک کے مطابق مستقل طور پر حضرت کیلیانوالہ شریف میں قیام فرمایا اور حضرت اعلیٰ شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز نے آپ کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرما کر تبلیغ حق کے لیے منتخب فرمایا۔

(سوانح حیات ملحق بہ الانسان فی القرآن ص ۱۵)

اجازت نامہ:

اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہٗ العزیز اجازت نامہ تحریر کرکے مجھے عطا فرمانے لگے تو عرض کیا کہ حضور! کیا یہ تحریر مجھے قبر میں کچھ کام دے گی؟ حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ نہیں پھر عرض کیا کہ کیا یہ لوگوں کو دکھاتا پھروں گا کہ یہ اجازت نامہ ہے۔ میرے مرید بنو! فرمایا کہ ایسا بھی نہیں تو عرض کیا کہ پھر میں اجازت نامہ لیکر کیا کروں گا؟ چنانچہ اس وقت تو حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہٗ العزیز خاموش ہو گئے لیکن بعد میں ایک دفعہ چند حروف بطور اجازت نامہ کے تحریر فرما کر حضرت کیلیا نوالہ شریف میں بذریعہ ڈاک ارسال فرما دیئے۔

(انشراح الصدور ص۱۰۳)

اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کے معمولاتِ شبانہ روز:

آپ نصف شب کے بعد نماز تہجد کے لیے تشریف فرما ہوتے۔ دو رکعت نماز تحیۃ الوضو اور آٹھ رکعت نفل تہجد ادا فرما کر تین ہزار دفعہ درود شریف خضری (**صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم**) پڑھ کر کچھ دیر مراقبہ کے بعد تھوڑی دیر آرام فرماتے پھر نیا وضو فرما کر نماز فجر ادا فرماتے بعد میں شماروں (کھجور کی گٹھلیوں) پر تمام نمازیوں کے ہمراہ درود شریف خضری پڑھا جاتا۔ اس کے بعد پاؤ پارہ قرآن پاک بامعنی تلاوت فرما کر چھ رکعت نماز نفل اشراق ادا فرماتے پھر گھر تشریف لے جاتے تھوڑی دیر بعد پھر تشریف لاتے اور جو بیلی باہر سے آئے ہوتے ایک ایک کو بلا کر ان سے بات چیت ہوتی اس کے بعد دربار شریف حضرت شاہ جی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر ڈیرھ دو گھنٹہ مراقبہ فرماتے۔ پھر بیٹھک شریف میں خطوط کا جواب لکھ کر دوپہر کا کھانا تناول فرماتے اور بمطابق سنت قیلولہ کیلئے لیٹ جاتے ظہر کے وقت اٹھ کر وضو فرماتے۔ ہر دفعہ وضو فرمانے کے وقت سر کا مسح کرنے کے دوران

''سرم خاک رہ ہر چار سرور   ابوبکر وعمر وعثمان وحیدر'' (رضی اللہ عنہم)

پڑھتے اور کلمہ شہادت اور ماثور دعائیں اور سورۂ قدر تلاوت فرماتے۔ ظہر کے بعد آدھ گھنٹہ تک کے قریب مراقبہ فرمانے کے بعد بیٹھک شریف میں تشریف لے جاتے اگر کوئی بیلی ہوتا تو اس کے ساتھ مناسب گفتگو فرماتے اس کے بعد عصر کی نماز کیلئے وضو کر کے چار رکعت سنت پڑھتے اور عصر کی نماز کی جماعت خود کراتے۔ بعدہ بحالت صحت وتندرستی مناسب بیلیوں کو ساتھ لیکر باہر سیر کیلئے تشریف لے جاتے۔ پھر مغرب کی نماز ادا فرما کر چھ رکعت نوافل اوابین ادا فرماتے پھر پندرہ بیس منٹ مراقب رہنے کے بعد گھر تشریف فرما ہوتے کھانا تناول فرماتے اور عشاء کی نماز کے لئے اذان ہو جاتی پھر عشاء کی نماز ادا فرماتے۔ نماز پنجگانہ مسجد میں ہی ادا فرماتے۔

(سوانح حیات ملحق بہ الانسان فی القرآن ص۲۰)

اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہٗ العزیز کے مرید نہیں بلکہ مراد تھے آپ نے اپنے عقیدت مندوں، خادموں اور غلاموں کو ظاہری اور باطنی فیوض و برکات سے مالا مال کر دیا جو اس در پر آ گیا وہ خالی نہ رہا۔ جو مقصد لے کر آیا اسے پورا پایا۔

ہر کہ آمد بر درت یا بد مراد   دُرِّ ہر مقصود در کان تو ہست

(جو بھی تمہارے دروازے پر آیا مراد حاصل کر لیتا ہے ہر قسم کے مقصود کا موتی تمہاری کان میں موجود ہے)

قریباً پچیس سال تک آپ نے لوگوں کو تبلیغ حق فرمائی اور روحانی فیوضات سے مالا مال کرتے رہے آپ کی نسبت تامہ تھی جو عین نسبت نبوی کے مطابق تھی۔ آپ کے چہرۂ اقدس سے جلال و جمال دونوں کا ظہور تھا۔ آپ نہایت رحیم و کریم، رحمۃ للعالمین کی نسبت سے محظوظ و مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مظہر تھے گویا عین نسبت نبوی کا نمونہ تھے۔ آپ کو اپنے شیخ کامل، اکمل سے نسبت تام حاصل تھی یعنی فنا فی الشیخ سے فنا فی الرسول اور فنا فی الرسول سے فنا فی اللہ اور بقاء باللہ کے مقام پہ فائز تھے اور منصبِ قطبیّت و غوثیت کے مالک تھے۔

وصال:

آپ کا وصال شریف ۲ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ بمطابق ۲ نومبر ۱۹۵۲ء میں تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا۔ مزار مبارک حضرت کیلیانوالہ شریف میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے مزید احوال کی تفصیل کے لیے ''انشراح الصدور بتذکرۃ النور'' کا مطالعہ فرمائیں۔

اولادِ امجاد:

۱۔ نائب اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہُ العزیز غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدّس سرّہُ العزیز۔

۲۔ صاجزادہ سید محمد جعفر علی شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

۳۔ سیدہ ثریا خاتون رحمہا اللہ تعالیٰ

۴۔ سیدہ بلقیس خاتون

باب سوئم

مجدد الطریقۃ حضرت اعلیٰ شرقپوری

قُدِّس سِرُّہُ العزیز

کا غوث العالم نائب سرکار کیلانی

قُدِّس سِرُّہُ العزیز

کی دنیا میں تشریف آوری کی

بشارت دینا

حضور اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ عموماً جب عصر کے بعد حضرت اعلیٰ شیر ربانی قدس سرہ العزیز باہر تشریف لے جاتے تو کبھی کبھی آپ فرمایا کرتے کہ ''عزیز کی شادی بھی کرنی ہے''۔ تو ہم عذر ہی کرتے کہ جناب! میں اس قابل نہیں ہوں چنانچہ بہت دفعہ ایسا ہوا مگر ایک دفعہ ہمیں خیال آیا کہ اب داڑھی شریف بھی رکھ لی ہے اور عمر بھی تیس (۳۰) سال سے اوپر ہوگئی ہے اب مجھے رشتہ کون دے گا؟ تو خواہ مخواہ حضرت صاحب قدس سرہ العزیز کو ناراض کر رکھا ہے۔ اچھا اب جس وقت بھی بات ہوئی رضامندی ظاہر کر دی جائے گی۔ آخر ایک روز پھر آپ عصر کے بعد باہر تشریف لے گئے تیسرا کوئی ہمراہ نہ تھا آپ نے پھر اسی طریقہ سے سلسلہ جنبانی فرمائی کہ ''عزیز کی شادی بھی کرنی ہے''۔ تو عرض کیا گیا کہ جس طرح جناب کی مرضی۔ یہ جواب سن کر حضرت اعلیٰ قدس سرہ العزیز خوش ہو گئے۔

پھر ایک مرتبہ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کے برادر اکبر سید حسین شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! فلاں آدمی (جو سید قوم سے نہ تھا) اپنی لڑکی کا رشتہ ہمیں دیتا ہے حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ ان (اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز) کا کیا خیال ہے؟ سید حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا کہ آپ کی طرف سے اجازت ہو تو وہ خوش ہیں۔ حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ تم بھی خوش اور شاہ صاحب بھی خوش ہمارا بیچ میں کیا ہے؟ (حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہ العزیز اس کام میں خوش نہ تھے) آپ آج چک نمبر ۱۴ میں چلے جائیں اور صبح ان کے ماں جی کو بھی گھر سے ساتھ لے آنا اور کل ہی یہاں سے شاہ صاحب کو ساتھ لے کر معلومہ جگہ پر چلے جانا اور نکاح کر کے شاہ صاحب حضرت کیلیانوالہ شریف چلے جائیں گے اور تم چک نمبر ۱۴ میں چلے جانا (غالباً یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب حضرت اعلیٰ قدس سرہ العزیز اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کو حضرت کیلیانوالہ شریف بھیج چکے تھے اور آپ

حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہ العزیز کی قدمبوسی کیلئے پھر حاضر خدمت تھے)۔

سید حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہ العزیز سے یہ فیصلہ کر کے اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کو اس فیصلہ سے مطلع کیا اور خود چک نمبر ۱۴ چلے گئے۔ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کی طبیعت مبارک اس بات کو سن کر بیقرار ہوگئی آخر نماز عصر سے فارغ ہونے کے معاً بعد ہمارے حضور فوراً اٹھ کر حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہ العزیز کی بیٹھک شریف میں تشریف لے گئے گو کہ آپ نے حضرت اعلیٰ قدس سرہ العزیز کی قلم دوات کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا تھا لیکن جلدی کی وجہ سے یہی لے کر ایک کاغذ پر کچھ تحریر فرمایا: ادھر حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہ العزیز نے جب حضور کو نہ دیکھا تو آپ بھی مسجد شریف سے جلد ہی تشریف لے آئے لیکن اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز اتنے عرصہ میں تحریر سے فارغ ہو چکے تھے۔ حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہ العزیز نے دریافت فرمایا: کہ کیا بات ہے؟ آپ نے وہ تحریر پیش کر دی جب حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہ العزیز نے اس سطر پر نظر فرمائی جس میں یہ تحریر تھا ''حضرت کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم ہے۔ لیکن اس طرف خیال کرنے سے قبض اور ہٹانے میں انشراح'' تو فرمایا کہ ''چاہے کوئی اور کام بنے یا نہ بنے یہ کام بالکل نہیں کرنا'' اور مزید فرمایا: ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کیا جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا۔ آپ صبح سویرے چک نمبر ۱۴ جا کر شاہ صاحب کو منع کر دیں''۔

اس ارشاد کے بموجب اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز جب صبح چک نمبر ۱۴ پہنچے اور حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہ العزیز کے فرمان سے سید حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو آگاہ فرمایا تو شاہ صاحب نے آپ کو ناراض ہونا شروع کر دیا کہ ''میری اولاد ہے نہیں اور آپ شادی نہیں کرتے اس طرح تو ہم لاوَلد چلے جائیں گے اور ہماری زمین اور جائیداد کا کوئی ہماری اولاد میں سے تو وارث ہی نہ ہوگا''۔ یہ کہہ کر سید حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ساتھ

گھوڑی پر سوار کیا اور شرقپور شریف کی طرف چل پڑے وہاں پہنچ کر شرقپور شریف سے باہر ملکوں کے ڈیرے پر گھوڑی باندھی اور دونوں بھائی حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ جونہی حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہٗ العزیز کی نگاہ سید حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر پڑی تو آپ سخت جلال میں آ گئے اور فرمایا: حسین شاہ! یہ تم نے کیا کہنا شروع کر رکھا ہے کہ ''ہم لاولد چلے جائیں گے ہمارا کوئی وارث نہ ہوگا''۔ چلو نکل جاؤ یہاں سے۔ سید حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خاموشی سے باہر نکل آئے اور جا کر ملکوں کے ڈیرے پہ بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ حسین شاہ صاحب کدھر چلے گئے؟ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز نے عرض کیا وہ تو آپ کا حکم سنتے ہی چلے گئے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: انہیں بلا کر لے آؤ۔ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز آپ کو بلا کر حضرت اعلیٰ قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں لے گئے آپ نے سید حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر نگاہ شفقت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ''حسین شاہ جی! ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ہرگز لاوَلد نہیں جائیں گے ابھی تو وہ بچی جوان نہیں ہوئی جس سے مولیٰ کریم نے ہمیں رنگ لگانے ہیں اسی سے مولیٰ کریم ہمیں بیٹے بھی عطا فرمائے گا جو ہمارے وارث بنیں گے انشاء اللہ ہماری ڈھیری ہرگز لاوَلد نہیں جاسکتی''۔

چنانچہ حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہٗ العزیز کی موجودگی میں تو کوئی صورت نہ بن سکی حتیٰ کہ آپ کے وصال شریف کے بعد بھی پانچ چھ آدمی رشتہ دینے کے لیے تیار ہوئے لیکن ان میں بھی یہی صورت تھی آخر حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہٗ العزیز کے وصال شریف کے ایک سال بعد بدّو رتّہ ضلع گوجرانوالہ کے ایک سید خاندان میں اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کی شادی مبارک ہوئی۔ جن سے حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہٗ العزیز کی بشارت کے مطابق آپ کے دو صاحبزادے غوث العالم سید محمد باقر شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ العزیز اور سید جعفر علی شاہ صاحب

بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ متولد ہوئے اور دو صاحبزادیاں سیدہ ثریا خاتون رحمہا اللہ تعالیٰ اور سیدہ بلقیس خاتون مدظلہا العالی پیدا ہوئیں۔ غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہٗ العزیز کی بشارت کے مطابق اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کی ظاہری و باطنی میراث کے حقیقی وارث اور جانشین ہیں۔

تاریخِ ولادت:

حضور غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ العزیز کی ولادت باسعادت ۱۵ جمادی الاول ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۲۴اسوج ۱۹۸۷ بکرمی یعنی ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو بروز جمعرات بوقت سحر اپنے ننہال موضع بدورتہ میں ہوئی۔

بشارات بوقت ولادت:

حضور غوثُ العالم قدس سرہٗ العزیز کی اپنے ننہال موضع بدورتہ میں ولادت باسعادت کے وقت اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز دیگر بیلیوں سمیت نماز تہجد کے لیے حضرت کیلیانوالہ شریف میں مسجد شریف کے اندر تشریف فرما تھے۔ آپ نے اسی وقت فرمایا: ''پیر صاحب تشریف لے آئے''۔ بیلی سن کر حیران ہوئے کیونکہ انہیں کوئی پیر صاحب نظر نہ آئے تھے بعض نے ادھر ادھر جا کر بھی دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ بالآخر اداباً خاموش ہو رہے صبح تقریباً دس بجے پیغام پہنچا اور آپ کی ولادت کی مبارک باد آئی اس وقت بیلیوں کو اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کے ارشاد کی سمجھ آئی۔ چونکہ اس وقت فون وغیرہ کی سہولت موجود نہ تھی لہذا یہ محض آپ نے کشفاً اظہار فرمایا تھا۔

آپ کی ولادت باسعادت کے بعد جب اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز آپ کو دیکھنے کے لیے موضع بدورتہ تشریف لے گئے تو از روئے مزاح آپ کی والدہ محترمہ سے فرمایا: کہ بچہ اتنا حسین تو نہیں حالانکہ آپ حسن و جمال میں لاثانی تھے تو آپ کی والدہ محترمہ رحمہا اللہ تعالیٰ نے یہ

سن کر آپ کو دودھ پلانا روک دیا۔ آپ ذرا رونے لگے تو اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہُ العزیز نے آپ کی والدہ محترمہ سے فرمایا کہ انہیں دودھ پلاؤ۔ وہ فرمانے لگیں کہ جب وہ اتنا حسین نہیں ہے تو میں دودھ کیوں پلاؤں؟ اس پر اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہُ العزیز نے ارشاد فرمایا: ''بھلیے اپنے پترنوں دودھ پیا تیرے پتر دا حسن دنیا کھلو کے ویکھے دی'' یعنی اے اللہ کی نیک بندی! اپنے بیٹے کو دودھ پلاؤ تمہارے بیٹے کا حسن و جمال ایک عالم کھڑا ہو کر دیکھے گا۔

اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہُ العزیز کی اس بشارت کا نظارہ اس وقت دیکھنے کے لائق ہوتا تھا جب آپ شرقپور شریف میں حضرت اعلیٰ شرقپوری قدّس سرّہُ العزیز کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر ختم شریف کی محفل میں تشریف لاتے تھے تو ایک عالَم آپ کے استقبال کے لیے کھڑا ہوتا تھا اور سبھی لوگ ایڑیاں اٹھائے پنجوں کے بل کھڑے ہو کر آپ کی زیارت میں محو ہوتے تھے اور ہر خاص و عام کی زبان پہ یہی جاری ہوتا تھا: ''واہ سبحان اللہ! کیا ہی حسن و جمال ہے اور کیسا نورانی چہرہ ہے کہ دیکھ کر خدا یاد آتا ہے''۔ اور یہ سرکار کیلانی قدّس سرّہُ العزیز کی زبان اطہر سے نکلے ہوئے ان الفاظ ہی کا اثر تھا کہ حضور غوث العالم قدّس سرّہُ العزیز کی عمر شریف تقریباً چوراسی (۸۴) سال ہوئی اور آخر دم تک آپ کے چہرہ انور جو کہ سراجاً منیراً کا حقیقی مظہر تھا کی تابانی و نورانیت اور زیبائی و جمال کا یہ عالم تھا کہ دنیا بھر کے حسینوں کا حسن و جمال مل کر بھی اس کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا تھا۔

نام کا تعین:

چونکہ آپ کی ولادت باسعادت اپنے ننہال موضع بدورتہ میں ہوئی تھی اور وہیں آپ کے ننہال نے آپ کا نام ''محمد عارف علی'' رکھا تھا مگر جب آپ حضرت کیلیانوالہ شریف تشریف لائے تو اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہُ العزیز آپ کو اٹھا کر حضرت قبلہ شاہ جی صاحب قدّس سرّہُ العزیز کے مزار پرانوار پر لے گئے۔ آپ کی والدہ محترمہ اور دو خادمائیں بھی ساتھ تھیں۔ اس وقت

آپ کی عمر مبارک بیالیس (۴۲) دن تھی۔ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہُ العزیز نے حضور قبلہ شاہ جی صاحب قدّس سرّہُ العزیز کے قدمین شریفین کی طرف ایک کپڑا بچھا کر آپ کو اس پر لٹا دیا اور خود مراقب بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد اونگھ آ گئی عالم رؤیا میں دیکھا کہ حضرت قبلہ شاہ جی صاحب قدّس سرّہُ العزیز نے حضور غوث العالم قدّس سرّہُ العزیز کو اپنے ہاتھوں پہ اٹھا رکھا ہے اور اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہُ العزیز سے دریافت فرما رہے ہیں کہ ''آپ نے میرے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہُ العزیز نے عرض کیا کہ ان کے ننہال نے ان کا نام محمد عارف علی رکھا ہے تو حضرت قبلہ شاہ جی صاحب قدّس سرّہُ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے اگرچہ انکا نام محمد عارف علی رکھا ہے مگر میں نے ان کا نام سید محمد باقر علی شاہ (قدّس سرّہُ العزیز) رکھا ہے'' اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا: ''یہ صاحب عبا و قبا ہونگے مولیٰ کریم نے ان پر پیدائش سے قبل ہی فضل فرما دیا ہے''۔ حضرت قبلہ شاہ جی صاحب قدّس سرّہُ العزیز کے اس فرمان کے مطابق آپ کی ولادت کے ۴۲ دن بعد آپ کا پہلا نام تبدیل کر کے سید محمد باقر علی شاہ (قدّس سرّہُ العزیز) نام متعین کر دیا گیا۔

ایام رضاعت:

آپ قدّس سرّہُ العزیز نے اپنی والدہ محترمہ رحمہا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنی تائی کا بھی دودھ نوش فرمایا۔ آپ کی والدہ محترمہ رحمہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقریباً پونے دو سال تک دودھ پلایا اس کے بعد دودھ چھڑا کر فیڈر سے دودھ پلانا چاہا مگر آپ اس طریقہ سے کم ہی دودھ نوش فرماتے آپ کی تائی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو دو رکعت نماز نفل ادا کر کے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی: یا الٰہ العٰلمین! میرے ہاں اولاد نہیں ہوئی اس لیے میں نے انہیں (غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب قدّس سرّہُ العزیز) کو اپنا بیٹا بنایا ہوا ہے۔ اگرچہ میں بانجھ ہوں اور نہ ہی میرے کوئی دودھ ہے اور نہ ہی میری کوئی ایسی عمر ہے کہ اس میں دودھ اترے مگر تُو تو اس بات پہ قادر ہے یا اللہ! اپنے فضل سے میرے اس بیٹے کیلئے مجھ سے دودھ پیدا فرما دے۔ اس کے بعد جب

آپ کو چھاتی سے لگا کر دودھ پلانا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دودھ آنا شروع ہو گیا پھر جتنا عرصہ رب تعالیٰ نے چاہا آپ نے اپنی تائی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ کا دودھ نوش فرمایا۔ پھر ایک دن اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہُ العزیز نے آپ کو اپنی تائی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ کا دودھ نوش فرماتے دیکھا تو آپ کی تائی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے ارشاد فرمایا کہ اب انہیں دودھ پلانا بند کر دیں اس کے بعد خود بخود دودھ آنا بند ہو گیا۔

ایامِ طفولیت و تعلیم و تربیت:

آپ بچپن میں اکثر رونے لگتے جب پوچھا جاتا کہ کیوں روتے ہو تو فرماتے کہ ''اللہ تعالیٰ کو ملنا چاہتا ہوں''۔ جب آپ کی عمر مبارک چار سال چار ماہ اور چار دن ہوئی تو اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہُ العزیز نے خود آپ کو بسم اللہ پڑھائی اور پہلا سبق دیا اس طرح آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ آپ بچپن سے ہی صوم و صلوٰۃ کے بڑی سختی سے پابند تھے۔ نفلی عبادت کا بھی بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ سکول میں ساتویں جماعت تک تعلیم حاصل کی اس کے بعد گھر میں مولوی امام الدین صاحب ہریکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کتب فارسی کی گلستان و بوستان تک سیر کی اور قرآن مجید کا ترجمہ اور صرف و نحو کے اسباق پڑھے۔

صغر سنی میں بشارت:

آپ اپنے بچپن کے زمانہ میں ایک دن اپنے استاد گرامی مولانا امام الدین صاحب ہریکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ پکڑ کر باہر تشریف لا رہے تھے کہ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہُ العزیز کی نگاہ آپ پر پڑی اور کافی دیر تک بغور دیکھتے رہے۔ پھر فرمایا: ''ان شاء اللہ تعالیٰ میرے اس بیٹے کا ایک علیحدہ ہی گاؤں ہوگا''۔ آپ کے اس فرمان میں آپ کی کثرت عمر، کثرت اولاد اور اولاد در اولاد دیکھنے کی طرف اشارہ تھا جو اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہُ العزیز اس وقت اپنی چشم باطن سے مشاہدہ فرما رہے تھے۔

عالمِ شباب کے احوال:

ایام شباب میں آپ جنگل میں تشریف لے جاتے اور دوسرے ساتھیوں سے الگ جا کر محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رویا کرتے۔ خیال یہ ہوتا کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! آپ عرب شریف میں جلوہ افروز ہیں اور مجھے مولیٰ کریم نے ہندوستان میں پیدا فرما دیا ہے''۔ اسی مہجوری کے عالم میں گھنٹوں اضطراب و بے قراری میں گذر جاتے اور رونا شروع رہتا کبھی بلند آواز سے اور کبھی صرف آنسو بہتے رہتے۔ لیکن دوسرے ساتھیوں کو محسوس تک نہ ہونے دیتے اگر کبھی دریا کی طرف تشریف لے جاتے تو دوسرے ساتھیوں سے الگ ہو کر دریا پر وضو فرما کر کبھی کبھی محبت سے آذان پڑھتے اور فرحت کے عالم میں درود شریف پڑھتے رہتے۔ کبھی محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں آنسو جاری ہو جاتے اور کبھی حضرت خضر علیہ السلام کی یاد میں محو و مستغرق رہتے۔ آپ قدس سرہُ العزیز فرماتے ہیں کہ ان ایام میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا اس قدر غلبہ تھا کہ اگر اس وقت مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو جاتی تو شاید گنبد خضریٰ پر نظر پڑتے ہی روح پرواز کر جاتی۔

آپ نے ایام طفولیت سے لے کر کبھی جھوٹ کو اپنی زبان مبارک پر نہیں آنے دیا روحانی قوت کے ساتھ ساتھ جسمانی طاقت میں بھی اپنے تمام ہم عمروں میں لاثانی تھے۔ آپ سے کبھی بھی کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں ہوا جس سے اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہُ العزیز کی خدمت میں کسی کو آپ پر شکایت کا موقع ملے بلکہ آپ کے اوصاف حمیدہ کے دوست و دشمن سبھی مُقِرّ تھے۔

مولیٰ مشکل کشا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیارت اور تنبیہ و مہربانی:

ایک دفعہ آپ کو کسی کام کا خیال پیدا ہوا لیکن اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہُ العزیز نے ارشاد فرمایا ''لالیا! سائیاں ولّوں منع اے''، یعنی مشائخ طریقت اس کام میں راضی نہیں ہیں، آپ نے

بظاہر آپ کے حکم کی بلا چوں و چراں تعمیل فرمائی لیکن دل میں یہ خیال تھا کہ شاید ابا جی ویسے ہی مجھے منع فرما رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ رات کو عالمِ رؤیا میں دیکھا کہ ہاتھی کی شکل کی آفت میری طرف دوڑ رہی ہے اور میں آگے آگے دوڑ رہا ہوں سامنے کیا دیکھتا ہوں کہ دو بزرگ کھڑے ہیں ان میں سے ایک نے مجھے بازو سے پکڑ لیا میں نے بازو چھڑانا چاہا اور عرض کیا کہ حضرت! یہ بلا مجھے ایذاء دینا چاہتی ہے انہوں نے اس بلا کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: کہ کوئی بلا نہیں ہے اتنے میں ہی وہ بلا نیست و نابود ہوگئی۔ آپ فرماتے ہیں: جب کوئی ایسا معاملہ ہو تو میں پوچھ لیا کرتا ہوں۔ اس وقت بھی میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کون صاحب ہیں وہ خود خاموش رہے لیکن ان کے ساتھ جو دوسرے صاحب تھے انہوں نے فرمایا: کہ یہ حضرت علی المرتضٰی شیر خدا مظہر الغرائب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔ میں نے عرض کیا: حضور میں جاؤں گا نہیں آپ مجھے ذرا چھوڑیے آپ نے چھوڑ دیا تو میں نے آپ کے قدمین شریفین کو بوسہ دیا۔ آپ نے مجھے اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ میرا سر آپ کے سینہ اقدس تک پہنچا۔ آپ نے اپنا ایک ہاتھ میرے سر پر اور دوسرا میری پشت پر رکھ کر شفقت سے اپنے ساتھ بھینچ کر ارشاد فرمایا: کہ تمہارے ابا جی نے کیا تمہیں نہیں فرمایا تھا کہ ''لالیا! سائیاں ولوں گل ای''۔ یعنی یہ بات جو میں نے کہی ہے مشائخ طریقت کی طرف سے ہے کہ وہ اس کام میں راضی نہیں ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ سے خطا ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: کہ آئندہ بھول کر بھی ایسا نہ کرنا۔ بوقت سحر بیدار ہو کر اعلیٰ حضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں عرض کیا: کہ میں علیحدگی میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز نے بیلیوں کو مسجد شریف میں بھیج دیا تو آپ نے تمام واقعہ عرض کیا۔ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز نے سن کر تین دفعہ پڑھا: **الحمدلله رب العلمين** اور شفقت سے اپنا ہاتھ مبارک ہلکا سا آپ کے رخسار مبارک پر لگا کر ارشاد فرمایا کہ ''فیر میری تے نہ ناں منیوای'' یعنی میرے کہنے پر تو تمہیں یقین نہ آیا حتی کہ

شہنشاہ ولایت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خود تشریف لانا پڑا۔ آپ نے عرض کیا: اگر اسی وقت آپ کے فرمانے پر ہی یقین آ جاتا تو یہ نعمت تو نہ مل سکتی۔ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز نے شفقت سے ارشاد فرمایا کہ '' آئندہ کبھی اس طرح نہ کرنا''۔

لیلۃ القدر کی رویئت اور دعا:

ایک دفعہ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کی مجلس مبارک میں لیلۃ القدر کا ذکر ہو رہا تھا کہ بعض آدمیوں کیلیئے وہ خاص ساعت آشکار تو ہو جاتی ہے لیکن اس وقت دعا کرنے کا ہوش نہیں رہتا۔ آپ نے اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں عرض کیا: کہ اگر مجھے وہ وقت نصیب ہو تو میں ضرور دعا مانگ لوں۔ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا: کہ اچھا مولیٰ کریم عنقریب ہی وہ وقت دکھائیں گے۔ چنانچہ تھوڑے دنوں بعد عالم رؤیا میں لیلۃ القدر کی رویئت نصیب ہوئی تو واقعی آپ نے پانچ دعائیں جن کا اس وقت خیال تھا مانگ لیں۔ جن میں ایک دعا یہ بھی تھی کہ جو بھی نیک دعا مانگوں اور جس وقت مانگوں بارگاہ ایزد متعال میں قبول ہو۔ صبح حضور اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں عرض کیا تو آپ بہت مسرور ہوئے۔

اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کی ہمہ وقت معیت:

آپ کو ہمہ وقت اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کی معیت نصیب رہتی اور سالہا سال تک آپ کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہمیشہ گوشت وغیرہ طعام میں جو اعلیٰ پیس ہوتا اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز آپ کو عطا فرماتے رات کو اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کی چارپائی کے سرہانے کی طرف آپ کی بھی چارپائی ہوتی اور نماز تہجد کے لیے آپ کے ساتھ ہی بیدار ہوتے۔ اور آپ کے ساتھ ہی مسجد شریف میں جا کر نماز تہجد ادا فرمانے کے بعد درود شریف پڑھنے میں مصروف ہو جاتے۔ پھر نماز فجر باجماعت مسجد

شریف میں آپ کے ساتھ ہی ادا فرماتے اور اس کے بعد شماروں پر درود شریف پڑھا جاتا اور اشراق تک آپ کے ساتھ ہی رہتے اور نماز اشراق ادا فرمانے کے بعد آپ کے ساتھ ہی گھر تشریف لاتے۔ اور آپ کے ساتھ ہی ناشتہ فرماتے اس کے بعد اعلیٰحضرت تاجدار کیلانی قدس سرہٗ العزیز بیٹھک شریف میں بیلیوں سے ملاقات کا سلسلہ شروع فرماتے اور حضور غوث العالم قدس سرہٗ العزیز مسجد شریف میں اسباق پڑھنے کیلئے تشریف لے جاتے اسی طرح پانچ وقت نماز باجماعت آپ کے ساتھ مسجد میں ادا فرماتے اور آپ کے ساتھ ہی دیگر اکثر معمولات شب و روز میں وقت صرف ہوتا۔

حضور غوث العالم قدس سرہٗ العزیز کا اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کی بیعت فرمانا:

سولہ سترہ سال کی عمر میں آپ کو خیال پیدا ہوا کہ طریقت میں داخل ہو کر مستفید ہونا چاہیئے۔ اسی خیال میں ایک دن اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے مگر ادباً اظہار مدعا نہ کر سکے اور واپس تشریف لے آئے۔ دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا پھر تیسرے دن بھی اسی طرح آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے مگر مدعا عرض کیے بغیر جب اٹھ کر جانے لگے تو اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز نے پیچھے سے تشریف لا کر کندھے پر ہاتھ رکھ کر روک لیا اور فرمایا: لالیا! ''بعض سنگاں چنگیاں ہوندیاں نیں تے بعض چنگیاں نئیں ہوندیا آخر کنا چیر سنگدے رَوّودے''۔ یعنی بعض دفعہ جھجک اچھی ہوتی ہے اور بعض اوقات اچھی نہیں ہوتی آخر کب تک جھجکتے رہو گے؟ اس کے بعد سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو بیٹھک شریف میں لے آئے اور خود بھی دوزانو بیٹھ گئے اور آپ کو بھی اپنے سامنے دوزانو بٹھا لیا' پانچ منٹ تک خاموشی رہی۔ حضور غوث العالم قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ کے اس پانچ منٹ توجہ فرمانے سے میں بے خود ہو گیا اور ہر چیز مجھ پہ روشن ہو گئی اس کے بعد آپ نے خود ہی بیعت فرما لیا اور شروع سے لے کر آخر تک کے تمام اسباق اسی وقت ہی بتا دیئے اور اپنی ٹوپی

اتار کر مجھے پہنائی اور اپنا صافہ بھی عطا فرمایا اور ساتھ ارشاد فرمایا کہ اگرچہ ایسی باتوں کا اظہار مناسب نہیں ہوتا۔ مگر پھر بھی میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ ''اس وقت تیرے پیر کی مثل دنیا بھر میں موجود نہیں ہے''۔ اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ '' آج سے میرا اور آپ کا تعلق ایک دوسری نوعیت کا ہو گیا ہے خیال رکھنا اگر دین کے بیٹے بن کر رہو گے تو بیٹے ہو ورنہ دنیا کے بیٹوں کی ان لوگوں (مشائخِ سلسلۂ طریقت) کو ضرورت نہیں ہوتی''۔ اس کے بعد حضور غوث العالم قدس سرہٗ العزیز کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ ہر وقت رقت طاری رہتی اور علیٰحدہ گی میں پچھلے کمرے میں بیٹھ کر روتے رہتے آپ کی والدہ محترمہ رحمہا اللہ تعالیٰ نے اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ نہ معلوم آپ نے بیٹے کو کیا کر دیا ہے۔ اور کیسی توجہ فرمائی ہے کہ وہ ہر وقت پچھلے کمرے میں علیحدہ بیٹھ کر روتے ہی رہتے ہیں۔ آپ نے حضور غوث العالم قدس سرہٗ العزیز کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ ''لالیا! ہانڈی اُبل جائے بے مزہ ہو جاتی ہے اسے ابلنے نہ دو بلکہ اپنے اندر ہی پکاؤ''۔ آپ فرماتے ہیں کہ اتنی بات سنتے ہی میری چیخیں نکل گئیں اور عرض کیا کہ حضور میرے بس میں کچھ نہیں رہا۔

آپ نے فرمایا: اچھا خیر۔ اس کے بعد آپ کی توجہ مبارک سے کچھ سکون ہو گیا۔ مگر پھر بھی اکیلے ہونے کی صورت میں اکثر اوقات رقت طاری رہتی۔

شادی خانہ آبادی:

حضور غوث العالم قدس سرہٗ العزیز کی شادی آپ کے ننہال موضع بدورتہ میں آپ کے ماموں سید رحمت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی دختر نیک اختر سے ہوئی۔

رشتہ کا انتخاب:

آپ کی زوجہ محترمہ کے والد اور والدہ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت کے لیے حضرت کیلیانوالہ شریف میں ہی رہتے تھے آپ ابھی چھوٹی ہی تھیں کہ حضرت کیلیانوالہ

شریف میں ہی آپ کی والدہ محترمہ رحمہا اللہ تعالیٰ کا وصال ہو گیا اور وہیں دفن ہوئیں والدہ محترمہ کے وصال کے بعد آپ حضرت کیلیانوالہ شریف میں ہی اپنی پھوپھی یعنی حضور غوث العالم قدس سرہ العزیز کی والدہ محترمہ رحمہا اللہ تعالیٰ کے پاس رہتی تھیں ایک دن اپنی والدہ محترمہ رحمہا اللہ تعالیٰ کے فراق میں بیٹھی رو رہی تھیں کہ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز تشریف لائے جب آپ کو روتے دیکھا تو دست شفقت آپ کے سر اقدس پر رکھ کر آپ کے والدِ گرامی سے ارشاد فرمایا:

رحمت علی شاہ! اس بچی کی فکر نہ کرنا یہ میری بچی ہے یہ میری بہو ہو گی۔ اس وقت آپ سات برس کی تھیں اور حضور غوث العالم قدس سرہ العزیز کی عمر مبارک بھی اس وقت سات برس کے قریب ہی تھی صرف چند ماہ کا فرق تھا۔

شادی کی تاریخ:

جب آپ کی زوجہ محترمہ کی عمر مبارک چودہ سال ہوئی تو اعلیٰحضرت تاجدار کیلانی قدس سرہ العزیز نے انہیں ان کے گھر بدورتہ میں بھیج دیا اور اس کے تین برس بعد تقریباً سترہ برس کی عمر میں آپ نے شادی کی تاریخ مقرر فرمائی۔ شادی سے دس روز قبل مٹھائی کی تیاری کے لیے حلوائی بٹھا دیئے گئے۔ پورے گاؤں میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور دس دن تک ہر خاص و عام کو مٹھائی کھلائی جاتی رہی۔

اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کا بارات کے سات تشریف لے جانا:

شادی کی مقررہ تاریخ سے ایک روز قبل رات کو اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز نے حضور غوث العالم قدس سرہ العزیز کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ شادی کی تمام تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ صبح تمہاری بارات کے ساتھ تمہارے تایا جی سید حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جائیں گے اور مجھے سائیوں (مشائخ طریقت) کی طرف سے ساتھ جانے کی اجازت نہیں ملی اس لیے میں بارات کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ حضور غوث العالم قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں آپ کا یہ ارشاد سن کر

میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور میں نے عرض کیا کہ کیا مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت ہے یا یہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں آپ بات کریں اور جو کہنا چاہتے ہیں کہیں۔ آپ نے عرض کی: اگر آپ بارات کے ساتھ تشریف نہ لے گئے تو میں ہرگز شادی نہیں کراؤں گا۔ آپ سے میری دو نسبتیں ہیں آپ میرے والد گرامی بھی ہیں اور شیخ و مرشد بھی، اگر آپ ہی ساتھ تشریف نہ لے گئے تو میری وہ شادی، شادی ہی کیسی ہوئی مجھے ایسی شادی کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: شادی کے انتظامات دونوں طرف سے مکمل ہیں، دعوت نامے بھیجے جا چکے ہیں، مہمان آ چکے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ میں شادی نہیں کراؤں گا۔ آپ نے عرض کیا: جو کچھ بھی ہوا گر آپ ساتھ تشریف نہ لے گئے تو میں ہرگز شادی نہیں کراؤں گا۔ بات یہیں ختم ہو گئی۔ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز بستر استراحت پر آرام فرما ہو گئے۔ صبح بوقت سحر جب بیدار ہوئے تو اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز نے آپ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: نہ معلوم آپ نے کیا کیا ہے کہ مجھے سائیوں (مشائخ طریقت) کی طرف سے اجازت مل گئی ہے اور سائیوں (مشائخ طریقت) نے فرمایا ہے کہ آپ کو بارات کے ساتھ جانے کی اجازت ہے اگر آپ بارات کے ساتھ نہ گئے تو وہ ہرگز شادی نہیں کروائیں گے کیونکہ وہ ہر معاملہ میں انتہائی پختہ عزم وارادہ کے مالک ہیں۔ حضور غوث العالم قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے پختہ ارادہ کر رکھا تھا کہ اگر آپ بارات کے ساتھ تشریف نہ لے گئے تو ہرگز شادی نہیں کراؤں گا۔ اگر مجھے مجبوراً گھر سے بارات کے ساتھ نکلنا بھی پڑا تو راستے سے ہی بھاگ آؤں گا۔ آپ کے اس عزم صمیم کے باعث حضور اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کو سائیوں کی طرف سے بارات کے ساتھ جانے کی اجازت مل گئی اور پھر اعلیٰ حضرت سرکارِ کیلانی قدس سرہ العزیز دو راتیں بدورتہ میں رہے اور تیسرے روز مراجعت فرمائی۔

اجازت وخلافت:

اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز نے اپنے ایام علالت میں ایک دن آپ (حضور غوث العالم قدس سرہٗ العزیز) کو طالبان راہ خدا کا نام بتانے کی اجازت دے کر فرمایا: کہ عزیزم! اب اپنا کام سنبھالو۔ پھر اعلیٰحضرت تاجدار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کے وصال شریف کے بعد جب ثانی لاثانی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری قدس سرہٗ العزیز نے آپ کی دستار بندی فرمائی تو اپنی طرف سے بھی اجازت عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ'' آپ کو اپنے والد گرامی کی طرف سے تو اجازت ہے ہی، میری طرف سے بھی آپ کو اجازت ہے''۔ پھر ایک موقع پر گنج کرم حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کرمانوالہ شریف والے حضرت کیلیانوالہ شریف تشریف لائے اور انہوں نے بھی آپ کو اپنی طرف سے ازخود فیوض و برکات عطا فرمائے اور اجازت عطا فرمائی۔ اس طرح آپ کو اعلیٰحضرت شیر ربانی قدس سرہٗ العزیز کے تین نامور خلفاء کرام کی طرف سے خلافت و اجازت ہے۔ اس کے علاوہ آپ حضرت اعلیٰ شیر ربانی قدس سرہٗ العزیز سے بطریقہ اویسیہ براہ راست بھی مستفید و مستفیض تھے۔ اور اکثر معاملات آپ قدس سرہٗ العزیز سے براہ راست طے کر لیتے تھے اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز نے آپکے سوا کسی کو خلافت و اجازت عطا نہیں فرمائی۔ حضور غوث العالم قدس سرہٗ العزیز (سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ العزیز) ہی آپ کے واحد جانشین اور خلیفہ مجاز تھے۔

اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کے حقیقی جانشین:

ایک دفعہ حضور غوث العالم قدس سرہٗ العزیز کے پوتے اور سید فراست علی شاہ صاحب بخاری زیدمجدہ کے بیٹے سید عاطف علی شاہ صاحب بخاری زیدمجدہ کے ذہن میں خیال آیا کہ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کے وصال شریف کے بعد ممکن ہے کہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف اور آستانہ عالیہ کرمانوالہ شریف اور آستانہ عالیہ مکان شریف کے سجادہ نشین حضرات نے میٹنگ کر

کے قبلہ دادا جی (حضور غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ العزیز) کی دستار بندی فرما کر سجادہ نشین بنا دیا ہو اور چھوٹے دادا جی (سید محمد جعفر علی شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ تعالی) کا کسی نے خیال نہ کیا ہو اسی خیال میں ایک رات سوئے تو خواب میں اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے صاجزادہ سید عاطف علی شاہ صاحب بخاری زیدمجدہ سے ارشاد فرمایا:'' کہ تم مجھے پہچانتے نہیں ہو کیونکہ میں تمہارے والد سید فراست علی شاہ صاحب کے بھی پیدا ہونے سے پہلے دنیا سے چلا آیا تھا میں تمہارے دادا جی (سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ العزیز) کا والد ہوں۔ یاد رکھنا وہی (سید محمد باقر علی شاہ بخاری صاحب قدس سرہٗ العزیز) میرے حقیقی جانشین ہیں انہیں فقط میں نے ہی نہیں بلکہ تمام سلسلہ والے سائیوں (مشائخ طریقت) نے میرا جانشین بنایا ہے۔ مجھ میں اور ان میں کوئی فرق نہیں جو ان کا ہے وہ میرا ہے اور میرا وہی ہے جو ان کا ہے۔ جس نے انہیں نہ مانا وہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔

برخوردار! آئندہ کبھی بھول کر بھی ایسا خیال نہ کرنا''۔

باب چہارم

غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری

قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کا

شجرۂ طریقت

اور مشائخ سلسلہ کا

مختصر تعارف

حضور غوث العالم قدّس سرّہُ العزیز مشرباً نقشبندی، مجددی مکان شریفی ہیں آپ کا منظوم شجرۂ طریقت درج ذیل ہے:

شجرہ شریف

اے خدا! بہرِ حبیبِ خویش حضرتِ مصطفیٰ

مقتدائے اولیاء و افتخارِ انبیاء

از پئے صدیق و سلماں قاسم و جعفر ولی

و ز برائے بایزید و بوالحسن ہم بوعلی

وز برائے یوسف و عبدِ خالق عارف با خدا

بہرِ محمود و علی و خواجہ بابا میرِ ما

بہرِ خواجہ نقشبند و ہم علاؤ الدین پیر

خواجۂ یعقوب ہم اَحرار و زاہدِ بے نظیر

بہرِ دُرویشِ محمد باقی باللہُ الصَّمد

شیخِ احمد پیشوا معصوم و ز عبد الاَحد

وز سعید وحضرت خواجہ حنفی پارسا

از پئے شیخِ محمد و ز زَکیؒ با خدا

حضرت خواجہ محمد حاجی احمد شاہ حسین

پس امامِ باعلی مشکل کشا را نورِ عین

وز برائے پیرِ ما پشتِ پناہِ اہلِ دیں

حضرتِ صادق علی مقبولِ ربُ العلمین

مظہرِ انوارِ حق حضرتِ امیرُ الدِّین را

وز برائے حضرتِ شیرِ محمد با صفا

حضرتِ نورُ الحسن آں مقتدائے اہلِ دیں

سَرِ اَقطابِ جہاں بود آں مردِ کامل بالیقین

غوثُ العالَم سید محمد باقر علی شاہ منبعِ جُود وعطا

باد یارب در جہاں روشن چوں خورشیدِ سما

کن غریقِ بحرِ عرفانِ حقیقت اے خُدا

غیرِ تو ہرگز نہ بینم بگُزرَم از ماسِوا

مشائخ سلسلہ کا مختصر تذکرہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ ہیں آپ نے تمام ظاہری و باطنی علوم سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل فرمائے آپ کا رنگ سفید، بدن دبلا، چہرہ شگفتہ، آنکھیں روشن اور پیشانی فراخ تھی بہترین اخلاق کے مالک، رحم دل اور نرم خو تھے۔ ہوش وخرد، عاقبت اندیشی اور بلندیٔ فکر ونظر میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب چھٹی پشت پر جناب مُرّہ پر سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے آپ کی ولادت سنہ فیل سے دو سال، چند روز کم چار ماہ، بعد ہوئی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تولد شریف سے دو سال اور کچھ مہینے بعد ہوئی) قرآن و سنت میں آپ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ سورۂ توبہ میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لاَ تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ''

(سورۂ توبہ)

ترجمہ؛ دوسرا دو میں کا جس وقت وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے رفیق سے کہتا تھا غم مت کھا تحقیق اللہ (تعالیٰ) ہمارے ساتھ ہے''

اس آیت کریمہ میں بالاتفاق ''صاحب'' سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ وہ منقبت ہے کہ جس میں کوئی دوسرا صحابی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شریک نہیں۔ زرقانی علی المواہب میں بحوالہ ابن عدی اور ابن عساکر میں بحوالہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طبقات الشافعیہ الکبری للسبکی میں ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا تم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کچھ کہا ہے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

عرض کیاہاں آپ نے فرمایاسناؤ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دوشعر پیش کئے

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد   طاف العدو به اذا صعد الجبلا

وکان حب رسول اللّٰه قدعلموا   من البریة لم یعدل به رجلا

(وہ غارشریف میں دومیں سے دوسرے تھےاس حال میں کہ دشمن پہاڑ پر چڑھ کران کے گرد پھرا
سیدنا ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب تھے لوگوں کوخوب معلوم ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلق میں سے کسی کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر نہیں فرمایا)

یہ شعر سنکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو
گئے اور فرمایاحسّان !تم نے سچ کہاوہ درحقیقت ایسے ہی ہے۔رب تعالیٰ نے سورۂ زمر میں فرمایا

’’وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ‘‘

ترجمہ؛ اوروہ جو یہ سچ لے کرتشریف لائے اوروہ جنہوں نے انکی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں

اس آیت مقدسہ میں بقول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سچی بات لائے وہ نبی کریم اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ہیں اورجس نے تصدیق کی وہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

سورۂ لیل میں مولیٰ کریم نے ارشادفرمایا:

’’وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰی . الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی .وَمَا لِاَحَدٍعِنْدَهٗ مِنْ
نِّعْمَةٍ تُجْزٰی .اِلَّاابْتِغَا ءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی .وَلَسَوْفَ یَرْضٰی. ‘‘

(سورۂ لیل)

ترجمہ: ’’اور بچایاجاوے گااس سے وہ بڑاپرہیزگار. جودیتاہے اپنامال پاک ہونے کو
.اورنہیں کسی کااس پراحسان کہ بدلہ دیاجائے مگرواستے چاہنے رضامندی اپنے
پروردگاربلندکی.اوربیشک وہ آگے راضی ہوگا۔‘‘

یہ آیات بالاتفاق حضرت سیدناصدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اتریں ان میں صراحت

ہے کہ آپ ’’اتقی‘‘ ہیں اور جو’’اتقی‘‘ ہے وہی سب سے افضل ہے،عنداللہ اکرم ہے’’اِنَّ
اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰکُمْ‘‘اس پرنصِ قطعی ہے۔

آپکے مناقب میں بکثرت احادیث بھی وارد ہیں۔بخاری شریف میں ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے ارشادفرمایا:

’’لَوْکُنْتُ مُتَّخِذًاخَلِیْلاً دُوْنَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلاً‘‘

ترجمہ: اگرمیں خداکے سواکسی کواپناخلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا‘‘

دوسری حدیث میں فرمایا’’کہ ہم نے ہرایک کے احسان کابدلہ دیاہے مگرابوبکرکا احسان ایسا
ہے کہ اسکابدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دے گا‘‘(مفہوم)

تیسری حدیث میں فرمایا’’کہ میرے نزدیک ابوبکر مردوں میں سب سے زیادہ محبوب
ہیں‘‘(مفہوم)

حضرات ُالقدس، میں قوتُ القلوب، کے حوالے سے منقول ہے’’کہ ہرزمانے کا قطب
قیامت تک اپنے مرتبہ اورمقام میں امیرُ المؤمنین ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم مقام رہے
گااور تینوں اوتاد جو قطب سے کم درجہ کے ہوتے ہیں ہرزمانہ میں باقی تین خلفاء(حضرت
فاروق اعظم ،حضرت عثمان غنی ذوالنورین اورحضرت مولیٰ کائنات علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے قائم
مقام ہونگے اورانکی صفت وحالت اوریقین کے مطابق رہیں گے۔

کشف المحجوب میں حضرت داتا علی ہجویری قدّس سرّہُ العزیز نے حضرت امام زہری سے
روایت نقل فرمائی ہے جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپکے دست اقدس پر بیعتِ خلافت کرلی
تو آپ منبر پرتشریف فرماہوئے اورخطبہ دیااورخطبے کے درمیان ارشادفرمایا:

’’واللہ ما کنت حریصا علی الامارةیوما ولیلا قَطُّ ولا کنت فیھا راغبا
ولا سئلتھااللہ تعالیٰ سِرًّا وعلانیةًوما لی فی الامارةمن راحة‘‘

ترجمہ: ''یعنی خدا کی قسم میں امارت پر حریص نہیں تھا ہرگز کبھی دن اور رات میں میرے دل پر اسکا خیال بھی نہیں گزرا اور نہ کبھی ظاہر اور پوشیدہ اللہ تعالیٰ سے اسکی درخواست کی اور مجھے اس میں کوئی خوشی نہیں''

صاحبِ کشف المحجوب فرماتے ہیں کہ:

''جب حق سبحانہ وتعالیٰ بندے کو کمال صدق پر پہنچاتا ہے اور مرتبۂ تمکین سے مشرف فرماتا ہے تو بندہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا منتظر ہوتا ہے تاکہ جو صفت آئے بندہ اس پر متمکن ہو جائے اگر حکم ہو تو فقیر ہو جائے جیسا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی دور میں کیا اور اگر حکم ہو تو امیر ہو جائے جیسا کہ آپکی زندگی کا آخری حصہ اس پر شاہد ہے۔ تجرید و تمکین اور فقر کی خواہش اور ریاست کے ترک کی آرزو کرنے میں اس جماعت عالی کی اقتداء حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق پر ہے''

آپکا وصال ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرتِ خیرُ البشر کی صحبت کے باوجود آپکا انتساب علم باطن میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ آپکو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی صحبت حاصل تھی۔ آپکی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ فارسی النسل ہیں۔ آپ جوانی کے دور میں ہی دین حق کی تلاش میں کوشاں تھے۔ اس لیئے آپ یہود و نصاریٰ اور دوسرے مذاہب کے علماء کے پاس آتے جاتے تھے اس طلب میں آپکو جو مصائب اور سختیاں پہنچیں آپنے ان پر صبر کیا یہاں تک کہ اس راستہ کے طے کرنے میں دس شخصوں کے پاس یکے بعد دیگرے آپکو فروخت کیا گیا آخر کار خواجۂ کائنات کے پاس پہنچے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہود سے بہت قیمت دے کر خرید فرمایا۔ حضرت سلمان فارسی غزوۂ خندق اور غزوات مابعد میں شامل ہوئے۔

غزوۂ احزاب میں جب خندق کھودنے لگے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خندق تقسیم فرمادی حضرت سلمان فارسی کے متعلق مہاجرین وانصار میں اختلاف ہو گیا ہر ایک فریق کا دعویٰ تھا کہ سلمان ہم میں سے ہیں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''**سلمان منا اهل البیت**'' یعنی سلمان ہمارے اہلِ بیت سے ہیں۔ آپ نجباء صحابہ کرام اور اصحاب صفہ میں سے تھے''۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپکو مدائن کا گورنر بنادیا تھا اور پانچ ہزار درہم سالانہ آپکا وظیفہ مقرر کردیا تھا جب آپکو وظیفہ ملتا تو اسے راہِ خدا میں صرف فرمادیتے اور بوریا بافی سے اپنا گزارہ کرتے آپکا کوئی گھر نہ تھا دیواروں اور درختوں کے سایہ میں رہا کرتے تھے آپ کے پاس ایک دھاری دار کملی تھی جس کا کچھ حصہ آپ اوڑھ لیتے اور کچھ نیچے بچھا لیتے گورنری کی حالت میں بھی یہی کملی آپکے پاس رہتی۔ آپکا وصال اڑھائی سو برس کی عمر میں ۱۰ رجب ۳۳ھ شہر مدائن میں ہوا۔

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم:

علم باطن میں آپکا انتساب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں یزدجرد شاہ فارس کی تین لڑکیاں غنیمت میں آئیں، انکی قیمت ٹھرائی گئی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تینوں کو لے لیا۔ ان میں سے ایک اپنے صاحبزادے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی جس سے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے دوسری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی جس سے حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور تیسری حضرت محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی جس سے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ پس یہ حضرات (حضرت قاسم، امام زین العابدین اور سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی ہیں حضرت قاسم اپنے والد ماجد کے قتل ہونے کے بعد اپنی پھوپھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں بطور یتیم پرورش پاتے رہے۔ آپ کبار تابعین میں سے ہیں اور مشہور سات فقہاء

میں سے ہیں۔امام، عالم، فقیہ اور پرہیزگار تھے یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا کہ ہم نے مدینے میں کسی کو ایسا نہ پایا کہ اسکو قاسم پر فضیلت دیں۔بقول امام بخاری آپ فضل اہلِ زمانہ تھے آپنے ۱۰۸ھ اور بقول امام ابن المدینی ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۰۶ھ مکہ ومدینہ کے درمیان قُدید کے مقام پر وصال فرمایا۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت اُم فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں، اور ام فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔اسی واسطے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے ''ولدنی ابو بکر مرتین''یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو مرتبہ پیدا ہوا ہوں، مگر مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ (حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا نسب صوری ومعنوی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اس واسطے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا فرمایا ہے۔علم طریقت میں آپ کا انتساب اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں ۸۰ھ کو پیدا ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیادت وامامت پر سب کا اتفاق ہے آپ لطائفِ تفسیر اور اسرارِ تنزیل میں بے نظیر تھے علامہ ذہبی نے آپ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شعبہ، امام سفیان ثوری وسفیان بن عُیَیْنَہ، امام حاتم بن اسماعیل، امام یحیٰ بن قطان وغیرہ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں ۱۵ رجب ۱۴۸ھ، اڑسٹھ سال کی عمر میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں قبہ

اہل بیت میں مدفون ہوئے۔

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز:

طریقت میں آپ کا انتساب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔آپ کی تربیت بھی اسی امام عالی شان کی روحانیت سے ہوئی۔کیونکہ شیخ بایزید بسطامی کی ولادت حضرت امام قدس سرہ العزیز کے وصال مبارک کے بعد ہوئی، اگرچہ ''تذکرۃ الاولیاء'' کی بعض حکایات سے آپ کی ظاہری صحبت حضرت امام قدس سرہ العزیز سے مفہوم ہوتی ہے، مگر تحقیق یہی ہے کہ آپ نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بظاہر زیارت بھی نہیں کی، بعض کتب میں مذکور ہے کہ آپ کو حضرت امام علی رضا قدس سرہ العزیز سے صحبت ہے اور انہیں اپنے والد گرامی حضرت امام موسی کاظم قدس سرہ العزیز سے انتساب ہے اور انہیں اپنے والد گرامی حضرت امام جعفر صادق قدس سرہ العزیز سے، اس طرح اگرچہ آپ کے اور حضرت امام جعفر صادق قدس سرہ العزیز کے درمیان بظاہر دو واسطے ہیں لیکن آپ حضرت امام جعفر صادق قدس سرہ العزیز کے اویسی فیض یافتہ ہیں۔آپ کے مناقب بے شمار ہیں۔حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کی بایزید ہماری جماعت میں ایسے ہیں جیسے جبرائیل فرشتوں میں ہیں۔نیز فرماتے ہیں کہ میدان توحید میں چلنے والوں کی انتہا اس خراسانی (بایزید) کی ابتداء ہے اور مردان خدا جب آپ کے ابتدائی قدم پر پہنچتے ہیں تو وہ ان کی انتہا ہے۔آپ کا نام طیفور بن عیسیٰ تھا آپ پر پہنچ کر طریقہ صدیقیہ آپ کے نام سے طریقہ طیفوریہ مشہور ہوگیا۔آپ کا وصال ۲۶۱ھ اور ایک رویت میں ۲۳۴ھ کو تہتر برس کی عمر میں ہوا آپ کا مزار شہر بسطام میں مرجع خلائق ہے

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز:

آپکا انتساب حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز سے ہے، اور آپ کی تربیت حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کی روحانیت سے ہوئی ہے۔ملاقات صوری ثابت نہیں۔کیونکہ حضرت ابوالحسن

خرقانی قدس سرہ العزیز کی ولادت حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کے بعد ہوئی۔ بظاہر آپ کے اور حضرت بایزید قدس سرہ العزیز کے درمیان چند واسطے ہیں یعنی آپ قدس سرہ العزیز کا انتساب حضرت ابوالمظفر مولانا ترک طوسی قدس سرہ العزیز سے ہے اور انکا انتساب خواجہ اعرابی بایزید عشقی قدس سرہ العزیز سے اور ان کا انتساب خواجہ محمد مغربی قدس سرہ العزیز سے اور انہیں خواجہ بایزید بسطامی سے انتساب ہے۔ آپ اپنے وقت میں یکتائے زمانہ، غوثِ روزگار اور قبلہ عصر تھے۔ خواجہ عطار قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن خرقانی اپنے زمانہ کے بادشاہ اور قطبِ اوتاد اور ابدالِ العالم ہیں۔ آپ کا وصال ۴۲۵ھ شب عاشورہ میں ہوا۔ آپ کا مزار خرقان میں ہے۔

حضرت شیخ ابوعلی فارمدی قدس سرہ العزیز:

علم تصوف میں آپکا انتساب حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز سے ہے، آپ کو شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسی قدس سرہ العزیز اور شیخ ابوسعید ابوالخیر سے بھی صحبت رہی ہے آپ علوم و وعظ میں استاد امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہ العزیز صاحبِ ''رسالہ قشریہ'' کے شاگرد ہیں آپ صوفیاء کرام و غرباء کے مرجع اور لسان الوقت تھے۔ آپ کا وعظ انتہائی پرتاثیر اور بے نظیر ہوتا تھا۔ آپ قدس سرہ العزیز نے ۴۷۷ھ میں بعمر ۷۰ برس طوس میں وصال فرمایا۔

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ العزیز:

طریقت میں آپ کا انتساب حضرت شیخ ابوعلی فارمدی قدس سرہ العزیز سے ہے۔ شیخ عبداللہ جوینی نیشاپوری قدس سرہ العزیز اور شیخ حسن سمنانی قدس سرہ العزیز کی صحبت میں بھی رہے۔ فقہ و اصول کی تعلیم بغداد میں شیخ ابواسحاق شیرازی قدس سرہ العزیز سے حاصل کی اور حدیث پاک کا سماع ابوجعفر محمد بن احمد بن سلمہ وغیرہ محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ سے کیا۔ حضور غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز تحصیل علم کے بعد آپ کے پاس گئے۔ آپ فرماتے ہیں جب مجھے آپ نے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور مجھے اپنے پاس بٹھایا، اور آپ نے میرے تمام حالات مجھ سے ذکر کیے، اور

میری تمام مشکلات کو حل فرمایا۔ اور پھر مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عبدالقادر تم لوگوں کو واعظ سنایا کرو کیونکہ میں تم میں ایک جڑ دیکھتا ہوں جو عنقریب درخت ہو جائے گا۔ آپ نے ۲۲ ربیع الاول ۵۳۵ھ میں انتقال فرمایا پہلے آپ کو ہرات اول لغشور کے درمیان موضع مامیین میں دفن کیا گیا بعد ازاں مرو میں منتقل کیا گیا۔ اب آپ کا مزار ''مرو'' میں مرجعِ خلائق ہے۔

خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ النورانی:

آپ طبقۂ خواجگان کے سردفتر اور سلسلہ نقشبندیہ کے سردارِ طریقت ہیں۔ آپ کی روش حجت ہے۔ آپ پر پہنچ کر اس سلسلہ کا نام ''سلسلہ خواجگانیہ'' مشہور ہو گیا۔ آپ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں آپ کے پیر سبق حضرت خضر علیہ السلام اور پیر خرقہ وصحبت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ العزیز ہیں آپ کو حضرت خضر علیہ السلام نے ذکر خفی کی تعلیم دی تھی۔

آپ کے ارشادات عالیہ میں سے یہ آٹھ کلمات مشہور ہیں:

۱) ہوش دردم ۲) نظر برقدم ۳) سفر دروطن ۴) خلوت درانجمن

۵) یادکرد ۶) بازگشت ۷) نگاہ داشت ۸) یادداشت

ان آٹھ کے علاوہ تین کلمات اور ہیں جو مصطلحاتِ نقشبندیہ ہیں:

۱) وقوف عددی ۲) وقوف زمانی ۳) وقوفِ قلبی

یہی گیارہ کلمات طریقہ نقشبندیہ کی اصل ہیں.

۱) ہوش دردم:

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کا ہر ایک سانس حضور اور آگاہی سے ہو، نہ کہ غفلت سے یعنی کسی سانس میں خدا کی یاد سے غافل نہ ہو۔

۲) نظر برقدم:

بظاہر مراد یہ کہ سالک راہ چلتے وقت نظر اپنے قدموں کی پشت پر رکھے تاکہ جمعیت خاطر

میں فتور نہ آئے۔اور حقیقتاً مراد یہ ہے کہ سالک کا باطنی قدم اس کی نظرِ باطن سے پیچھے نہ رہے
بلکہ منتہائے نظر پر پڑے اور یہ باطنی سرعتِ سیر کی طرف اشارہ ہے۔

۳) سفر در وطن:

اس سے مراد سیرِ انفسی ہے اور صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف انتقال کرنا ہے۔

۴) خلوت در انجمن:

اس سے مراد یہ کہ ظاہر میں خلائق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا چاہیے۔

۵) یاد کرد:

یعنی ہر وقت ذکر میں مشغول رہے زبانی ہو یا قلبی۔

۶) بازگشت:

اس سے مراد یہ کہ ذاکر بطریقہ معہود کلمۂ توحید کا ذکر جب دل سے کرے تو ہر بار کلمۂ توحید
کے بعد زبان دل سے کہے خدایا! میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری رضا مجھے مطلوب ہے، مجھے اپنی
ذات کی محبت اور اپنی صفات کی معرفت عطا فرما۔

۷) نگاہ داشت:

اس سے مراد یہ کہ قلب کو خطرات اور حدیثِ نفس سے نگاہ میں رکھے۔

۸) یادداشت:

اس سے مراد دوام آگاہی بحق سبحانہ تعالیٰ ہے بر سبیل ذوق۔

۹) وقوف عددی:

اس سے مراد ذکر نفی و اثبات میں عدد ذکر سے واقف رہنا اور طاق عدد کا لحاظ رکھنا ہے۔

۱۰) وقف زمانی:

اس کے دو معنٰی ہیں۔ایک یہ کہ سالک کو چاہیے کہ واقفِ نفس رہے اور پاسِ انفاس کو ملحوظ
رکھے، یعنی ہر وقت خیال رکھے کہ سانس حضوری میں گزرتا ہے یا غفلت میں۔دوسرے معنی یہ
کہ بندہ ہر وقت اپنے حال سے واقف رہے اگر وقت اطاعت میں گزرا ہے تو شکریہ بجالائے، اور
اگر معصیت میں گزرا ہے تو عذر خواہی کرے۔

۱۱) وقوف قلبی:

اس کے دو معنی ہیں۔ایک یہ کے ذکر کے وقت دل حق سبحانہ وتعالی سے آگاہ رہے۔اور
دوسرا معنی یہ کہ بندہ ذکر کے وقت قلبِ صنوبری کی طرف متوجہ رہے اور اسے ذکر میں مشغول رکھے۔

حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز کا وصال ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ میں ہوا۔مزار
مبارک ''غجدوان'' میں ہے جو بخارا سے ۶ فرلانگ کے فاصلے پر ہے۔

حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ العزیز:

خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز کے چار خلفاء میں سے ایک آپ قدس سرہ العزیز ہیں۔آپ کا
مولد و مدفن موضع ریوگر ہے جو بخارا سے ۶ فرسنگ اور غجدوان سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔
آپ کا سن وصال ۶۱۶ھ ہے۔

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ العزیز:

آپ حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ العزیز کے تمام اصحاب میں اکمل و افضل اور
خلافت سے ممتاز تھے۔آپ کا مقام ولادت موضع انجیر فغنہ ہے۔جو بخارا سے تین فرسنگ کے
فاصلہ پر واقع قصبہ وابکنہ کے دیہات میں سے ہے۔آپ کا وصال مبارک ۷۱۱ھ میں ہوا اور
''وابکنہ'' میں مزار مبارک ہے۔

حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہ العزیز:

آپ خواجہ محمود قدس سرہ العزیز کے خلفاء میں سے ہیں۔ سلسلۂ خواجگان میں آپ کا لقب حضرت ''عزیزاں'' ہے آپ کے مقامات عالیہ اور کرامات عجیبہ بہت زیادہ ہیں۔ آپ قدس سرہ العزیز کی ولادت موضع ''رامیتن'' میں ہوئی جو بخارا سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر بہت بڑا قصبہ ہے۔ آپ خوارزم تشریف لے گئے اور ایک عرصہ تک وہیں رشد و ہدایت میں مشغول رہے۔ ۲۸ ذوالقعدہ ۷۱۵ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک خوارزم میں زیارت گاہ خواص وعوام ہے۔

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ العزیز:

طریقت میں آپ کا انتساب حضرت عزیزاں قدس سرہ العزیز سے ہے۔ آپ کا مولد قریہ سماسی ہے جو دیہات رامیتن سے ہے۔ آپ پر اکثر محویت و استغراق غالب رہتا۔ آپ نے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز کی ولادت سے قبل بارہا ان کے گاؤں قصر ہندواں سے گزرتے ہوئے یہ خوشخبری ارشاد فرمائی کہ اس زمین سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے۔ جلدی ہی ایسا ہوگا کہ کوشک ہندواں قصر عارفاں بن جائے گا۔ آپ کا وصال مبارک ۷۵۵ھ ہے۔ اور مزار شریف موضع سماسی میں ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال قدس سرہ العزیز:

آپ صحیح النسب سید ہیں۔ طریقت میں آپ کا انتساب حضرت بابا سماسی قدس سرہ العزیزہ سے ہے، آپ کا مولد قریہ سوخار ہے۔ جو سماسی سے ۵ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ آپ ابتدائے حال میں کُشتی لڑتے تھے ایک بار بابا سماسی قدس سرہ العزیز کا گزر اس اکھاڑے پر ہوا، حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر حضرت خواجہ بابا قدس سرہ العزیزہ پر پڑی تو آپ نے اپنی قوت جاذبہ سے انہیں اپنی جانب کھینچ لیا، اور طریقہ عالیہ کی تلقین فرمائی اور اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔ آپ ان کی صحبت میں بطریق خوجگان ریاضت میں مشغول رہے، یہاں تک کہ حضرت بابا قدس سرہ العزیز کی

تربیت میں درجہ تکمیل وارشاد کو پہنچے۔ آپ کا وصال مبارک ۸ جمادی الاولیٰ ۷۷۲ھ میں ہوا۔ مزار مبارک قریہ سوخار میں ہے۔ آپ کے ۱۱۴ خلفاء تھے جن میں حضرت خواجہ نقشبد قدس سرہ العزیز خلیفہ اکبر تھے۔

خواجہ خواجگان حضرت سید بہاوالدین نقشبند قدس سرہ العزیز:

آپ کی ولادت باسعادت ۴ محرم الحرام ۷۱۸ھ میں قصر عارفاں میں ہوئی جو بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ لڑکپن ہی سے ولایت کے آثار اور کرامات وہدایات کے انوار آپ کی پیشانی سے ظاہر تھے، آپ کو آداب طریقت کی تعلیم بظاہر سید امیر کلال قدس سرہ العزیز سے ہے مگر حقیت میں آپ کی تربیت اویسی طریق پر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز کی روحانیت سے ہوئی، آپ کو چونکہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز کی طرف سے حکم تھا کہ ہر حال میں جادہ شریعت واستقامت پر قدم رکھنا چاہیے۔ اور عزیمت پر عمل کرنا، اور رخصت وبدعت سے دور رہنا چاہے، اور ہمیشہ احادیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا پیشوا بنانا، اور اخبار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تلاش میں رہنا چاہیے۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عزیمت پر عمل کیا اور ذکر بالجہر نہ کیا، اور چونکہ مجھے اخبار وآثار رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تفحص کا حکم تھا اس لئے علماء کی خدمت میں حاضر ہوتا اور احادیث پڑھتا اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم معلوم کیا کرتا تھا، اور ہر ایک پر عمل کیا کرتا تھا، اور اس کا نتیجہ اپنے باطن میں مشاہدہ کرتا، آپ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ میں نے سلطان بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز، شیخ جنید بغدادی قدس سرہ العزیز، شیخ شبلی قدس سرہ العزیز اور ابن منصور حلاج قدس سرہ العزیز کے مقامات کی سیر کی۔ جہاں وہ پہنچے تھے، میں بھی وہاں پہنچا، یہاں تک کہ صفات انبیاء کرام علیہم السلام کی سیر کی۔ پھر میں ایسی بارگا میں پہنچا جس سے بڑی کوئی بارگاہ نہ تھی، میں نے جان لیا کہ یہ بارگاہ محمدی ہے علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام۔ آپ قدس سرہ العزیز سے پوچھا گیا کہ آپ کا طریقہ کیا ہے تو

فرمایا کہ

از دروں شو آشنا وز بروں بیگانہ وش   ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

(دل سے آشنا رہو اور بظاہر بیگانے، ایسا خوبصورت طریق جہان میں کم ہی ہے)

یعنی خلوت درانجمن۔ آپ قدس سرہ العزیز سے پوچھا گیا کیا ایسا ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا:
کیوں نہیں جبکہ رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کی صفت بیان فرمائی ہے

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ"

ترجمہ؛ ایسے مرد کہ جنہیں تجارت اور خرید فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔"

آپ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں اگرچہ نماز وروزہ اور ریاضت ومجاہدہ حق سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچنے کا طریقہ ہیں مگر ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب طریقوں سے اقرب ہے، اور یہ ترک اختیار اور دیدِ قصور کے سوا حاصل نہیں ہوتی۔ حضرت خواجہ علاؤالحق والدّین قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد حضرتِ خواجۂ نقشبند قدس سرہ العزیز کی نظر عنائت کی برکت سے طالبوں کا یہ حال تھا کہ قدم اول میں سب سعادتِ مراقبہ سے مشرف ہوجاتے تھے جب نظرِ عنایت زیادہ ہوتی تو درجہ عدم کو پہنچ جاتے۔ جب اس سے بھی زیادہ نظرِ عنایت ہوتی تو مقام فنا کو پہنچ جاتے اور فانی از خود، اور باقی بحق ہوجاتے۔

آپ فرماتے ہیں ہمارے خواجگان قدست اسرارہم کی چار نسبتیں ہیں، ایک حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے، دوسری سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز سے، تیسری سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز سے، جو دو طرف سے ہے، ایک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ہے، اور دوسری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ آپ کا لقب "نقشبند" ہونے کی مختلف وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کی پہلی ہی صحبت سے سالک کے دل ماسوا کا نقش مٹ جاتا تھا اور دل یادِ الٰہی سے معمور ہوجاتا تھا، آپ پر پہنچ کر یہ سلسلہ عالیہ

"نقشبندیہ" کے نام سے موسوم ہوا۔ آپ کی عمر مبارک کا چوہترواں سال تھا کہ تین ربیع الاول ۷۹۱ھ میں وصال فرمایا، مزار مبارک "قصر عارفاں" میں ہے۔

حضرت خواجہ علاؤالدّین عطّار قدّس سرّہ العزیز:

آپ حضرت خواجہ نقشبند قدّس سرّہ العزیز کے پہلے خلیفہ، نائب مطلق اور داماد تھے۔ آپ کا نام مبارک محمد بن محمد بخاری ہے۔ دراصل خوارزم سے ہیں۔ جب آپ کے والد گرامی کا وصال ہوا تو آپ نے ترکہ سے کوئی چیز قبول نہ کی اور حالت تجرید میں بخارا کے ایک مدرسہ میں تحصیل علوم میں مشغول ہوگئے۔ طالبعلمی کی حالت میں آپ کا عقد حضرت خواجہ نقشبند قدّس سرّہ العزیز کی صاحبزادی سے ہوگیا۔ جب طریق حق کی طلب آپ کے دل میں پیدا ہوئی تو علوم رسمی کا مطالعہ چھوڑ کر حضرت خواجہ قدّس سرّہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقہ اخذ کیا۔ حضرت خواجہ کی آپ پر نظر خاص تھی۔ چنانچہ حضرت خواجہ کی توجہات عالیہ سے آپ بہت جلد درجہ کمال پر فائز ہوگئے۔ قدوۃ المحققین سید السند حضرت میر سید شریف جرجانی قدّس سرّہ العزیز آپ ہی کے فیض یافتہ ہیں۔ سید السند قدّس سرّہ العزیز فرمایا کرتے تھے: "جب تک شیخ زین الدین کی صحبت میں نہ پہنچا رفض سے رہائی نہ پائی اور جب تک خواجہ علاؤالدین عطار قدّس سرّہ العزیز کی صحبت سے مشرف نہ ہوا میں نے خدا کو نہ پہچانا"۔ حضرت خواجہ علاؤالدین قدّس سرّہ العزیز صاحب طریقۂ خاص ہیں۔ ان کے طریقہ کو "طریقۂ نقشبندیہ علائیہ" کہتے ہیں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدّس سرّہ العزیز مکتوب نمبر ۲۹۰ دفتر اول میں طریقہ علائیہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

'والحق کہ ایں طریق کثیر البرکت است اندک آں طریق نافع از بسیار طرقِ دیگرانست'

ترجمہ؛ یعنی حق یہ ہے کہ یہ طریقہ کثیر البرکت ہے اس طریقہ کا تھوڑا سا بھی دوسروں کے طریقوں سے بہت زیادہ نفع بخش ہے"

آپ نے فرمایا: ریاضت سے مقصود تعلقات جسمانی کی پوری نفی اور عالم ارواح و عالم حقیقت

کی طرف توجہ تام ہے۔اور سلوک سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار وکسب سے ان تعلقات سے جو کہ موانعِ راہ ہیں گزر جائے اور ان تعلقات میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر پیش کرے جس تعلق سے گزر جائے وہ علامت ہے اس امر کی کی وہ تعلق مانع نہیں ہے۔اور غالب نہیں آیا۔اور جس تعلق میں ٹھہر جائے اور اس سے اپنی وابستگی پائے تو جان لے کہ وہ تعلق اس کے راستے کا مانع ہو گیا ہے، اس کے قطع کی تدبیر کرے۔فرمایا صحبت سنت مؤکدہ ہے۔ ہر روز یا دوسرے روز اولیاء اللہ کی صحبت میں حاضر ہونا چاہیے اور ان کے آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے فرمایا: اہل اللہ کی صحبت میں ہمیشہ رہنا عقل معاد کی زیادتی کا ذریعہ ہے۔آپ کا وصال ۱۸ رجب ۸۰۲ھ میں ہوا ۔مزار مبارک قصبہ چغائیاں میں ہے۔

حضرت مولانا یعقوب بن عثمان چرخی قدس سرہ العزیز:

آپ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز کے بڑے اصحاب میں سے ہیں آپ کی تکمیل حضرت خواجہ علاؤالدین قدس سرہ العزیز سے ہوئی اس لئے انہی کے خلفاء میں شمار ہوتے ہیں، آپ کا تعلق غزنی کے ایک گاؤں چرخ سے ہے۔ابتداء میں کچھ مدت جامعہ ہرات میں اور کچھ عرصہ دیار مصر میں تحصیل علم میں مصروف رہے۔علوم ظاہری سے فارغ ہونے کے بعد خواجہ بزرگ شہنشاہ نقشبند قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قبولیت پائی ۔ایک مدت تک آپ کی خدمت میں رہے، پھر آپ نے اجازت فرمائی اور فرمایا: جو کچھ تجھے ہم سے ملا ہے وہ بندگان خدا تک پہنچا دینا تا کہ ان کی سعادت کا سبب ہو اور اشارۃً حضرت خواجہ علاؤالدین قدس سرہ العزیز کی مطابعت کا حکم فرمایا۔آپ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد کچھ عرصہ خواجہ علاؤالدین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں فیض یاب ہوتے رہے اور آپ قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد خواجہ بزرگ کے فرمان کے مطابق رشد وہدایتِ خلق میں مصروف ہوئے۔آپ نے قرآن کریم کی فارسی زبان میں تفسیر لکھی جو ''تفسیر چرخی'' کے نام سے مشہور ہوا آپ کا وصال ۵ صفر ۸۵۱ھ کو ہوا۔مزار

مبارک قریہ بلغنور میں ہے، جو حصار واقع ماوراء النہر کے مضافات میں سے ہے۔

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہ العزیز:

آپ کا نام عبید اللہ اور لقب ''ناصر الدین'' اور ''خواجۂ اَحرار'' ہے۔آپ قدس سرہ العزیز باغستان میں ماہ رمضان ۸۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ولادت کے بعد ایام نفاس یعنی ۴۰ دن تک اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیا۔بچپن ہی سے رشد وہدایت کے آثار اور قبولِ عنایتِ الٰہی کے انوار آپ قدس سرہ العزیز کی پیشانی میں نمایاں تھے۔تین، چار سال کی عمر میں نسبت آگاہی بحق سبحانہ وتعالیٰ حاصل تھی ایّامِ طفولیت میں مکتب میں آمد رفت رکھتے تھے مگر دل پر وہی نسبت غالب تھی۔کچھ عرصہ مختلف بزرگوں کی صحبت میں رہے، بالآخر مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہو گئے اور اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔آپ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ اگر تمام احوال ومواجید ہمیں عطا کیے جائیں اور ہمیں اہلِ سنت وجماعت کے عقائد سے آراستہ نہ کیا جائے تو ہم اسے بجز خرابی کے کچھ نہیں سمجھتے۔اور اگر تمام خرابیاں ہم پر جمع کیں جائیں اور اہلِ سنت وجماعت کے عقائد سے سرفراز فرمایا جائے تو ہمیں کچھ ڈر نہیں۔

آپ کا وصال مبارک ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ ہے۔

مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہ العزیز:

آپ کا انتساب طریقہ نقشبندیہ میں خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ العزیز سے ہے، آپ حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز کے نواسے ہیں، جب خواجہ عبید اللہ قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں آئے تو آپ نے ایک ہی مجلس میں بیعت کر کے انہیں پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا اور اجازت وخلافت سے نواز کر وہیں سے رخصت کر دیا۔یہ معاملہ حضرت خواجہ کے تصرف عظیم اور مولانا کے کمال استعداد وقابلیت پر دلالت کرتا ہے، آپ کا وصال موضع وخش میں ربیع الاول ۹۳۶ھ میں ہوا، اور مزار

مبارک بھی وہیں ہے۔

حضرت مولانا درویش قدس سرہ العزیز:

مولانا درویش محمد قدس سرہ العزیز کو اپنے ماموں مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہ العزیز سے خلافت ہے ورع وتقویٰ عمل بعزیمت اور حفظِ نسبت میں آپ قدس سرہ العزیز شان عظیم رکھتے تھے۔طریق گم نامی اور حالات کو چھپانے کا بڑا التزام تھا۔اس واسطے آپ بچوں کو قرآن مجید پڑھایا کرتے تھے تاکہ کسی کو آپ کے حال وکمال سے آگاہی نہ ہونے پائے۔اس کے باوجود بھی آپ
کی شہرت ہوگئی،اور ہر طرف سے طالبان طریقت آپ کی خدمت میں آنے لگے۔آپ نے ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ میں وصال فرمایا۔مزار مبارک موضع اسقرار میں ہے جو کہ ماوراء النہر میں ہے۔
ہر طرف سے طالبانِ طریقت آپ قدس سرہ العزیز کی خدمت آنے لگے۔آپ نے ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ میں وصال فرمایا۔مزار مبارک موضع اسقرار میں ہے جو کہ ماوراء النہر میں ہے۔

حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ العزیز:

آپ قدس سرہ العزیز کا اسم گرامی خواجگی ہے۔آپ قدس سرہ العزیز نے ظاہری وباطنی تربیت اپنے والد خواجہ درویش محمد قدس سرہ العزیز سے حاصل فرمائی اور اُنہیں سے آپ کو خلافت حاصل ہے۔ آپ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ العزیز کے اصل طریقہ کے پابند تھے اور ذکر جہر وغیرہ محرمات سے پرہیز فرماتے تھے۔اپنے حالات کے اِخفاء میں بہت کوشش فرماتے تھے۔اپنے وقت میں طالبانِ طریقت کے مرجع تھے۔تصرف باطنی کا یہ عالم تھا کہ علماء وفضلاء وامراء وفقراء استفاضہ کے لئے آپ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے بلکہ ملوک وسلاطین آپ قدس سرہ العزیز کے آستانہ عالیہ کی خاک اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے تھے۔آپ نے ۱۰۰۹ھ میں نوے سال کی عمر میں وصال فرمایا۔مولد ومرقد قریہ امکنہ میں ہے۔جو اطرافِ سمرقند میں ایک گاؤں ہے۔ آپ کے قدس سرہ العزیز مزار کی زیارت کی جاتی ہے۔اور اس سے فیض کیا جاتا ہے۔آپ کے

قدس سرہ العزیز کے خوارق وکرامات آفتاب سے زیادہ روشن ہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز:

حضرت خواجہ محمد باقی المعروف خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کو حضرت مولانا خواجگی امکنگی سے نسبت حاصل ہے۔آپ ۹۷۱ھ یا ایک سال بعد کابل میں پیدا ہوئے حضرت مولانا صادق حلوائی قُدِّس سِرُّہُ العزیز سے جو اس زمانہ کے اکابر علماء میں سے تھے علوم رسمی کی تحصیل شروع فرمائی اور اپنی علوِ فطرت کے سبب سے تھوڑے ہی عرصے میں اپنے ہم عصروں میں امتیاز حاصل کیا ابھی علوم رسمی کا کچھ حصہ باقی تھا کہ عنایت ازلی نے آپ کو علوم باطنی کی طرف کھینچ لیا آپ قُدِّس سِرُّہُ العزیز فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک بزرگ کی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ مجھ پر ایک تجلی پڑی اور میں اپنے آپ سے بھلا دیا گیا اور حضرت خواجہ بزرگ بہاؤالحق والدین نقشبند قُدِّس سِرُّہُ العزیز کی روحانیت متبرکہ کی کشش نے ذکر کی تلقین اور القائے جذبات سے سرفراز فرمایا میں نے دستِ ہمت کو ہر طرف سے چھڑالیا اور طلب کا دامن چن کر اہل اللہ کی تلاش میں مصروف ہوگیا اور بزرگان طریقت کی تلاش شروع کی۔اس کے علاوہ آپ قُدِّس سِرُّہُ العزیز کی تربیت حضرت خواجہ عبیداللہ اَحرار قُدِّس سِرُّہُ العزیز کی روح مبارک سے بھی ہوئی۔امام ربانی مجدد الف ثانی قُدِّس سِرُّہُ العزیز نے آپ قُدِّس سِرُّہُ العزیز کے متعلق لکھا ہے کہ ”اس زمانہ میں اکابر اولیا اللہ کے قائم مقام اور بزرگان نقشبندیہ کے سجادہ نشین،انتہائی مقامات معرفت تک پہنچے ہوئے،ولایت کے آخری مقام پر فائز، دار الخلائق کے دائرہ کے قطب،اہل حقائق کے رازوں کے کھولنے والے،محبت ذاتیہ میں فرد کامل، کمالات محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے جامع ومحقق،اہل ارشاد وہدایت کے سہارا،اس طریقہ کے مرشد جس کی ابتداء میں انتہاء درجہ ہوتی ہے،عارفوں کا خلاصہ،محققین کے بزرگ،ہمارے شیخ اور امام،ہمارے جائے پناہ اور قبلہ،اصل کو واضح کرنے والے،سب سے کامل،عارف حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قُدِّس سِرُّہُ العزیز ہیں“

آپ قدّس سرّہُ العزیز کو حضرت مولانا خواجگی قدّس سرّہُ العزیز نے پہلی ہی ملاقات میں اجازت و خلافت سے نواز کر جب ہندوستان کی طرف جانے کی اجازت فرمائی تو آپ نے تواضع وانکساری کی بنا پر عذر پیش کیا حضرت مولانا قدّس سرّہُ العزیز نے استخارہ کا حکم فرمایا۔ استخارہ میں بھی اسی ملک کی ہدایت وارشاد کی آپ قدّس سرّہُ العزیز کو بشارت ملی۔ حضرت خواجہ قدّس سرّہُ العزیز کا شیوہ سترِ احوال، دیدِ قصور اور عزلت نشینی تھا۔ سادات وعلماء کی تعظیم میں مبالغہ فرمایا کرتے تھے۔ جزوی وکلی عملیات میں فقہائے متورع کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ تمام امور میں آپ قدّس سرّہُ العزیز کا عمل عزیمت واولیٰ پر تھا سماع ورقص ووجد کو آپ کے ہاں دخل نہ تھا یہاں تک کہ ایک روز ایک درویش نے آپ قدّس سرّہُ العزیز کے حضور میں باآوز بلند پکار کر کہا ''اللہ'' آپ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ ہماری مجلس کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھ کر ہمارے پاس آیا کرے۔

اسباب دنیاوی سے آپکو اس قدر استغناء تھی کہ کبھی مجلس میں ذکر دنیا نہ ہوتا تھا آپ قدّس سرّہُ العزیز نے ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ کو ''اللہ اللہ'' کہتے ہوئے وصال فرمایا بیرون شہر دہلی بجانب اجمیری دروازہ قریبِ قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ مزر مبارک ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی فاروقی قدّس سرّہُ العزیز:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدّس سرّہُ العزیز کو حضرت خواجہ باقی باللہ قدّس سرّہُ العزیز سے انتساب ہے آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ شوال المکرّم یوم جمعہ ۹۷۱ھ کو بمقام سرہند ہوئی آپ کا نسب مبارک ستائیسویں پشت پر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل جاتا ہے آپ نے علوم متداولہ کی تحصیل اپنے والد گرامی شیخ عبدالاحد قدّس سرّہُ العزیز سے فرمائی اسکے بعد آپ سیالکوٹ تشریف لائے اور معقولات کی منتہی کتب عضدی وغیرہ ملا کمال کشمیری سے پڑھیں اور حدیث کی بعض کتب مولانا یعقوب کاشمیری سے پڑھیں آپ سلسلہ کبرویہ میں شیخ حسین خوارزمی کبروی قدّس سرّہُ العزیز کے اکابر خلفاء میں سے تھے حرمین شریفین میں کبار محدثین سے حدیث مبارک پڑھی تھی حضرت مجدد الف ثانی قدّس سرّہُ العزیز نے آپ قدّس سرّہُ العزیز سے سلسلہ کبرویہ میں اجازت وخلافت بھی حاصل کی اور تفسیر واحدی، تفسیر بیضاوی، مشکوٰۃ المصابیح، صحیح بخاری شریف،

جامع ترمذی اور جامع صغیر للسیوطی اور دیگر کتب عالم ربانی قاضی بہلول بدخشانی قدّس سرّہُ العزیز سے پڑھیں۔ الغرض آپ قدّس سرّہُ العزیز ۱۷ سال کی عمر میں علوم ظاہری کی تحصیل کے تمام مراحل طے کر کے اپنے والد بزرگوار قدّس سرّہُ العزیز کے مدرسہ میں تدریس میں مشغول ہو گئے حضرت مجدد الف ثانی قدّس سرّہُ العزیز کا انتساب باطنی ہر چہار خاندانِ طریقت سے ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپ قدّس سرّہُ العزیز مرید وخلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدّس سرّہُ العزیز کے ہیں اور طریقہ قادریہ میں آپ کو حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدّس سرّہُ العزیز سے اجازت وخلافت حاصل ہے اور خاندانِ چشتیہ صابریہ اور سہروردیہ میں آپ قدّس سرّہُ العزیز اپنے والد گرامی شیخ عبدالاحد قدّس سرّہُ العزیز کے مرید وخلیفہ ہیں جنہیں شیخ رکن الدین بن شیخ عبدالقدوس قدّس سرّہُ العزیز گنگوھی سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔ ان چار سلسلوں کے علاوہ آپ قدّس سرّہُ العزیز کو دیگر سلاسل طریقت مثلاً شطاریہ مداریہ وغیرہ کی بھی اپنے والد گرامی قدّس سرّہُ العزیز سے اجازت ہے لیکن آپ نے بالخصوص سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت فرمائی آپ قدّس سرّہُ العزیز پر پہنچ کر یہ سلسلہ عالیہ ''نقشبندیہ مجددیہ'' کہلایا آپ قدّس سرّہُ العزیز کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی قدّس سرّہُ العزیز نے جمع الجوامع میں یہ حدیث نقل کی ہے:

''قَالَ النَّبِیُّ صَلّی اللّٰہ علیہ وسلم یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رَجُلٌ یُّقَالُ لَہٗ صِلَۃٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ کَذَا وَکَذَا''

(جمع الجوامع للسیوطی)

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے ''صِلہ'' کہا جائے گا اس کی شفاعت سے اتنے اتنے مسلمان جنت میں داخل ہوں گے''

یہ حدیث مبارک آپ قدّس سرّہُ العزیز کے وجود مسعود کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوسرے ہزار سال کا مجدد بنایا اور مجدد الف ثانی قدّس سرّہُ العزیز کے مقام کے متعلق مکتوبات

شریف دفتر دوم مکتوب نمبر۴ میں خود فرماتے ہیں ''معلوم ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد گزرا ہے لیکن صدی کا مجدد اور ہے اور الف یعنی ہزار کا مجدد اور ہے ان دونوں مجددوں میں اتنا فرق ہے جتنا سو اور ہزار میں ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ فرق ہے اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ اس مدت میں جو فیوض امتیوں تک پہنچے ہیں خواہ وہ اس وقت کے اوتاد، بُدَلا اور نُجُبا ہی کیوں نہ ہوں اسی کی وساطت سے پہنچے ہیں''۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی قدّس سرّہُ العزیز جن کا تَبَحُّر علمی عرب وعجم میں مسلَّم ہے اور حضرت مجدد الف ثانی قدّس سرّہُ العزیز کے ہم سبق اور ہم عصر ہیں پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے آپ قدّس سرّہُ العزیز کو مجدد الف ثانی (قدّس سرّہُ العزیز) لکھا اور تجدید الف کے اثبات میں ایک رسالہ ''دلائل التجدید'' تصنیف فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب قیومیت عطا فرمایا اور آپ کو علماء راسخین سے بنایا اور آپ قدّس سرّہُ العزیز پر متشابہات قرآنی کے اسرار اور مقطعاتِ قرآنی کے رموز ظاہر فرمائے۔ آپ کو علم عقائد و کلام میں امامت واجتہاد کا منصب عطا فرمایا گیا۔ رسالہ ''مبدأو معاد'' میں خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اِس فقیر کو توسطِ احوال میں حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واقعہ میں فرمایا کہ ''تو از مجتہدان علم کلامی'' کہ تم علم کلام کے مجتہدین ائمہ میں سے ہو''۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی قدّس سرّہُ العزیز کو طریقہ جدیدہ عطا فرمایا آپ سے پہلے سالکین کی سیر صرف ولایت صغریٰ یعنی قلب میں منحصر تھی اور شاذ و نادر کسی کی سیر ولایت کبریٰ میں ہوا کرتی تھی مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت شیخ مجدد قدّس سرّہُ العزیز پر ولایت کبریٰ، ولایت ملأ اعلیٰ، کمالات نبوت ورسالت واُولوالعزم، حقیقتِ ابراہیمی، حقیقتِ موسوی، حقیقتِ محمدی واحمدی، حُبِّ صرفہ ولاتعین، حقیقتِ کعبہ، حقیقتِ قرآن، حقیقتِ صلوٰۃ ومعبودیت مطلقہ سب منکشف فرمائے اور آپ قدّس سرّہُ العزیز نے ان کمالات ومقامات کی سیر بالتفصیل اپنے صاحبزادوں خواجہ

محمد سعید قدّس سرّہُ العزیز اور خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہُ العزیز کو بھی کروائی اور آج تک یہ آپ کے سلسلہ میں جاری ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گی۔ آپ قدّس سرّہُ العزیز نے جہاں دین الٰہی اور کفر والحاد کی بیخ کنی فرمائی اور اسلام کا بول بالا اور دین حق کی تجدید فرمائی وہاں علوم و معارفِ الٰہیہ کے نادر ونایاب گنجینے اپنے مکتوبات اور تصانیف عالیہ کی صورت میں اس امت کو عطا فرمائے جو سنت وشریعت کے عین موافق ہیں خود مکتوب نمبر۳۲۴ دفتر اول میں اپنے فرزندِ ارجمند خواجہ محمد صادق قدّس سرّہُ العزیز کو لکھتے ہیں

اے فرزند! یہ علوم ومعارف کہ جن پر اہل اللہ میں سے کسی نے نہ صراحتہً اور نہ اشارۃً لب کشائی کی ہے اشرفِ معارف اور اکملِ علوم سے ہیں جو ہزار سال کے بعد منصہ ٔ شہود پر آئے ہیں اور واجب تعالیٰ وتقدّس کی حقیقت اور ممکنات کے حقائق کو جیسا کہ ممکن ولائق ہے بیان کرتے ہیں، نہ کتاب وسنت کے مخالف ہیں، اور نہ اہلِ حق کے اقول سے مخالفت رکھتے ہیں۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا ''اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ'' (یا اللہ حقائق اشیا ہم کو دکھا جیسا کہ وہ ہیں) سے جو آپ نے گویا امت کی تعلیم کے لیے فرمائی ہے شاید یہی حقائق مراد ہیں جو ان علوم کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں اور مقام عبودیت کے مناسب ہیں اور نقص وذلت وانکساری پر دلالت کرتے ہیں جو حال بندگی کے مناسب و موافق ہے''۔

امامِ ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدّس سرّہُ العزیز نے ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ بمقام سرہند شریف وصال فرمایا اور سرہند شریف (انڈیا) میں آپکا مزار مرجع خلائق ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم ملقب بعروۃ الوثقیٰ قدّس سرّہُ العزیز:

آپ قدّس سرّہُ العزیز حضرت امام ربانی قدّس سرّہُ العزیز کے خلیفہ اول اور فرزند ثالث تھے آپ

قدّس سرّہ العزیز کی ولادت ۱۰۰۷ھ بمقام بسی متصل سرہند شریف ہوئی سن تعلیم کو پہنچے تو مکتب میں داخل کیا گیا آپ قدّس سرّہ العزیز نے قلیل مدت میں قرآنِ مجید حفظ فرما کر دیگر علوم حاصل کرنے کی طرف توجہ فرمائی آپ قدّس سرّہ العزیز نے جمیع نے کتب معقول ومنقول بکوشش تمام پڑھیں اکثر علوم اپنے والد ماجد اور اپنے برادر اکبر خواجہ محمد صادق قدّس سرّہ العزیز سے پڑھے۔ حضرت ملا محمد طاہر لاہور قدّس سرّہ العزیز جو کہ حضرت مجدد قدّس سرّہ العزیز اعاظم خلفاء میں سے ہیں بھی تحصیل علم فرمائی۔ گیارہویں سال آپ قدّس سرّہ العزیز نے اپنے والد حضرت مجدد قدّس سرّہ العزیز سے طریقہ اخذ فرمایا اور سولہ برس کی عمر میں جمیع علوم معقولہ ومنقولہ سے فارغ ہو کر متوجہ باطن ہوئے اور بعنایت الٰہی اپنے والد گرامی قدّس سرّہ العزیز کے احوال واسرار وخصوصیات سے بہرۂ وافر حاصل کیا قطبیت ومنصب قیومیت پر فائز ہوئے حضرت مجدد قدّس سرّہ العزیز نے جب آخری سال عزلت اختیار فرمائی تو کاروبارِ ارشاد وبیعتِ طالباں وامامت مسجد انہیں کے سپرد کردی تھی اور آپ کے وصال کے بعد حضرت مجدد قدّس سرّہ العزیز کے سجادہ نشین آپ قدّس سرّہ العزیز ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ العزیز کے ہاتھ پر نو لاکھ لوگوں نے توبہ کی ہے آپکے سات ہزار خلفاء صاحبِ ارشاد ہوئے ہیں ایک ہفتہ میں آپ قدّس سرّہ العزیز کی صحبت میں طالب کو فنائ وبقا حاصل ہو جاتی تھی اور ایک ماہ میں کمالات ولایت سے مشرف ہو جاتا تھا پوری دنیا اسلام میں آپ قدّس سرّہ العزیز کے خلفاء پھیلے ہوئے تھے۔ مکتوبات امامِ ربانی کی طرح آپ قدّس سرّہ العزیز کے مکتوبات کی بھی تین جلدیں ہیں اور اُسی طرح نادر حقائق ومعارف سے پر ہیں آپ قدّس سرّہ العزیز نے ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو وصال فرمایا مزار مقدس سرہند شریف میں ہے۔

فائدہ:

بادشاہ نورالدین جہانگیر اور شہاب الدین شاہ جہان دونوں باپ بیٹا حضرت مجدد قدّس سرّہ العزیز کے حلقہ مریدین میں داخل تھے اور محی الدین اورنگ زیب عالمگیر حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی

قدّس سرّہ العزیز کے دستِ حق پرست پر بیعت تھا اور اس نے سبقاً صحیح بخاری شریف پڑھی تھی۔

حضرت شیخ عبدالاحد قدّس سرّہ العزیز:

آپ قدّس سرّہ العزیز حضرت مجدد قدّس سرّہ العزیز کے پوتے اور حضرت خواجہ محمد سعید فرزند ثانی حضرت مجدد قدّس سرّہ العزیز کے لختِ جگر ہیں۔ آپ قدّس سرّہ العزیز کی ولادت ۱۰۴۹ھ میں ہوئی پہلے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی اور پھر اپنے والد گرامی قدّس سرّہ العزیز خواجہ محمد سعید قدّس سرّہ العزیز سے فیوضِ باطنی کے اخذ کرنے میں مصروف ہو گئے اور جب آپ کے والد گرامی قدّس سرّہ العزیز کا وصال ہو گیا تو اپنے چچا خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ العزیز کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے اور اس قدر آداب مریدی بجالائے کہ اس سے زیادہ متصور نہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدّس سرّہ العزیز نے بھی ان پر اپنی خصوصی نوازشات فرمائیں اور اپنے تمام معاملات واَسرار انہی سے ظاہر فرمائے آپ قدّس سرّہ العزیز کو اپنے والد اور چچا دونوں سے اجازت حاصل ہے۔ آپ سے بھی علوم معارف سے پُر تصانیف اور مکتوبات یادگار ہیں آپ نے ۲۸ ذوالحجہ ۱۱۲۶ھ دہلی میں وصال فرمایا اور آپ قدّس سرّہ العزیز کو سرہند شریف لا کر دفن کیا گیا مزار مبارک سرہند شریف میں ہے۔

حضرت خواجہ محمد سعید قدّس سرّہ العزیز:

آپ قدّس سرّہ العزیز کا انتساب طریقت میں شیخ عبدالاحد قدّس سرّہ العزیز سے ہے اور شیخ عبدالاحد قدّس سرّہ العزیز کے وصال کے بعد آپ ہی انکے سجادہ نشین ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی قدّس سرّہ العزیز:

حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی قدّس سرّہ العزیز کو نسبتِ سلوک اور فیض صحبت حضرت خواجہ محمد سعید قدّس سرّہ العزیز سے ہے آپ قدّس سرّہ العزیز ان کے اکابر خلفاء میں سے ہیں آپ قدّس سرّہ العزیز کابل کے ایک گاؤں بامیان میں تلقین وتبلیغ میں مصروف رہے اور آپ کا مزار مبارک بھی اسی جگہ ہے اور آپ کا مزار مبارک بھی اسی جگہ ہے۔ کابل کی سرزمین میں طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ

پہنچانے والے آپ ہی ہیں۔

حضرت شیخ محمد قدّس سرّہُ العزیز:

آپ قدّس سرّہُ العزیز آسمانِ شریعت وطریقت کے روشن ستارے تھے آپ خواجہ محمد حنیف کابلی قدّس سرّہُ العزیز کے اکابر واعظم خلفاء میں سے تھے۔

حضرت شیخ محمد زکی مطہری قدّس سرّہُ العزیز:

آپ قدّس سرّہُ العزیز کی نسبتِ طریقت شیخ محمد قدّس سرّہُ العزیز سے ہے آپ قدّس سرّہُ العزیز وجودِ مطلق کا مشاہدہ کرنے والوں میں سے تھے آپ قدّس سرّہُ العزیز کی جائے سکونت ملک عرب کی ایک اتقی نامی بستی تھی آپ حضرت علی بن علم قدّس سرّہُ العزیز (جو کہ اُس علاقہ کے مشہور ومعروف شیخ المشائخ تھے) کی اولاد سے ہیں ملکِ عرب میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت آپ قدّس سرّہُ العزیز ہی کے طفیل ہوئی۔

حضرت خواجہ محمد زمان سندھی قدّس سرّہُ العزیز:

آپ حضرت شیخ محمد زکی قدّس سرّہُ العزیز کے خلفاء میں سے ہیں آپ قدّس سرّہُ العزیز ظاہری وباطنی علوم کا خزینہ تھے۔ آپ قدّس سرّہُ العزیز کا مولد ومسکن سندھ میں موضع توہاری شریف ہے۔ ابتدائے زمانہ میں آپ قدّس سرّہُ العزیز ظاہری علوم اور قرآن کریم اور حدیث مبارک اور فقہ شریف وغیرہا علوم کی تدریس میں مشغول رہے اور ہزاروں تلامذہ عالم وکامل ہو کر نکلے ساتھ ہی ہمیشہ پیر کامل کے متلاشی رہے حتیٰ کہ آپ قدّس سرّہُ العزیز کے پیر حضرت شیخ زکی کو خواب میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ قدّس سرّہُ العزیز کی تربیت اور تکمیل کا حکم ہوا اور آپ قدّس سرّہُ العزیز عرب شریف سے سندھ میں آئے اور چودہ روز کی قلیل مدت میں درجہ قیومیت تک آپ قدّس سرّہُ العزیز کو بدرِ کمال بنا دیا جب آپ کے پیر بزرگوار اجازت وخلافت عطا فرما کر عرب شریف کو رخصت ہونے لگے تو آپ قدّس سرّہُ العزیز نے ازراہ ادب آپ کا جوتا اپنے کپڑوں

سے صاف کر کے آگے رکھا آپ کے شیخِ کامل قدّس سرّہُ العزیز نے فرمایا خدا کے لیے یہ کیا حرکت آپ نے کی ہے جو کچھ آپ کو پہنچا مولا کریم کی عنایت اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے ملا ہے حضرت خواجہ محمد زمان قدّس سرّہُ العزیز کا مزار مبارک قصبہ توہاری شریف میں ہے۔

حضرت خواجہ حاجی احمد صاحب قدّس سرّہُ العزیز:

آپ قدّس سرّہُ العزیز اپنے زمانے کے قطب الاقطاب غوث الابدال محبوبان خدا کے پیشوا اور سالکان طریقت کے سچے رہنما تھے آپ سندھ کے ایک گاؤں ''بوسیدی میاں صاحب'' میں رہتے تھے پہلے ظاہری علوم میں کمال حاصل کیا پھر مرشدِ کامل کی تلاش ہوئی ایک بزرگ کامل نے آپ قدّس سرّہُ العزیز کو توہاری شریف میں خواجہ محمد زمان قدّس سرّہُ العزیز کی خدمت میں حاضر ہونے کو کہا آپ قدّس سرّہُ العزیز نے ان کی خدمت عالیہ میں کئی سال رہ کر تربیت حاصل اور اجازت وخلافت سے نوازے گئے ہزارہا مخلوق آپ قدّس سرّہُ العزیز سے فیضیاب ہوئی آپ کا وصال مبارک ۱۲۲۳ھ میں ہوا مزار مبارک علاقہ سندھ میں موضع بوسیدی میاں صاحب میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

حضرت شاہ حسین قدّس سرّہُ العزیز:

حضرت شاہ حسین قدّس سرّہُ العزیز صحیح النسب سید، حاجی حرمین شریفین، اپنے زمانہ کے غوث الاغیاث، قافلۂ محبوباں کے سردار اور نسبت عالیہ صدیقیہ کے حقیقی امین تھے آپ قدّس سرّہُ العزیز کا مولد ومسکن مکان شریف (رتڑ چھتڑ (انڈیا)) ہے اور مزار مبارک بھی وہیں ہے۔ ابتدائے عمر میں گھوڑوں کی تجارت کرتے تھے ایک دفعہ آپ قدّس سرّہُ العزیز گھوڑے خریدنے کے لیے پشاور تشریف لے گئے لیکن وہاں جا کر تحصیل علم میں مشغول ہو گئے اور علوم وفنون میں ایسی مہارت حاصل کی کہ طالب علمی میں ہی مختلف کتابوں پر حواشی تحریر فرمائے پھر عنایت ازلی سے آپ قدّس سرّہُ العزیز کے دل میں علم باطنی کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا اپنے مقصود حقیقی کی تلاش میں مختلف

علاقوں سے پھرتے پھراتے سندھ میں حضرت حاجی احمد قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے حاجی صاحب قدس سرہ العزیز پہلے ہی منتظر تھے اور آپ قدس سرہ العزیز کی آمد کی خوشخبری دیا کرتے تھے پہلی ہی توجہ میں نسبتِ نقشبندیہ آپ قدس سرہ العزیز پر القا فرمادی جس کی برکت سے آپ قدس سرہ العزیز پر جذب اور سکر غالب ہو گیا آپ وجد کی حالت میں جنگلوں کی طرف نکل گئے جب کچھ افاقہ ہوتا دوبارہ شیخِ کامل کے آستانہ عالیہ کی طرف متوجہ ہوتے لیکن شیخ کے گاؤں کی زیارت سے ہی وجد ہو جاتا۔ بلآخر آفاقہ ہوا اور پھر پیرِ بزرگوار کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہو گئے۔ آپ قدس سرہ العزیز نے کمالِ مہربانی سے گلے لگا لیا اور اجازت وخلافت سے مشرف فرما کر وطن واپسی کی اجازت دے دی۔ جب آپ قدس سرہ العزیز مکان شریف تشریف لائے تو تھوڑی ہی مدت میں سالکان طریقت کا ہجوم آپ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہونے لگا آپ قدس سرہ العزیز کو مدت سے حرمین شریفین کی حاضری کا شوق تھا آخر کار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیات کا شوق غالب ہوا اور آپ قدس سرہ العزیز سفرِ حج پر روانہ ہو گئے حج سے فارغ ہو کر جب روضۂ مطہرہ پر حاضر ہوئے تو پختہ اردہ کر لیا کہ بقیہ تمام عمر روضہ مبارکہ حاضری میں گزرے گی مگر ایک رات خواب میں سرکا دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ''فرمایا اے شاہ حسین! تم اپنے وطن پنجاب میں واپس چلے جاؤ کہ تم سے لاکھوں مخلوق فیضیاب ہو گی'' عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا میرے جان اور دل کا آرام آپ کی حضوری ہے آپ قدس سرہ العزیز نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ ''اس میں کمال حکمت پوشیدہ ہے اور ساتھ ہی بشارت دی کہ آپ قدس سرہ العزیز کے عزیزوں میں سے ایک شخص آپ سے بہرہ یاب ہو کر باعث ہدایت عام مخلوق ہوگا'' اور یہ بھی فرمایا کہ ''جب کسی کامل کی زیارت کا شوق پیدا ہوا تو علاقہ جہلم میر پور میں سموال شریف میں ایک شخص حافظ محمود صاحب قدس سرہ العزیز ہمارے مقربوں میں سے ہیں وہاں شرف ملاقات حاصل کر لینا'' آپ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے واپس مکان شریف

تشریف لائے۔ سموال شریف بھی تشریف لے گئے آپ قدس سرہ العزیز نے مکان شریف میں ہزار ہا مخلوق کو فیضیاب فرمایا۔ آپ قدس سرہ العزیز کا مزار مقدس بھی مکان شریف میں ہے۔

حضرت خواجہ سید امام علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز:

آپ قدس سرہ العزیز ۱۲۱۲ھ میں مکان شریف میں پیدا ہوئے۔ کتبِ فارسی مولانا فقیر اللہ صاحب دینکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھ کر حافظ محمد رضا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے کتبِ درسیہ پڑھیں۔ طب وحکمت کی تحصیل بھی فرمائی۔ اعلیٰ حضرت شاہ حسین قدس سرہ العزیز نے آپ قدس سرہ العزیز کو مثنوی معنوی شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ اس سے عمل واعتقاد میں پختگی اور قلب میں صفائی اور جلاء پیدا ہوتی ہے اور روح کو تقویت حاصل ہوتی ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت شاہ حسین قدس سرہ العزیز کے ارشاد پر آپ قدس سرہ العزیز نے مثنوی شریف کا مطالعہ کیا اور دوسرے روز جب اعلی حضرت قدس سرہ العزیز نے آپ قدس سرہ العزیز کے لئے مثنوی شریف کے تین اشعار کی تشریح توضیح فرمائی تو آپ قدس سرہ العزیز کے دل پہ نقش ہو گئی اس کے بعد آپ نے مثنوی شریف کا باقاعدہ درس لینا شروع کر دیا سولہ برس کی عمر میں اعلی حضرت شاہ حسین قدس سرہ العزیز سے بیعت ہوئے اور آپ قدس سرہ العزیز کے بتائے ہوئے وظائف واشغال پر تازیست کاربند رہے۔ اعلی حضرت شاہ حسین قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد آپ قدس سرہ العزیز ہی ان کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ قدس سرہ العزیز وحدانیت کے روشن چراغ، علم وحکمت کے آفتاب اور سپہر قیومیت کے درخشندہ ستارے تھے آپ قدس سرہ العزیز کے قلب کو اللہ تعالی نے ایسی جلا بخشی تھی کہ آپ قدس سرہ العزیز کی مجلس میں کسی کو دل میں وسوسہ لانے کی جرأت نہ ہوتی تھی اگر حاضرین میں سے کسی کے دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہوتا تو آپ قدس سرہ العزیز کے قلب پر فوراً اس کا عکس پڑ جاتا اور آپ قدس

سِرُّ ہُ العزیز اس کی اصلاح فرما دیتے۔ آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز کے مریدین ذکر و شغل میں اتنی محویت رکھتے تھے کہ ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے نا آشنا تھے آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز کو خداوند کریم نے اس قدر علوِ مرتبہ عطا فرمایا تھا کہ اکثر طالبان پہلی ہی ملاقات میں اس درجہ تک پہنچ جاتے کہ کئی سالوں کے مجاہدہ اور مشقت سے اس کا حصول مشکل تھا مگر باوجود اس عظیم مرتبہ کے آپ ہمیشہ مکان شریف سے دو میل جنوب کی طرف ایک پانی کے تالاب ڈھولی ڈھاب پر عشا کی نماز کے بعد تشریف لے جاتے اور علیحدگی میں پانی کے کنارے مراقبہ کی حالت میں فجر تک بیٹھے رہتے۔ آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز نے اس قدر مجاہدہ کیا ہے کہ حدِ تحریر سے باہر ہے اور اس سر زمیں میں جہاں جہاں آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز نے مجاہدہ کیا ہے انوار و برکات ہویدا ہیں۔ آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز کا وصال ۱۳ شوال المکرّم ۱۲۸۲ھ کو ہوا۔ مسجد کے قریب ہی حجرہ شریف میں آخری آرام گاہ ہے۔ ''ذکر مبارک'' میں ہے کہ آپ کے سو خلفاء تھے۔

مخدوم العالم حضرت صادق علی شاہ صاحب قدّس سِرُّ ہُ العزیز:

جامع المعقول والمنقول حاویِ الفروع والاصول بدر الطریقہ شمس الحقیقہ حضرت حافظ سید صادق علی شاہ صاحب قدّس سِرُّ ہُ العزیز حضرت خواجہ سید امام علی شاہ صاحب قدّس سِرُّ ہُ العزیز کے فرزند اکبر اور جانشین تھے آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز نے پہلے ظاہری علوم کی تحصیل فرمائی اس کے بعد داخل سلسلہ ہو کر بڑے مجاہدات اور ریاضات کیں آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز عام درویشوں کے ساتھ گارے اور مٹی کی ٹوکری اٹھاتے دن بھر کام میں لگے رہتے اور رات کو ذکر و شغل میں مصروف رہتے۔ جب ابتدائی مراحل طے ہو گئے تو حضرت امام علی شاہ صاحب قدّس سِرُّ ہُ العزیز نے آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز کو چلہ میں بٹھایا مسجد کے حجرہ مبارک میں چالیس روز تک اس طرح رہے کہ دن کو

پارہ نان جویں سے روزہ رکھتے اور رات کو ایک پارہ سے افطار فرماتے اس محنت شاقہ اور کمی غذا سے جسم نہایت لاغر اور طبیعت نہایت کمزور ہو گئی اس پر حضرتِ اقدس قدّس سِرُّ ہُ العزیز نے آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز پر بہت مہربانی فرمائی حتی کہ آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز پر جذب و کشش کی کیفیت طاری ہو گئی. اس کے بعد بھی تاحیات ریاضات اور خدمت شاقہ میں مصروف رہے۔ حضور سیدنا امام علی شاہ صاحب قدّس سِرُّ ہُ العزیز کے وصال شریف کے بعد آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز اُن کے جانشین ہوئے۔ آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز سجادہ نشینی کے وقت بھی کبھی کبھی مدرسہ کے طلباء کو سبق پڑھایا کرتے تھے۔ آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز نے تصوف کے طریق پر قرآن مجید کی فارسی میں تفسیر بھی لکھی آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز کے بہت زیادہ خلفا ہیں آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز نے ۱۳۱۷ھ، ۱۹۰۰ء میں وصال فرمایا اور والد گرامی قدّس سِرُّ ہُ العزیز کے پہلو میں دفن ہوئے آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز کے بعد آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز کے فرزند اکبر میر سید بارک اللہ شاہ صاحب قدّس سِرُّ ہُ العزیز سجادہ نشین ہوئے۔

حضرت خواجہ امیر الدین قدّس سِرُّ ہُ العزیز:

آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز دھرم کوٹ کے رہنے والے تھے۔ جو مکان شریف سے ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے آپ کا تعلق ککے زئی (پٹھان) قوم سے ہے آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز اوائل عمر میں ہی حضرت خواجہ پیر سید امام علی شاہ صاحب قدّس سِرُّ ہُ العزیز کی بیعت سے مشرف ہو گئے تھے آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز کو حضرت خواجہ قدّس سِرُّ ہُ العزیز سے کمال محبت تھی اور ان کے لاڈلے تھے اور آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز پر حضرت خواجہ امام علی شاہ صاحب قدّس سِرُّ ہُ العزیز بہت مہربان تھے ابتدا میں حضرت خواجہ امام علی شاہ صاحب قدّس سِرُّ ہُ العزیز کے حکم سے آپ نے ملازمت اختیار کر لی اور لاہور پولیس میں تھانیدار بھرتی ہو گئے اور تین برس تک ملازمت کی اور اسکے بعد استعفیٰ دے دیا اور مکان شریف میں حضرت خواجہ امام علی شاہ صاحب قدّس سِرُّ ہُ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ قدّس سِرُّ ہُ العزیز نے

انہیں دریا پر وظیفہ پڑھنے کا حکم دیا اور آپ قدّس سرّہٗ العزیز کے ہمراہ دو آدمی کر دئے کہ کہیں آپ قدّس سرّہٗ العزیز وجد میں آ کر دریا میں نہ گر جائیں۔ دریا پر آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی اور بہت برکات و فیوضات اس عرصہ میں آپ کو حاصل ہوئے۔ بعدہ آپ قدّس سرّہٗ العزیز کو کوٹلہ شریف بھیج دیا گیا آپ قدّس سرّہٗ العزیز کو اجازت و خلافت حضرت میر سید صادق علی شاہ صاحب قدّس سرّہٗ العزیز سے ہے حضرت خواجہ امیر الدین قدّس سرّہٗ العزیز بڑے قد و قامت کے مرد تھے۔ خضر صورت تھے باوجود ضعفِ عمر کے دو دو گھنٹے دوزانوں بیٹھ کر درود شریف پڑھتے رہتے تھے۔ آپ قدّس سرّہٗ العزیز کو بذریعہ کشف معلوم ہو گیا تھا کہ شرقپور شریف میں ایک شیر پیدا ہو گا اس واسطے سال بسال شرقپور شریف تشریف لاتے تھے۔ آپ قدّس سرّہٗ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ دنیا سے کیا لائے ہو تو عرض کروں گا کہ شیر محمد کو لایا ہوں ۱۹۱۲ھ میں آپ قدّس سرّہٗ العزیز نے ایک سو پچیس سال کی عمر میں وصال فرمایا مزار مبارک کوٹلہ شریف میں ہے۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدّس سرّہٗ العزیز:

آپ قدّس سرّہٗ العزیز کی ولادت باسعادت ۱۲۸۲ھ کو شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں ہوئی والد گرامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اسمِ مبارک میاں عزیز الدین تھا آپ قدّس سرّہٗ العزیز مادرزاد ولی تھے بچپن میں ہی حضرت خواجہ جنید بغدادی قدّس سرّہٗ العزیز کی طرح نہ آپ قدّس سرّہٗ العزیز بچوں میں کھیلتے اور نہ ہی انکے ساتھ نشست و برخاست رکھتے بلکہ علیحدگی کو پسند فرماتے تین چار سال کے عرصہ میں آپ قدّس سرّہٗ العزیز نے قرآن مجید اور دیگر کتب پڑھ لیں اور لکھنے میں اچھی مہارت حاصل فرمائی شرم وحیاء کا یہ عالم تھا کہ بچپن میں ہی جب محلّہ میں سے گزرتے تو سر پر چادر اوڑھی ہوتی تھی۔

آپ قدّس سرّہٗ العزیز کی ذات بابرکات میں اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ چن چنا رکھا تھا

جو دوسرے بزرگوں کو فرداً فرداً عنایت فرما کر انہیں سرفراز فرمایا۔ کسی کو محبت و درد سے ممتاز کیا تو کسی کو سوز و ساز سے عزت بخشی، کسی کو فنا کی آخری منزل پر قدم زَن فرمایا اور کسی کو بقاء کے انتہائی مرحلہ پر جا بٹھایا، کسی کے ہاتھ میں ہمت کا بلند جھنڈا دیا اور کسی کے سر پر عقل کلی کا تاج رکھا، کسی کو دم مسیحائی دیا اور کسی کو عصائے موسوی سے سرفرازی بخشی، لیکن آپ قدّس سرّہٗ العزیز کی ذات اقدس کو مولا کریم نے ''آنچہ خوباں همہ دارند تو تنہا داری'' کا مصداق بنا دیا۔ آپ قدّس سرّہٗ العزیز کے شیخ طریقت حضرت خواجہ امیر الدین قدّس سرّہٗ العزیز نے خود آپ قدّس سرّہٗ العزیز کو شرقپور شریف آ کر بیعت فرمایا اور درجہ کمال تک پہنچا دیا ابتدائے حال میں اکثر جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ جب آپ قدّس سرّہٗ العزیز کے پیر و مرشد حضرت خواجہ امیر الدین قدّس سرّہ العزیز نے آپ قدّس سرّہٗ العزیز کے لیے اجازت نامہ تحریر فرمایا تو آپ نے جواب میں عرض کیا کہ میں خلیفہ بننے کے لیے مرید نہیں ہوا، میں تو بندہ بننے کے لیے مرید ہوا تھا۔ غرض اڑھائی برس اسی کشمکش میں گزر گئے۔ اڑھائی برس کے بعد حضرت خواجہ امیر الدین قدّس سرّہٗ العزیز نے فرمایا کہ ''شیر محمد میں تمہارا پیر ہوں میرا حکم ماننا تم پر لازم ہے'' اس کے بعد آپ قدّس سرّہٗ العزیز نے حضرت خواجہ قدّس سرّہٗ العزیز سے وہ اجازت نامہ لے لیا، خلافت حاصل ہونے کے بعد ہزارہا لوگ آپ قدّس سرّہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوتے مگر آپ قبول نہ فرماتے آخر کار حضرت خواجہ امیر الدین قدّس سرّہٗ العزیز کے تاکیدی حکم کی بنا پر بیعت فرمانا شروع کیا آپ کی نگاہ کیمیا اثر سے ہزارہا لوگ منزل مقصود کو پہنچے۔ آپ قدّس سرّہٗ العزیز محی السنہ، مجدد الطریقہ تھے۔ اپنے بیگانے سبھی آپ قدّس سرّہٗ العزیز کے کمالات معترف تھے۔ آپ کے خلفاء کی تعداد خاصی ہے جن میں آپ قدّس سرّہٗ العزیز کے برادر اَصغر حضرت میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری المعروف قبلہ ثانی لاثانی قدّس سرّہٗ العزیز، اعلیٰ حضرت تاجدار کیلیانوالہ شریف حضور قبلہ سید نور الحسن شاہ صاحب کیلانی قدّس سرّہٗ العزیز، حضرت خواجہ سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب قدّس سرّہٗ العزیز کرمانوالہ شریف والے اور حضرت

میاں رحمت علی صاحب قدّس سرّہٗ العزیز گھنگ شریف والے اور صاحبزدہ محمد عمر صاحب قدّس سرّہٗ العزیز بیربل شریف والے مشہور ہیں آپ کا وصال مبارک ۷ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ ہے مزار مبارک شرقپور شریف میں مرجع خلائق ہے آپ قدّس سرّہٗ العزیز کے بعد آپ قدّس سرّہٗ العزیز کے برادرِ اَصغر حضرت میاں غلام اللہ قدّس سرّہٗ العزیز سجادہ نشین ہوئے۔آپ قدّس سرّہٗ العزیز کے وصال کے بعد آپ کے فرزندِ اکبر حضرت شبیہ شیر ربانی میاں غلام احمد صاحب قدّس سرّہٗ العزیز سجادہ نشین ہوئے اور اب ان کے وصال کے بعد حضرت صاحبزادہ حافظ میاں محمد ابوبکر مدظلہٗ العالی اسی فیضان کے قاسم و وارث ہیں۔اور دوسری طرف حضرت میاں غلام اللہ صاحب قدّس سرّہٗ العزیز کے فرزندِ اَصغر میاں جمیل احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بھی عمر بھر اپنے فیوض و برکات تقسیم فرماتے رہے۔

باب پنجم

اعلیٰحضرت سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری

قدّس سرّہٗ العزیز کا

وصال مبارک

اور غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری

قدّس سرّہٗ العزیز کی

مسند نشینی

اعلیٰحضرت قطب الاقطاب سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری قدّس سرّہُ العزیز نے تقریباً تئیس (۲۳) سال تک لوگوں کو تبلیغ حق فرمائی اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال فرماتے رہے۔ آپ کو تقریباً عرصہ بیس سال سے جوڑوں میں درد کی تکلیف تھی لیکن کمال صبر کے باعث حرف شکایت زباں پر نہ لانے کی وجہ سے عوام پر ظاہر نہ تھی۔ رفتہ رفتہ اس نے شدت اختیار کی اور ۱۹۵۰ء میں آپ صاحب فراش ہو گئے سنت کے مطابق کچھ علاج معالجہ فرمایا لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا آخر راضی برضائے الٰہی ہو کر قطعی طور پر طبیبوں کے مشوروں سے روگردانی فرمائی۔ تقریباً اڑھائی سال تک آپ نے کوہ استقامت بن کر یہ آزمائش برداشت فرمائی اور آپ کے چہرہ اقدس پر بیماری کا کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا تھا۔ یعنی باوجود اتنی سخت علالت کے آپ کا چہرہ مبارک جو کہ آفتاب رسالت کا مظہر تھا ہمیشہ گلاب کے پھول کی طرح کھلا رہتا۔ اس طویل عرصہ علالت میں آپ نے اپنے وظائف، درود شریف اور تبلیغ حق میں کسی طرح کوئی کوتاہی نہ ہونے دی اور گھٹنوں کی تکلیف کے باعث مسجد میں تشریف نہ لے جا سکنے کی وجہ سے بیٹھک شریف میں چند بیلیوں کے ہمراہ نماز با جماعت ادا فرما لیا کرتے تھے۔ مگر اس زمانہ میں طویل علالت کے باعث آپ نے کہیں آنا جانا چھوڑ دیا تھا۔ اس لیے شرقپور شریف اور مکان شریف کے اعراس مبارکہ پر بھی تشریف نہیں لے جا سکتے تھے بلکہ اپنی جگہ پر اپنے شہزادے غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب قدّس سرّہُ العزیز کو متعلقین کے ساتھ روانہ فرمایا کرتے۔

حضور غوث العالم قدّس سرّہُ العزیز کی مکان شریف حاضری اور خواجۂ خواجگان حضرت حاجی شاہ حسین قدّس سرّہُ العزیز سے شرف ملاقات:

اسی زمانہ میں حضور غوث العالم قدّس سرّہُ العزیز ایک دفعہ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہُ العزیز کے مزار انور پر حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ چونکہ والد مکرم آپ کی ملاقات و اجازت کے بغیر واپس تشریف نہیں لے جاتے اور اس دفعہ آپ نے مجھے اپنی جگہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔

لہٰذا آپ شرف ملاقات بخش کر اجازت دیں گے تو تب ہی واپس جاؤں گا۔

آپ کی اس عرض پر حضرت خواجہ حاجی شاہ حسین قدّس سرّہُ العزیز نے آپ کو اپنی ملاقات سے شرفیاب کر کے کمال مہربانی اور شفقت سے اجازت عطا فرمائی جب آپ واپس تشریف لائے اور حضور اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہُ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہو کر حضرت خواجہ حاجی شاہ حسین قدّس سرّہُ العزیز کی بارگاہ میں حاضری اور ملاقات و اجازت کا ذکر فرمایا تو آپ نے ارشاد فرمایا: کہ اگر حضرت حاجی شاہ حسین قدّس سرّہُ العزیز آپ سے ملاقات نہ فرماتے تو پھر کیا آپ وہیں رہتے تو آپ نے عرض کیا: کہ ان شاء اللہ ضرور ایسا ہی کرتا کیونکہ جب آپ کو سائیوں کی طرف سے اجازت نہ ملی تھی تو آپ تشریف نہیں لے گئے تھے پس اگر مجھے بھی وہاں سے اجازت نہ ملتی تو میں بھی وہاں سے نہ آتا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: پھر تو اچھا ہو گیا کہ آپ کو حضرت خواجہ حاجی شاہ حسین قدّس سرّہُ العزیز نے ملاقات سے سرفراز فرما کر اجازت عطا فرما دی ورنہ آپ تو ادھر کبھی نہ آتے۔

اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہُ العزیز کا آخری بار حضور غوث العالم قدّس سرّہُ العزیز کو شرقپور شریف کی طرف الوداع فرمانا

اسی طرح جب آپ کے آخری ایام علالت میں بھی شرقپور شریف حضرت اعلیٰ شیر ربانی قدّس سرّہُ العزیز کا عرس شریف نزدیک آ گیا تو آپ نے اپنے دونوں صاحبزادگان کو بلا کر فرمایا کہ ہفتہ کے روز ختم شریف ہو گا آپ دونوں حضرات متعلقین کے ساتھ بروز جمعرات صبح کی گاڑی پر چلے جائیں اور ساتھ ہی فرمایا کہ حاضری ضروری ہے۔ اس وقت حضور اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہُ العزیز کی حالت بہت نازک تھی۔ آپ پر سب کچھ عیاں تھا اور اس ظاہری زندگی میں اپنے صاحبزادگان سے جدائی کا وقت تھا۔ مگر بایں ہمہ شرقپور شریف کے عرس شریف میں غیر حاضری گوارا نہ فرمائی۔ صاحبزادگان نے عرض کیا: ابا جان! آپ کو تکلیف زیادہ ہے سفر میں پریشانی

رہے گی اگر اجازت ہو تو ہم آپ کی خدمت میں رہیں۔ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز نے حوصلہ دلایا کہ کوئی فکر نہ کریں مولیٰ کریم کا فضل ہے اور پہلے سے آرام ہے اگر کوئی میرے متعلق پوچھے بھی تو اسے یہی جواب دیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آرام ہو گیا ہے اور کوئی خاص تکلیف نہیں رہی۔ آخر جمعرات علی الصبح اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز نے سب کا سفر خرچ سید منیر حسین شاہ صاحب جو کالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا اور رخصت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللہ کے حوالے'' پھر اپنے دونوں شہزادوں کو الوداع کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا:

سپردم بتو مایہ خویش را

تو دانی حساب کم وبیش را

حضور غوث العالم قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ پہلے کبھی آپ نے الوداع کرتے ہوئے یہ شعر نہیں پڑھا تھا بلکہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ ان شاء اللہ آپ اتنے روز تک واپس آجائیں گے مگر اس مرتبہ جب آپ نے یہ شعر پڑھا تو میں سمجھ گیا کہ اب آخری ملاقات ہے۔ جیسا کہ حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہٗ العزیز نے اپنے وصال شریف سے پہلے اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کو حضرت کیلیانوالہ شریف بھیج دیا تھا۔ اپنے شیخ کامل کی سنت کے مطابق حضور اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز نے بھی اپنے جانشین اور نور نظر حضور غوث العالم قدس سرہٗ العزیز کو اس موقع پر شرقپور شریف بھیج دیا۔

دوسرے دن جمعہ شریف تھا۔ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کی حالت پہلے سے زیادہ کمزور ہو گئی شب جمعہ کو شدت درد کی وجہ سے نیند نہ آئی اور آپ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد کبھی دائیں اور کبھی بائیں جانب پہلو بدلتے رہے۔ کبھی استغراق کی کیفیت ہو جاتی سحر کے وقت آپ نے دریافت فرمایا کہ فجر کی آذان ہوئی ہے یا نہیں؟ خدام نے عرض کیا ابھی نہیں۔ جب نماز کا وقت ہوا تو عرض کیا گیا کہ حضور اب وقت ہو گیا ہے آپ نے نماز ادا فرمائی اس کے بعد صبح

سے لے کر شام تک تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد یہی دریافت فرماتے کہ اب کیا وقت ہے؟ آذان ہوئی یا نہیں؟ جب نماز کا وقت ہوتا تو کچھ افاقہ ہو جاتا اور آپ نماز ادا فرما لیتے۔ مغرب کے بعد استغراقی کیفیت زیادہ ہو گئی۔ عشاء کی نماز تیمّم کے ساتھ ادا فرمائی۔ جب رات کے گیارہ بجے تو آپ نے مراد بخش نامی بیلی سے جو آپ کے سر مبارک کی طرف بیٹھا ہوا تھا۔ دریافت فرمایا کہ کیا وقت ہے؟ اس نے عرض کیا حضور گیارہ بجے ہیں۔ آپ نے پانی طلب فرمایا پھر فرمایا: ذرا ٹھہر جائیں پھر تھوڑی دیر بعد دوبارہ وقت دریافت فرمایا۔ عرض کیا گیا گیارہ بج کر دس منٹ، فرمایا ابھی ٹھہر جائیں پہلے ہی کام نہ ہو جائے۔ پھر تیسری مرتبہ وقت دریافت فرمایا: عرض کیا گیا حضور گیارہ بج کر پچیس منٹ۔ فرمایا: اب پانی لاؤ۔ مولوی غلام رسول صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے جام پیش کیا۔ مراد بخش آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور آپ اس کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ نے پانی کے پیالے پر دونوں دست مبارک رکھے اور اسے دہن مبارک کے قریب فرمایا۔ دوسری جانب سے مولوی غلام رسول صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے پیالہ پکڑا ہوا تھا۔ آپ نے اس میں سے پہلی دفعہ ایک گھونٹ پانی لیا پھر سانس لے کر دوسری مرتبہ بھی ایک گھونٹ، پھر تیسری مرتبہ دو گھونٹ پانی نوش فرما کر پیالہ واپس فرما دیا۔ اس کے بعد دعا کے لئے دست مبارک اٹھا دیئے اور تمام بیلیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ دعا کریں مولا کریم فضل فرما دے اس کے بعد دست مبارک چہرہ مبارک پر پھیرے اور بیٹھے ہوئے ہی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اس کے بعد آپ کو چارپائی پر لٹا دیا گیا۔

اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کا حضور غوث العالم قدس سرہٗ العزیز کو آخری وصیت فرمانا

جب آپ کے دونوں شہزادے اور دیگر بیلی آپ کے حکم سے جمعرات کو شرقپور شریف حاضر ہوئے اور رات کو وہاں آرام فرما ہوئے تو حضور غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ

العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ (آپ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز) اور بڑے سائیں امیر بارک اللہ صاحب یا سید امام علی صاحب مکان شریفی قدس اللہ اسرار ہما تشریف لائے اور فرمایا کہ وہ دیکھو تمہارے سنگی جا رہے ہیں تم جلدی سے دوڑ کر ان کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر پانچ یا چھ اللہ والے جا رہے ہیں۔ اور آپ مجھے ان سے مل جانے کا اشارہ فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ لالیا! رستے میں سانپ بہت آئیں گے مگر آپ نے کسی کو مارنا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اگر میں ماروں گا نہیں تو وہ مجھے ڈسیں گے۔ آپ نے فرمایا وہ تمہیں کچھ بھی نہیں کہیں گے کچھ تو تمہارا راستہ چھوڑ جائیں گے اور کچھ تمہارے پاؤں تلے آ کر کچلے جائیں گے۔ بس تم وعدہ کرو کہ تم کسی کو کچھ نہیں کہو گے آپ نے عرض کیا میں کسی کو کچھ نہیں کہوں گا۔ اس کے بعد حضور غوث العالم قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ان اللہ والوں کی طرف دوڑنا شروع کر دیا اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز نے آپ کو پیچھے سے آواز دی۔ لالیا! تیز دوڑو، آپ تیز ہو گئے پھر تھوڑی دیر بعد دوبارہ آواز دی اور تیز دوڑو آپ فرماتے ہیں کہ میں اور تیز ہو گیا۔ پھر تیسری مرتبہ بھی یہی آواز دی اور تیز دوڑو۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اور تیز ہو گیا اور تقریباً ڈیڑھ منٹ میں ان کے ساتھ مل گیا۔

صبح جب بیدار ہوئے تو آپ نے سید منیر حسین شاہ صاحب جو کالوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ کا وصال شریف ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ آخری وصیت ہے جو آپ کی طرف سے مجھے ہو چکی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ رات کو آپ کا وصال شریف ہو گیا تھا۔ اور صبح ہفتہ کے روز شرقپور شریف میں تار دیا گیا جو ۹ بجے صبح ختم گاہ میں پہنچ گیا۔ ختم شریف ابھی شروع تھا کہ آپ کے شہزادوں کو اطلاع پہنچ گئی۔ اسی وقت ختم شریف کی محفل میں ہی آپ کے وصال شریف کا اعلان ہو گیا اور ساتھ ہی دعا ہو گئی۔ آپ کے دونوں

صاحبزادے اور دیگر متعلقین حضرت سید محفوظ حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز مکان شریف والوں کی معیت میں شرقپور شریف سے لاہور پہنچے اور وہاں سے ٹیکسیوں پر سوار ہو کر ظہر کے بعد حضرت کیلیانوالہ شریف پہنچ گئے۔

حضور غوث العالم قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں آپ کے وصال شریف کے وقت شرقپور شریف سے حضرت کیلیانوالہ شریف پہنچا تو سب سے پہلے اپنا سابقہ لباس تبدیل کیا اور اپنی کلاہ و دستار اتار کر آپ کی عطا فرمودہ سلسلہ والی پانچ کلیوں والی ٹوپی اور صافہ اور سائیوں والا تہبند اور کرتا پہن لیا اس کے بعد آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوا اور آپ کے قدمین شریفین کی طرف کھڑے ہو کر عرض کیا کہ حضور میں نے اپنا ظاہر تبدیل کر دیا ہے۔ اب باطن سائیں خود ہی تبدیل فرما دیں اور آپ کے دونوں قدم مبارک چوم کر آنکھوں سے لگا لیے۔

اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کی نماز جنازہ:

اتوار صبح دس بجے آپ کا جنازہ اٹھایا گیا اور گاؤں سے شمال کی جانب نماز جنازہ اداء کی گئی جس میں کم و بیش چار ہزار مسلمانوں نے شریک ہو کر یہ سعادت حاصل کی۔ حضرتِ اعلیٰ شرقپوری قدس سرہٗ العزیز کے تقریباً تمام خلفاء خصوصاً حضور ثانی لاثانی میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری، حضرت میاں رحمت علی صاحب کھنگ شریف والے، حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربلوی، گنج کرم حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب کرمانوالہ شریف والے رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر آستانہائے عالیہ کے سجادہ نشین بھی موجود تھے۔ مگر بپاسِ ادب حضرت سید محفوظ حسین شاہ صاحب مکان شریف والوں کو نماز جنازہ کیلئے امام مقرر کیا۔

اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدس سرہٗ العزیز کے وصال شریف پر گنج کرم سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کے تاثرات اور سرزمین حضرت کیلیانوالہ شریف کا ادب واحترام

گنج کرم حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب قدّس سِرُّہٗ العزیز کرمانوالہ شریف والے جب آپ کے وصال شریف پر حضرت کیلیانوالہ شریف تشریف لائے اور آپ کے چہرہ اقدس سے کپڑا ہٹا کر آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ کی چارپائی کے گرد چکر لگا کر آپ کے قدمین شریفین کی طرف کھڑے ہو کر کہنے لگے "ہے او سیدا! اگر مجھے پہلے پتہ چل جاتا کہ آپ اس شان کے مالک ہیں تو میں حضرت اعلیٰ شیر ربانی قدّس سِرُّہٗ العزیز کے وصال شریف کے بعد اپنا سب کچھ چھوڑ کر حضرت کیلیانوالہ شریف آ کر اپنی ساری زندگی آپ کی چوکھٹ پر گذار دیتا"۔

پھر جب دوبارہ آپ حضرت کیلیانوالہ شریف تشریف لائے تو جہاں سے حضرت کیلیانوالہ کی حدود شروع ہوتی تھیں وہیں سے اپنی نعلین مبارک اتار لیں آپ کے خدام نے بھی آپ کی اتباع میں ایسا ہی کیا۔ اور سبھی برہنہ پا حضرت کیلیانوالہ شریف تشریف لائے، اعلیحضرت سرکار کیلانی قدّس سِرُّہٗ العزیز کے مزار مبارک پر حاضری دی اور جتنے دن وہاں رہے آپ اور آپ کے متعلقین نے وہاں جوتا نہیں پہنا اور جب غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدّس سِرُّہٗ العزیز نے گذارش کی حضور خود بھی جوتا پہن لیں اور بیلیوں کو بھی جوتا پہننے کا حکم فرمائیں۔ کیونکہ جگہ ناپاک بھی ہو سکتی ہے تو آپ نے شفقت بھرے دونوں دست مبارک آپ کے دونوں رخساروں پر رکھ کر ارشاد فرمایا: "او میریا پیرا بابیاں دی جگہ پلید نئیں ہوندی"۔ یعنی اللہ والوں کی جگہ ناپاک نہیں ہوتی۔

میاں بہاول بخش مانگٹ والے کا اعلیحضرت سرکار کیلانی قدّس سِرُّہٗ العزیز کے نماز جنازہ میں شریف ہونے کا واقعہ اور آپ کی کرامت

جب اعلیحضرت قطب الاقطاب سرکار کیلانی قدّس سِرُّہٗ العزیز کے جنازے کی نماز شروع ہونے والی تھی تو دریائے چناب کی جانب دور سے ایک گھوڑ سوار گھوڑی دوڑاتا ہوا آتا دکھائی دیا اس نے دور سے اپنی چادر لہرا کر تھوڑی دیر انتظار کرنے کی طرف اشارہ کیا جب وہ پہنچ گیا تو اس

نے کہا کہ میں تمام حضرات کی موجودگی میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرا نام بہاول بخش ہے میں مولوی عبدالقادر صاحب مانگٹ والوں کا والد ہوں آج رات خواب میں مجھے ایک بزرگ ملے ہیں اور انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہاولیا! ساری عمر تیرا بیٹا میرے پاس آتا رہا اور تو ایک مرتبہ بھی نہیں آیا اب میرا وصال ہو گیا ہے۔ اور صبح میرا جنازہ ہے تم میرے جنازہ میں ہی آ کر شریک ہو جاؤ تا کہ تمہاری بخشش کا وسیلہ بن جائے۔ لہذا مجھے پہلے ان کی زیارت کراؤ جب اسے زیارت کروائی گئی تو اس نے بلند آواز سے قسم کھا کر کہا کہ خدا کی قسم یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے مجھے آج رات خواب میں مل کر اپنی نماز جنازہ میں شامل ہونے کا حکم فرمایا ہے پھر وہ ہمیشہ کے لیے آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کا ہی ہو کر رہ گیا۔

حضور غوث العالم قدّس سِرُّہٗ العزیز کا اس صدمہ جانکاہ پر صبر و تحمل:

اگرچہ آپ کے لیے اعلیحضرت سرکار کیلانی قدّس سِرُّہٗ العزیز کے وصال شریف کا صدمہ ناقابل برداشت تھا مگر آپ کوہ صبر و استقامت ثابت ہوئے اور بڑے استقلال سے اس بار عظیم کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اس چھوٹی عمر میں جب کہ دنیوی تکالیف کا کبھی خیال بھی نہیں آیا تھا یہ بار گراں اٹھانا کچھ آسان کام نہ تھا۔ دوست و دشمن اسی خیال میں تھے کہ یہ بارِ عظیم جس کے حضور اعلیحضرت سرکار کیلانی قدّس سِرُّہٗ العزیز متحمل تھے، اس کا اٹھانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ نوجوان جن کے شباب کا ابھی ابھی آغاز ہے کیسے نبھائیں گے۔ دشمن خوش اور دوست متفکر تھے۔ مگر آپ نے جس صبر و استقلال اور خوش اسلوبی سے اس بار کو اٹھایا اس کو دیکھ کر دوست تو دوست دشمن بھی تحسین و آفرین کہنے پر مجبور ہو گئے۔ گو جو کچھ بھی ہوا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام سلسلہ والے سائیوں (مشائخ طریقت) کی توجہات اور اعلیحضرت سرکار کیلانی قدّس سِرُّہٗ العزیز کی نظر کرم ہی سے تھا تاہم آپ کے استقلال و استقامت کو دیکھ کر دنیا حیران رہ گئی۔

اعلیحضرت سرکار کیلانی قدّس سِرُّہٗ العزیز کا حضور غوث العالم قدّس سِرُّہٗ العزیز کو تسلی دینا:

حضورغوث العالم قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ کے وصال شریف کے بعد اگرچہ سب کچھ صبر وتحمل سے برداشت کرلیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی تھے۔ مگر اندر ہی اندر آپ کے ہجر وفراق نے نڈھال کر دیا تھا اور ہر وقت طبیعت حزین وغمگین رہتی تھی کہ ایک شب عالم رؤیا میں آپ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا ''اس قدر غمگین و پریشان کیوں رہتے ہو میں تمہارے ساتھ ہی ہوں میرا ابھی دنیا سے چلے جانے کا کوئی وقت تو نہیں تھا میں نے تو محض اپنے سائیوں (مشائخ طریقت) کی سنت پہ عمل کیا ہے آپ پریشان نہ ہوں'' اور بہت ہی زیادہ شفقت فرمائی۔

حضورغوث العالم قدس سرہ العزیز کا حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہ العزیز کا بار اٹھانا:

حضورغوث العالم قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ اعلیحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کے وصال شریف کے تھوڑا عرصہ بعد حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہ العزیز نے عالم رؤیا میں زیارت کا شرف عنایت فرمایا بایں طور کہ آپ تشریف لے جا رہے ہیں اور میں آپ کے ساتھ ہوں راستے میں ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا آ گیا وہاں کوئی کشتی وغیرہ نہ تھی۔ میں نے عرض کیا حضور میں تیرنا جانتا ہوں آپ میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں۔ حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سرہ العزیز آپ کے کندھوں پر سوار ہو گئے آپ فرماتے ہیں کہ آپ کے دونوں دست مبارک میرے سر پر تھے اور آپ کے قدمین شریفین میرے سینے سے لگے ہوئے تھے اس انداز سے میں آپ کو اٹھا کر دریا میں داخل ہو گیا۔ پانی بہت گہرا تھا میں نے ایک ہاتھ سے آپ کو تھاما ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے تیر رہا تھا جب دریا کے وسط میں پہنچے تو آپ نے ارشاد فرمایا ''لالیا! سنبھل کر چلنا میرا بوجھ بھی تمہیں پر ہے'' بالآخر یوں اللہ کریم کے فضل وکرم سے بخیر وخوبی دریا پار کرلیا۔

نامساعد حالات میں کوہ استقامت:

اعلیحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ العزیز کے وصال شریف کے بعد جب حضورغوث العالم قدس سرہ العزیز مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے سب سے اہم کام یعنی اجرائے طریقت

میں کچھ فرق نہ آنے دیا۔ طالبان راہ خدا کی آمد ورفت بدستور جاری رہی اور آپ نے مخلوق خدا کو حسب سابق ظاہری وباطنی فیوض وبرکات سے مالا مال فرمانا شروع کر دیا۔ لنگر شریف کا خرچ بھی بڑے حوصلے سے برداشت فرمایا اور آستانہ عالیہ پر حاضر ہونے والے مہمانوں کی ہر قسم کی مہمان نوازی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرمایا۔ آپ کے لیے وہ دور سخت ابتلا وآزمائش کا دور تھا۔ مالی حالات اس قدر تنگ ہو چکے تھے کہ آپ کی نعلین شریف اور لباس مبارک پر متعدد پیوند لگے ہوئے تھے مگر کبھی بھی آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی اور نہ ہی آستانہ عالیہ کے معمولات میں کچھ فرق آنے دیا۔

دورِ ابتلاء کا اختتام:

اسی دور ابتلاء میں ایک دفعہ آپ بھلیر شریف عرس شریف میں حاضری کیلئے تشریف لے گئے نعلین شریف کو اوپر اور نیچے ہر طرف پیوند لگے ہوئے تھے اور جو پراہن مبارک آپ نے زیب تن فرما رکھا تھا اس کے بازو پر دو پیوند لگے ہوئے تھے۔ عرس شریف کی محفل میں آستانہ عالیہ شرقپور شریف، آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف اور دیگر آستانہائے عالیہ کے مشائخ کرام تشریف فرما تھے سبھی نے زرق برق لباس زیب تن فرما رکھے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں کچھ ایسا خیال آیا کہ میں نے بیٹھے بیٹھے اپنا صافہ اپنے اس بازو پہ اوڑھا دیا جس پر پیوند لگے ہوئے تھے پس اچانک طبیعت بدل گئی اور میں نے اپنا صافہ اپنے بازو سے ہٹا دیا اور اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہا ''تمہارا عقیدہ ہے کہ صاحب عرس خود عرس شریف کی محفل میں تشریف فرما ہوتے ہیں اب ان سے چھپاتے کیا ہو بلکہ اپنا حال زار انہیں دکھاؤ'' اتنا خیال آنا تھا کہ طبیعت مچل گئی، برداشت کرنا مشکل ہو گیا اور میں وہاں سے اُٹھ کر اپنی قیام گاہ پر چلا آیا۔ دو بیلی پیچھے آئے میں نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور کہا کہ کسی کو میری طرف نہ آنے دینا اور خود کمرے میں داخل ہو گیا اندر سے کنڈی لگا لی۔ طبیعت بے قابو ہو گئی اور عالم اضطراب میں چیخیں

آسمانوں سے پار ہوگئیں۔اللہ کریم کی بارگاہ میں گڑگڑا کرعرض کی مولا کریم! دوسرے آستانوں کے صاحبزادگان ہیں کہ انہیں یہ شان وشوکت اور ٹھاٹھ باٹھ عطا فرمائی اور ان کے سر پر دست شفقت رکھنے والے ان کے والد بھی موجود ہیں اور ادھر میں ہوں کہ داغ یتیمی بھی ہے اور ساتھ یہ حالت۔کافی دیر گریہ وزاری کے بعد کچھ طبیعت سنبھلی تو باہر آکر ہاتھ منہ دھویا اور وہاں پاس ہی ایک درخت کے نیچے چند بیلیوں کے ساتھ بیٹھ گیا کہ اتنے میں پنڈی بھٹیاں کا ایک بیلی محمد شریف نامی ملنے کیلئے آیا اور اس نے مجھے سو روپیہ دیا میں نے سوچا کہ میں ابتلاء وآزمائش میں ہوں میرے لیے اتنی رقم کیسے ہوسکتی ہے اس لیے اس سے کہا کہ شائد تم نے غلطی سے مجھے سو روپیہ پکڑا دیا ہے اور اب شرمساری کے باعث واپس نہیں لینا چاہتے۔تم اپنا سو روپیہ اٹھا لو اور اس کے بدلے پانچ یا دس روپے جو تم دینا چاہتے ہو وہی دو اس نے کہا کہ حضور ایسی بات ہرگز نہیں ہے میں جب گھر سے چلا تو وہیں سے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے اسی نیت سے سو روپیہ علیحدہ اپنی جیب میں ڈالا جواب آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ میں نے سید میر حسین شاہ صاحب کا جولوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہا کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آج ہماری آزمائش ختم ہوگئی ہے۔وہ بھی کہنے لگے کہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اس کے بعد دن بدن کشائش شروع ہوگئی۔

حرمین شریفین کی حاضری اور بارگاہ رسالت میں عرض:

آپ فرماتے ہیں کہ انہیں ایام میں تقریباً ۱۹۶۰ء کے لگ بھگ حرمین شریفین کی پہلی حاضری نصیب ہوئی اس دفعہ تمام سفر خرچ ادھار لے کر گیا تھا۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میرے حال سے واقف ہیں اگر مجھے سالانہ تیس ہزار روپیہ مل جایا کرے تو میری اور میرے اہل خانہ اور آستانہ عالیہ پر آنے والے مہمانوں کی اس سے ضروریات پوری ہوسکتی ہیں۔آپ فرماتے ہیں اس کے بعد سالانہ

تیس ہزار تو ملنے لگا لیکن اخراجات میں اضافہ ہوگیا اور اتنی رقم سے گذارہ مشکل ہوگیا۔ میں دوبارہ حرمین شریفین کی حاضری کیلئے چلا گیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! مجھ سے آپ کی بارگاہ میں سوال عرض کرنے میں خطا ہوگئی ہے آپ مجھے معاف فرما دیں میں نے آپ کی اتنی عظیم بارگاہ سے بہت ہی کم مانگا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اب میں آپ سے کسی معین مقدار میں نہیں مانگتا بلکہ آپ خود ہی مجھے اپنی شان کریمی کے مطابق عطا فرمائیں اور میرے دین و دنیا کے دونوں رزقوں میں جو کمی ہے اپنے فضل سے پوری فرما دیں۔آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہر طرف خیر ہی خیر ہوگئی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اعتبار سے کوئی کمی رہنے ہی نہیں دی۔

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور غوث العالم قدس سرہ العزیز کو خصوصی عطا:

ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں حاضری کے دوران آپ باب بلال کے پاس تشریف فرما تھے کہ جہاں سے گنبد خضراء شریف کی زیارت ہوتی ہے اور اُس وقت بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں خواتین کی حاضری کا ٹائم تھا۔آپ فرماتے ہیں کہ اچانک ایک انتہائی نورانی صورت، تقریباً چھ فٹ قد وقامت کے باباجی تشریف لائے۔ان کی ریش مبارک سفید تھی اس میں کوئی کوئی بال سیاہ تھا انہوں نے آ کر مجھے سو (۱۰۰) ریال کا بالکل نیا نوٹ دیا میں نے لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا ''لا'' (نہیں) تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے گنبد خضراء شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہارے لیے بھیجا ہے اور آپ لینے سے انکار کر رہے ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ نوٹ ان سے لے کر فوراً کر کے جیب میں ڈالا اور پلٹ کر دیکھا تو باباجی غائب تھے۔آپ کے ساتھ آپ کے خلیفہ مجاز سید محمود الحسن شاہ صاحب بخاری مدظلہ العالی بھی حاضر خدمت تھے۔آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ باباجی کدھر گئے ہیں؟ تو وہ عرض کرنے لگے کہ کون سے باباجی؟ ساتھ ہی مولوی نور محمد صاحب

رحمہ اللہ تعالیٰ بھون والے بھی حاضر خدمت تھے۔ان سے بھی پوچھا ان دونوں حضرات نے یہی عرض کیا کہ ہم نے تو کسی بابا جی کو ادھر آتے بھی نہیں دیکھا چہ جائیکہ جاتے دیکھا ہو۔وہ سوریال کا نوٹ آپ نے اپنے آخری ایام تک اپنے پاس محفوظ رکھا اور وصال شریف چند قبل اپنے جانشین عالمی مبلغ اسلام حضور قبلۂ عالم چن جی سرکار کو عطا فرما کر اپنے پاس محفوظ رکھنے کا حکم فرمایا جو کہ الحمد اللہ ان کے پاس محفوظ ہے۔حضور غوث العالم قدِّسَ سرُّہُ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس عطا کے بعد تو مولا کریم نے دینی و دنیاوی ہر معاملے میں دن دُگنی اور رات چگنی ترقیاں عطا فرمادی ہیں۔

باب ششم

حضور غوث العالم سید **محمد باقر علی** شاہ صاحب قدِّسَ سرُّہُ العزیز

کے آستانہ عالیہ کی

تعمیر و ترقی، ترویج شریعت

اور اشاعت علوم دینیہ

کیلئے قابل صد افتخار

کارنامے

حضورغوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز نے اپنے تمام دورِ سجادہ نشینی میں آستانہ عالیہ کی تعمیر وترقی، طریقت کے اجراء، شریعت کی ترویج اور علوم دینیہ کی نشرو اشاعت کیلئے بہت ہی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جن کا مختصر بیان یہ ہے۔

اعلیٰ حضرت سرکار کیلانی قدس سرہ النورانی کے روضہ مبارک کی تعمیر:

اعلیحضرت سرکار کیلانی قدس سرہ النورانی کے وصال شریف کے بعد مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوتے ہی حضور غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز نے آپ کے روضہ مبارک کی تعمیر کا کام شروع کروادیا اور زرکثیر خرچ فرما کر بفضلہٖ تعالیٰ بڑی پرشکوہ عمارت تعمیر کروائی جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ گو متعلقین متفکر تھے کہ اتنا بڑا کام کس طرح انجام پائے گا کیونکہ مالی اعتبار سے تو اتنی کشائش نہ تھی مگر بفضلہٖ تعالیٰ آپ کے اعلیٰ ترین عزم واستقلال اور سلسلہ والے سائیوں (مشائخ طریقت) کی روحانی امداد اور توجہات سے یہ بہت بڑا کام ایک سال میں مکمل ہوگیا۔ جو دنیا کی عقل وفکر سے باہر ہے۔

مسجد شریف اور روضہ عالیہ حضرت قبلہ شاہ جی صاحب قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کی مرمت:

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کی مسجد مبارک کی جنوبی جانب میں حضرت قبلہ شاہ جی صاحب قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کا روضہ مبارک ہے جس میں حضرت قبلہ شاہ جی صاحب قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز اور حضرت خواجہ عبدالسلام صاحب قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کے مزار مبارک ہیں۔ آپ کے روضہ عالیہ اور مسجد مبارک کی پرانی عمارت کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہ غالباً دونوں عمارتیں ایک ہی وقت میں بنائی گئی ہیں۔ روضہ مبارک حضرت شاہ جی صاحب قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کی عمارت بوسیدہ ہوچکی تھی۔ حضور غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز نے اسے ازسرنو مرمت کروا کر پلستر کروایا اور روضہ عالیہ کے اندر اور باہر فرش لگوایا۔ تمام مسجد کو پلستر کروایا مسجد کے سامنے اور دائیں بائیں برآمدے تعمیر کروائے اور پوری مسجد شریف کے اندر اور باہر مضبوط فرش لگوایا۔

مسجد کی تعمیر نو:

آپ کے دور سجادہ نشینی کے کافی سال بعد جب مسجد شریف کی چھت اور دیواروں میں بوسیدگی آگئی تو آپ نے مسجد شریف کی چھت اور دیواروں کو مسمار کروا کر اسے ازسرنو مضبوط بنیادوں پر تعمیر کروایا۔ چھت کا لنٹر اور اس کے نیچے بیم اس قدر مضبوط بنوائے کہ اگر بالفرض اس پر ٹرک بھی چلے تو اسے کچھ حرج نہ ہو۔ مسجد کی مضبوطی کے متعلق آپ فرماتے تھے کہ ان شاءاللہ تعالیٰ کم از کم تین سو سال تک اس میں کمزوری نہیں آئے گی۔ اور مسجد شریف کی توسیع کے لیے اس سے متصل ہی شمالی جانب میں کافی جگہ خرید کر مسجد کیلئے وقف فرمائی۔

عرس گاہ کی تعمیر:

آپ نے حضرت کیلیانوالہ شریف کی جانبِ شمال مشرق میں ایک وسیع عرس گاہ تعمیر کروائی۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک عظیم الشان دارالعلوم ''جامعۃ النور'' قائم فرمایا جس میں حفظ و ناظرہ اور درس نظامی کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی معیاری طریق پر دی جاتی ہے۔ جامعۃ النور سے سینکڑوں طلباء سند فراغت حاصل کرچکے ہیں۔ آپ قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز نے جامعہ اور خانقاہ کی وسعت کے لئے بھی کام شروع فرمایا اور اس کی طرف خصوصی توجہ فرمائی اور ان شاءاللہ العزیز بہت جلد وسیع جگہ خرید کر دارالعلوم اور خانقاہ کو بہت کشادہ کردیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں آپ کے جانشین حضور قبلۂ عالم چن جی سرکار مدظلہ العالی مناسب اقدام فرمارہے ہیں۔

دین کی ترویج واشاعت کی طرف خصوصی توجہ:

غوث العالم سید باقر علی شاہ صاحب بخاری قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز نے دین کی ترویج واشاعت کی طرف خصوصی توجہ فرمائی اور جہاں آپ نے تادم وصال سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مکان شریفیہ کا فیض بے کراں تقسیم فرمایا اور اپنی توجہات کریمانہ سے ہزاروں لاکھوں بیلیوں کی ظاہری وباطنی اصلاح فرمائی اور انکا تزکیۂ نفس فرما کر انھیں پابند شرع اور متبع سنت بنایا وہاں

آپ نے علوم دینیہ کی نشر واشاعت کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔آپ کی زیرِ نگرانی مختلف ممالک میں آپکے خدام علماء کرام نے دوسو سے زائد مدارس قائم فرمائے ہیں جو دن رات دین کی ترویج واشاعت اور علوم دینیہ کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں جن میں آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف پر آپ کا قائم فرمودہ ''جامعۃ النور'' اور گوجرانوالہ میں آپ کے حکم سے استاذ الاساتذہ بحرالعلوم حضرت مولانا محمد نواز صاحب کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ ''جامعہ مدینۃ العلم'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جسے آپ نے ہمیشہ ''اپنا جامعہ'' فرمایا اور اس کے تمام چھوٹے بڑے اُمور کی نگرانی خود فرمائی۔

غوث العالم سید باقر علی شاہ صاحب بخاری قُدِّس سرُّہُ العزیز کی عظیم کرامت ''جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ کا قیام''

جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ کا قیام حضور غوث العالم قُدِّس سرُّہُ العزیز کی ایک عظیم کرامت ہے۔بانئ جامعہ مدینۃ العلم استاذ الاساتذہ بحرالعلوم حضرت مولانا محمد نواز صاحب کیلانی قُدِّس سرُّہُ العزیز نے اعلیٰ حضرت سرکار کیلانی سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری قُدِّس سرُّہُ العزیز کے حکم سے علم دین حاصل فرمایا ور جہاں جہاں آپ کا حکم ہوتا وہاں وہاں آپ حاضر ہوکر علم دین کی تحصیل فرماتے رہے۔اعلیٰ حضرت سرکارِ کیلانی قُدِّس سرُّہُ العزیز نے استاذ العلماء حافظ سید جلال الدین شاہ صاحب قُدِّس سرُّہُ العزیز کا بازو ابتدائی دور طالب علمی میں ہی بحرالعلوم استاذ الاساتذہ مولانا محمد نواز صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پکڑا کر ارشاد فرمادیا تھا ''اسے چھوڑنا نہیں''۔دونوں حضرات کو بریلی شریف دورہ حدیث کیلئے بھی آپ قُدِّس سرُّہُ العزیز نے خود ہی روانہ فرمایا اور دورہ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد اعلیٰ حضرت سرکار کیلانی قُدِّس سرُّہُ العزیز نے استاذ الاساتذہ مولانا محمد نواز صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی جامعہ محمدیہ بھکھی شریف میں تدریس فرمانے کی ڈیوٹی بھی خود ہی لگائی۔آپ نے سائیوں کے حکم سے تقریباً چالیس سال سے زائد

عرصہ بھکھی شریف میں پڑھایا پھر غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدِّس سرُّہُ العزیز نے آپ کو گوجرانوالہ منتقل ہو جانے کا حکم ارشاد فرمایا اور یہ حکم درحقیقت اعلیٰ حضرت سرکار کیلانی سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری قُدِّس سرُّہُ العزیز کی طرف سے ہی تھا اس بارے میں بحرالعلوم استاذ الاساتذہ مولانا محمد نواز صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے جو تحریر لکھ کر عالمی مبلغ اسلام حضور قبلۂ عالم چن جی سرکار دامت برکاتہٗ العالیہ کو پیش کی تھی اور وہ اب تک بعینہٖ آپ کے پاس محفوظ ہے درج ذیل ہے۔

> 'محمد صفوۃ اللہ کی والدہ ماجدہ کو حضور قدِّس سرُّہُ العزیز روضے شریف والی سرکار کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی۔حضور قدِّس سرُّہُ العزیز نے اپنی اس خادمہ بیٹی کے سر پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ کر فرمایا کہ ''حکم کی تعمیل ضروری ہے''۔خادمہ نے عرض کی کہ پہلے آپ کے فرمان کے مطابق ہم یہاں موضع بھکھی میں آئے تھے تو آپ نے فرمایا ''اب ڈیوٹی ختم ہوگئی ہے''۔بیدار ہوتے ہی میری بیوی محمد صفوۃ اللہ کی والدہ نے مجھے خواب سنائی اور چونکہ یہ بھکھی شریف سے ہماری تیاری اور روانگی کا وقت تھا اور میں پریشان تھا لہٰذا عین اس وقت یہ خواب آنا میرے اطمینان قلبی کے لیے کافی ہوگیا یہ خواب ۲۰ اور ۲۱ نومبر ۱۹۸۷ء کی درمیانی رات کو آئی''۔
>
> (محمد نواز بقلم خود ۴ دسمبر ۱۹۸۷ء)

گوجرانوالہ میں عالم چوک اور نواب چوک کے درمیان بائی پاس روڈ پر گرڈ سٹیشن کے بالمقابل جہاں اس وقت جامعہ مدینۃ العلم قائم ہے۔اس جگہ کا انتخاب بھی حضور غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قُدِّس سرُّہُ العزیز نے خود ہی فرمایا تھا۔حضور قبلہ عالم چن جی سرکار دامت برکاتہ القدسیہ فرماتے ہیں کہ ہم قبلہ ابّا جی حضور (غوث العالم سید باقر علی شاہ صاحب بخاری قدِّس سرُّہُ العزیز) کے ساتھ آرہے تھے اور جب اس مقام پر پہنچے جہاں اس وقت جامعہ قائم

ہے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے اُستادوں مولانا محمد نواز صاحب سے کہیں کہ وہ اس جگہ پر مدرسہ بنا لیں۔قبلہ چن جی سرکار دامت برکاتہ القدسیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یہاں روڈ پر جگہ بہت مہنگی ہے وہ کیوں کر اسے خرید سکیں گے؟ آپ نے فرمایا انہیں کہو کوشش کریں مولیٰ کریم مہربانی فرما دیں گے۔ پھر آپ نے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ کسی سے کوئی چیز مانگنی نہیں ہے پس آپ کی توجہ اور مہربانی سے بہت جلد وہی جگہ خرید لی گئی اور اس پر ایک عظیم الشان دینی درسگاہ ''جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ'' کی بنیاد آپ نے خود اپنے دستِ مبارک سے رکھی اور شروع سے لے کر آج تک جامعہ کے تمام اندرونی وبیرونی معاملات سائیوں ہی کی زیرِ نگرانی اور سائیوں ہی کی توجہات سے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔

جامعہ سے متعلق علوم دینیہ کے خادمین پر خصوصی شفقت وتوجہ:

غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہ العزیز نے علوم دینیہ کی خدمت میں مصروف حضرات کو اپنی خصوصی توجہات اور شفقتوں سے نوازا۔ بالخصوص استاذ الاساتذہ بحر العلوم حضرت مولانا محمد نواز صاحب کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کی اولاد امجاد پر تو آپ کی شفقتوں کا شمار ہی نہیں۔ان کے علاوہ جامعہ مدینۃ العلم کے دیگر متعلقین وخادمین اور اساتذہ وطلباء پر بھی آپ کی بیش بہا توجہات اور شفقتیں کچھ کم نہیں ہیں۔اس سلسلہ میں جامعہ کا یہی ادنیٰ خادم راقم الحروف محمد احسان اللہ نقشبندی کیلانی غفرلہٗ اگر سائیوں کی شفقتوں اور توجہات کے اپنے ساتھ پیش آنے والے معاملات وواقعات ہی لکھنا شروع کر دے تو ایک دفتر تیار ہو جائے مگر بطور تحدیثِ نعمت بمصداق مشتِ نمونہ از خروارے فقط اتنا ہی عرض کرتا ہوں کہ ناچیز نے تمام علومِ دینیہ کی تحصیل سائیوں کے حکم اور توجہ کی برکت سے کی۔ابھی کتبِ فارسی مکمل کرنے کے بعد ابتدائی کتبِ صرف کو پڑھنا شروع ہی کیا تھا کہ گھریلو حالات کے سخت ناسازگار ہونے کی وجہ سے سلسلہ تعلیم منقطع ہوتا ہوا نظر آیا۔چنانچہ بندۂ ناچیز حضور غوث العالم قدس سرہ العزیز کی بارگاہ

مقدس میں آپ کے خلیفۂ مجاز سیّد محمود الحسن شاہ صاحب بخاری مدظلہ العالی کی معیت میں حاضر ہوا اور آپ سے نظرِ کرم اور دعا کی درخواست کی۔آپ نے ارشاد فرمایا ''تم اختتام کے قریب پہنچے ہوئے ہو بس سلسلہ تعلیم جاری رکھنا اور پڑھنا نہ چھوڑنا''۔پھر حضور قبلہ عالم چن جی سرکار دامت برکاتہ القدسیہ نے استاذ الاساتذہ بحر العلوم حضرت مولانا محمد نواز صاحب کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھیجتے ہوئے ارشاد فرمایا ''بڑے استادوں کے پاس چلے جاؤ اور جتنا وقت بھی مل جائے اسے غنیمت جانو''۔بندۂ ناچیز نے سائیوں کے حکم سے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شرح ملاّ جامی اور ہدایۃ تک آپ کے پاس کتابیں پڑھیں اور وہیں پر آپ کے صاحبزادوں اُستاذ العلماء حضرت علامہ قاری خالد محمود صاحب کیلانی مدظلہ العالی اور اُستاذ العلماء حضرت علامہ قاری محمد اکرام اللہ صاحب کیلانی مدظلہ العالی سے بھی استفادہ کا موقع ملا اور آخری ایّام میں جب استاذی المکرّم بحر العلوم اُستاذ المحدثین مولانا محمد نواز صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیل ہو گئے تو آپ کے حکم سے ملک بھر کے عظیم اساتذہ کرام سے استفادہ مگر سب سے زیادہ جن کے حضور زانوائے تلمذ تہہ کرنے کا موقع نصیب وہ امام المدرسین اُستاذ الکل علامہ غلام محمد تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہے کہ ناچیز راقم الحروف نے تمام معقولات ومنقولات کی تحصیل انہیں سے کی اور بالآخر انہیں سے دورۂ حدیث شریف مکمل کر کے سندِ فراغت وسندِ حدیث حاصل کی اور یہ محض سائیوں کی توجہ اور مہربانی تھی کہ انتہائی کٹھن حالات میں جبکہ ناچیز راقم الحروف مدرسہ میں ہر روز اپنا آخری روز ہی سمجھتا تھا درسِ نظامی کے قدیم نصاب کے مطابق مروجہ اور دیگر متروکہ تقریباً پچیس (۲۵) علوم وفنون کی مختصر عرصہ میں تحصیل کر لی۔اور درحقیقت یہ سائیوں کی عظیم کرامت تھی کہ ابتداء میں جیسے اختتام تک پہنچنے کی نوید ارشاد فرمائی تھی بالآخر اپنی توجہاتِ کریمانہ سے اختتام تک پہنچا ہی دیا۔

بندۂ ناچیز راقم الحروف جب درسیات کی تحصیل سے فارغ ہو چکا تو حضور غوث العالم قدس

سرّہُ العزیز اور آپ کے لختِ جگر عالمی مبلّغِ اسلام حضور قبلہ چن جی سرکار مدظلہٗ العالی نے ناچیز کی گوجرانوالہ جامعہ مدینۃ العلم میں تدریس کی ڈیوٹی لگا دی۔ چند سالوں میں ہی ابتدائی کتابیں پڑھانے کے بعد مختلف علوم وفنون اور معقولات کی منتہی کتب کی تدریس ناچیز کے سپرد ہوگئی جب مجھے شرح ملا جامی کا مشہور ومتداول حاشیہ ''ملاّ عبدالغفور'' پڑھانے کے لیے کہا گیا تو میں نے دل ہی دل میں حضور غوث العالمؒ قدِّسَ سرّہُ العزیز کی طرف متوجہ ہوکر عرض کیا کہ حضور! پڑھانے اور تدریس کرنے پر اس ناچیز کی ڈیوٹی آپ نے لگائی ہے اور یہ کتاب قدرے مشکل ہے اور میں خود بھی حالات کے ناساز گار ہونے کی وجہ سے اس کتاب کو پڑھ نہیں سکا لہٰذا مہربانی ہو جائے کہ میں اس کتاب کے مضامین کو خود بھی اچھی طرح سمجھ سکوں اور آگے طلباء کو بھی سمجھا سکوں اگر کچھ کمزوری رہ گئی تو مجھے اس میدان میں یاس وشرمندگی اٹھانا پڑے گی۔ سائیوں کی بارگاہ کی طرف یوں متوجہ ہونے کے بعد متوکلاً علی اللہ کتاب کا مطالعہ شروع کر دیا اور ساتھ ہی اس کے حواشی ''حاشیہ ملاّ عبدالحکیم سیالکوٹی'' اور ''حاشیہ ملاّ نور محمد مدقق'' کا بھی مطالعہ کرتا گیا سائیوں کی کچھ عجیب توجہ تھی کہ کسی قسم کی کوئی دقت محسوس نہ ہوئی اور ''حاشیہ ملاّ عبدالغفور'' کے ساتھ ساتھ ''حاشیہ ملاّ عبدالحکیم'' اور ''حاشیہ ملاّ نور محمد مدقق'' کو بھی سبقاً پڑھانا شروع کر دیا اور پورا سال پڑھانے کے بعد بحمدہٖ للہ تعالیٰ مقامِ درس اس خوبی سے اختتام پذیر ہوا کہ حاشیہ عبدالغفور کے ساتھ ساتھ ملاّ عبدالحکیم سیالکوٹی اور ملاّ نور محمد مدقق رحمہما اللہ تعالیٰ کے حواشی بھی مکمل سبقاً پڑھا دیئے۔ جب اگلے سال دوسری کلاس کو دوبارہ ملاّ عبدالغفور پڑھانا شروع کیا تو کچھ دیر پڑھانے کے بعد عالمِ رؤیا میں دیکھا کہ حضور غوث العالمؒ قدِّسَ سرّہُ العزیز ایک چھوٹے سے کمرے میں تشریف فرما ہیں جو سطح زمین سے پانچ چھ سیڑھیاں اونچا ہے اور بیلی ملاقات کے لیے حاضر ہو رہے ہیں اور اجازتیں لے لے کر واپس آ رہے ہیں بندۂ ناچیز بھی اندر داخل ہوا اور جونہی آپ کے سامنے ہوا تو حضور غوث العالمؒ قدِّسَ سرّہُ العزیز دیکھ کر بہت مسکرائے اور دریافت فرمانے

لگے کہ ''عبدالغفور کا سبق پھر کس طرح کا ہو رہا ہے؟'' ناچیز نے عرض کیا حضور الحمدللہ بہت ہی اچھا ہو رہا ہے صرف ملاّ عبدالغفور ہی نہیں بلکہ ساتھ ملاّ عبدالحکیم اور ملاّ نور محمد مدقق بھی ہو رہا ہے یہ سن کر آپ خوشی سے مسکرانے لگے اور کمرہ آپ کی دلنواز مسکراہٹوں سے نورٌ علیٰ نور ہو گیا اور یہ سب آپ کی توجہ اور نظرِ کرم ہی کی برکت ہے کہ بندۂ ناچیز پچیس (۲۵) علوم وفنون کی جملہ کتبِ درسیہ بالخصوص قدیم درسِ نظامی کے مختلف علوم وفنون کی اَدق ترین کتابیں مثلاً زواہدِ ثلاثہ (میر زاہد ملاّ جلال، میر زاہد رسالہ قطبیہ، میر زاہد اُمورِ عامہ)' قاضی مبارک' حمداللہ' صدرا' شمس بازغۃ' خیالی' عبدالغفور' مطول، شرح چغمینی، اوقلیدس، خلاصۃ الحساب وغیرہا بغیر کسی قسم کی دقت کے مسلسل پڑھا رہا ہے اور جہاں کہیں بھی کوئی اشکال پیدا ہوتا ہے محض سائیوں کی طرف توجہ سے ہی حل ہوتا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں تخصص فی الفقہ، تفسیر ودورۂ حدیث شریف کے اسباق، افتاء نویسی اور تصنیف وتالیف کی خدمت اس پہ مستزاد ہے۔ یہ تمام کام سائیوں کی خاص توجہ کے طفیل محض مولیٰ کریم کے فضل وکرم اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت وعطا سے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ناچیز کا ایسے کٹھن اور ناموافق حالات میں تحصیلِ علوم کی تکمیل کر لینا اور پھر اس انداز سے اتنے کثیر اور ادق ترین اسباق مسلسل بغیر کسی قسم کے ادنیٰ معاوضہ کے فقط سائیوں کا حکم اور دین کی خدمت سمجھتے ہوئے فی سبیل اللہ پڑھاتے چلے آنا سب کچھ محض حضور غوث العالمؒ قدِّسَ سرّہُ العزیز کی کرامت ہے۔ مولیٰ کریم دنیا' قبر' حشر اور آخرت میں سائیوں کی سنگت اور اپنی اور اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا نصیب فرمائے۔ اور سائیوں کے توسل سے جو خدمتِ دینیہ کی توفیق عطا فرمائی ہے اسے اپنی بارگاہِ مقدس میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور غوث العالم قدِّسَ سرّہُ العزیز کا اپنے خدام علماء سے مختلف ضروری دینی مسائل پر کتابیں لکھوا کر ان کی اشاعت فرمانا

حضورغوث العالم قدس سرہٗ العزیز نے محض اپنی روحانی توجہات سے متعدد کتابیں اپنے خدام علماء کرام سے ردِشیعت ورد وہابیّت اور دیگر اہم موضوعات پر لکھوائیں اور بار ہا مرتبہ انکے متعدد ایڈیشن شائع کروا کر ملک اور بیرونِ ملک مفت تقسیم فرمائیں۔ انکے علاوہ اعلیٰ حضرت سرکارِ کیلانی قدس سرہٗ العزیز، سیّد منیر حسین شاہ صاحب کیلانی جوکالوی رحمہٗ اللہ تعالیٰ اور قبلہ چن جی سرکار مدظلہٗ العالی کی تصانیف کی بھی اشاعت کروائی۔ آپ نے مجموعی طور پر درج ذیل کتب کی اشاعت کروائی۔

۱۔ الانسان فی القرآن — از اعلیٰ حضرت سرکارِ کیلانی سیّد نور الحسن شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ العزیز

۲۔ اتمام صیام — 〃 〃 〃 〃 〃

۳۔ انشراح الصدور بتذکرۃ النور — از سیّد منیر حسین شاہ صاحب کیلانی جوکالوی رحمہٗ اللہ تعالیٰ

۴۔ ارشادات ومعمولات حضور نبی کریم ﷺ — از عالمی مبلغ اسلام حضور قبلہ چن جی سرکار مدظلہٗ العالی

۵۔ آدابِ شیخ — 〃 〃 〃 〃 〃

۶۔ نورانیتِ مصطفیٰ ﷺ کا بیان — 〃 〃 〃 〃 〃

۷۔ انوار وتجلّیات میلاد النّبی ﷺ — 〃 〃 〃 〃 〃

۸۔ الفاظ یارسول اللہ کا مطلقاً انکار کفر ہے — 〃 〃 〃 〃 〃

۹۔ تاریخِ ولادتِ نبوی ﷺ ۱۲ ربیع الاول شریف ہے — از عالمی مبلغ اسلام حضور قبلہ چن جی سرکار مدظلہٗ العالی

۱۰۔ ترجمہ دلیل العارفین مصنّفہ خواجہ بابا سماسی قدس سرہٗ — از استاذ العلماء حافظ محمد سعید صاحب علی پوری

۱۱۔ حق چار یار — 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۲۔ عقائد جعفریہ ۵ جلد — از مولانا علامہ محمد علی صاحب جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور

۱۳۔ تحفہ جعفریہ ۵ جلد — 〃 〃 〃 〃 〃

۱۴۔ فقہ جعفریہ ۵ جلد — 〃 〃 〃 〃 〃

۱۵۔ دشمنانِ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ ۲ جلد — 〃 〃 〃 〃 〃

۱۶۔ تعارفِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ — 〃 〃 〃 〃 〃

۱۷۔ قانونچہ رسولیہ — 〃 〃 〃 〃 〃

۱۸۔ افضلیّتِ شیخین — 〃 〃 〃 〃 〃

۱۹۔ نور العینین فی ایمان آباءِ سیّد الکونین ۲ جلد — 〃 〃 〃 〃 〃

۲۰۔ شرح مؤطا امام محمد رحمہٗ اللہ تعالیٰ — 〃 〃 〃 〃

۲۱۔ شخصیت جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ — از مولانا شفقات احمد صاحب نقشبندی کیلانی

۲۲۔ مناقب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ — 〃 〃 〃 〃

۲۳۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز — 〃 〃 〃 〃

۲۴۔ مناقب اہل بیت — 〃 〃 〃 〃

۲۵۔ تحقیق رفع یدین — 〃 〃 〃 〃

۲۶۔ علمِ غیبِ مصطفیٰ ﷺ — از مولانا شفقات احمد صاحب نقشبندی کیلانی

۲۷۔ ۲۰ رکعات تراویح — 〃 〃 〃 〃

۲۸۔ کردارِ یزید — 〃 〃 〃

کتاب	مصنف
۲۹۔ مسلکِ اہلِ بیتِ اطہار	از مولانا محمد رفیق صاحب نقشبندی کیلانی
۳۰۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اہلِ بیت رسول ﷺ کا فیصلہ	〃 〃 〃 〃
۳۱۔ تمام سلاسلِ طریقت کے اولیاء کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق عقیدہ	〃 〃 〃 〃
۳۲۔ شانِ پنجتن پاک رضی اللہ عنہم	〃 〃 〃 〃
۳۳۔ تین طلاقوں کا شرعی مسئلہ	〃 〃 〃 〃
۳۴۔ سلام بارگاہِ شہدائے کرامِ کربلا وحدیث قسطنطنیہ اور یزید لعین	〃 〃 〃
۳۵۔ فضائل درود شریف	〃 〃 〃 〃
۳۶۔ نور الہدیٰ	از علامہ قاری خالد محمود صاحب کیلانی و مولانا محمد رفیق صاحب کیلانی
۳۷۔ مختصر تعارف سلسلہ نقشبندیہ	از راقم الحروف محمد احسان اللہ نقشبندی کیلانی
۳۸۔ ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' کا ثبوت	〃 〃 〃 〃
۳۹۔ نعرہ تحقیق ''حق چار یار'' پر فنی و منطقی اعتراضات کے جوابات	زراقم الحروف محمد احسان اللہ نقشبندی کیلانی
۴۰۔ حدیقۃ النور (ھذا الکتاب)	〃 〃 〃 〃

غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز مسلکاً پکّے اہل سنت و جماعت ماتریدی، مذھباً حنفی اور مشرباً نقشبندی مجددی مکان شریفی ہیں۔آپ کے عقائد و نظریات وہی ہیں جو امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی فاروقی قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز، شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز اور امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رَحِمَہُ اللہ تعالیٰ کے عقائد ونظریات ہیں۔آپ کے عقائد ونظریات کی ترجمان آپ کے خدام علمائے کرام شَکَرَ اللہُ سَعْیَہُم کی وہ کتابیں ہیں جو انہوں نے آپ کے حکم سے لکھیں اور آپ نے انہیں حرف بحرف سُن کر ان کی تصدیق فرمائی اور انہیں اپنی کتابیں قرار دیا اور ان میں موجود عقائد ونظریات کو اپنا عقیدہ ونظریہ قرار دیا۔ چنانچہ آپ نے مولانا محمد علی صاحب لاہوری رَحِمَہُ اللہ تعالیٰ کی کتب؛تحفہ جعفریہ،عقائد جعفریہ،فقہ جعفریہ اور دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ وغیرہ جو انہوں نے آپ کے حکم سے اور آپ کی توجہ اور روحانی تصرف سے لکھیں، کے بارے میں اپنے ایک وصیت نامہ میں اپنے جملہ ارادتمندوں،معتقدوں اور بالخصوص اپنی اولاد کو ان کا مطالعہ کرنے کی وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''میں اپنے جملہ ارادتمندوں،معتقدوں اور بالخصوص اپنی اولاد کو وصیت کرتا ہوں کہ مولانا (محمد علی صاحب لاہوری رَحِمَہُ اللہ تعالیٰ) کی تصنیف کردہ کتب کا اچھی طرح مطالعہ کریں،ان میں جو کچھ تحریر ہے جو بھی ان پر عمل کرے گا اسے میرا اور میرے سلسلہ کے اکابرین کا دامن تھامنا نصیب ہوگا اور ان کے مندرجات کے برخلاف عقیدہ رکھنے والا خواہ میری اولاد میں سے ہی کیوں نہ ہو اس کا سلسلہ عالیہ کے اکابرین سے قطعاً کوئی روحانی تعلق نہ ہوگا۔حالات بدلیں گے زمانہ کروٹیں لے گا لیکن میری اولاد اور میرے مریدین میں سے کسی کا عقیدہ اگر ان کتب سے مطابقت نہ رکھتا ہوگا تو وہ

اس سلسلہ عالیہ کے فیوض وبرکات سے بالکل محروم ہوگا خواہ وہ بظاہر سجادہ نشین ہی کیوں نہ کہلاتا ہوگا۔کیوں کہ کتب مذکورہ درحقیقت اسی سلسلہ کے کاملین حضرات نے مولانا محمد علی صاحب سے لکھوائی ہیں۔یہ سب کچھ ان کی روحانی قوت قدسیہ کا شاہکار ہیں اور فقیر نے ان کتب کا حرف بحرف مطالعہ کیا ہے اور حق پایا ہے اس لیے ان کتب کو دراصل میری ہی کتب سمجھا جائے لہذا ان پر عمل کرنے والا ہی ہمارے روحانی اکابرین کا خادم کہلانے کا حقدار ہوگا اور اس سے الگ رہنے والا اور اس کے خلاف عقیدہ وعمل رکھنے والا مردودِ شریعت وطریقت ہوگا خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں میرا خواب جو اکثر مجلدات میں موجود ہے وہ میرے اور تم سب کیلئے ایک بڑی عظیم شہادت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے والا کبھی ولی نہیں ہوسکتا'۔

حضور غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کے بعض عقائد ونظریات کی تفصیل

چونکہ حضرت غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز مسلک حق اہل سنت و جماعت کے عقائد کے حامل ہیں اور آپ کے عقائد ونظریات کی مکمل تفصیلات وہی ہیں جو اہل سنت و جماعت کی کتبِ عقائد مثلاً شرح عقائد نسفی ، شرح عقائد جلالی، شرح مواقف ، شرح مقاصد، مسامرہ و مسائرہ، المعتمد فی المعتقد از علامہ تورپشتی رَحِمَہُ اللہ تعالیٰ،مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز، کتبِ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز اور کتبِ امام اہل سنّت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رَحِمَہُ اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں۔جن کے بالاستیعاب بیان کی اس مختصر باب میں گنجائش نہیں،تاہم آپ کے عقائد ونظریات کی بعض جزئیات کی تفصیل درج ذیل ہے :

اہل سنت و جماعت ہی اہل حق اور نجات پانے والی جماعت ہیں :۔

یوں تو اسلام کے دعویدار سبھی فرقے اس بات کے مدعی ہیں کہ وہی سچے اور ناجی لوگ ہیں۔ مگر قرآن و حدیث، اقوال صحابہ و تابعین، ارشادات آئمہ دین و اولیائے کاملین اور فرمودات علمائے ربّانیّین شکرَ اللہُ سَعْیَھُم سے صرف اور صرف یہی ثابت ہے کہ فقط اہل سنت و جماعت ہی اہل حق اور آخرت میں نجات پانے والے ہیں اور ان کے علاوہ باقی تمام فرقے گمراہ اور جہنمی ہیں۔

قرآن کریم سے اہل سنت و جماعت کی حقانیت اور جنتی ہونے اور باقیوں کے جہنمی ہونے کا بیان

رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے؛

یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ ☆ وَاَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْھُھُمْ فَفِیْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ☆

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۰۶، ۱۰۷ پارہ ۴)

ترجمہ ؛ جس دن کچھ چہرے روشن ہونگے اور کچھ چہرے سیاہ پس وہ جن کے چہرے سیاہ ہونگے انہیں توبیخاً کہا جائے گا کیا تم ایمان لاکر کافر ہوئے تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ اور جن کے چہرے روشن ہوئے وہ اللہ کی رحمت میں ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے ''

تفسیر درّ منصور، تفسیر قرطبی اور تفسیر مظہری میں اس آیہ مقدسہ کے تحت حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے'' تبیض وجوہ و تسود وجوہ'' کی خود تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

'' تبیض وجوہ اھل السنۃ و تسود وجوہ اھل البدع ''

(تفسیر درمنثور جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۲۱ واللفظ لہ ، تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۱۱۶، تفسیر قرطبی جلد ۲ صفحہ ۱۶۷)

ترجمہ ؛ قیامت کے دن اہل سنت کے چہرے روشن ہونگے اور اہل بدعت (بدمذھبوں) کے چہرے سیاہ ہونگے ''

تفسیر درمنثور میں ہی حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیات مقدسہ تلاوت فرما کر ان کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

'' تبیض وجوہ اھل الجماعات والسنۃ و تسود وجوہ اھل البدع و الاھوآء ''

(تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۲۱)

ترجمہ ؛ قیامت کے دن اہل جماعت وسنت کے چہرے روشن اور اہل بدعت اور اہل ہواء (بدمذھبوں) کے چہرے سیاہ ہونگے ''

علامہ سیّوطی، قاضی ثناءاللہ پانی پتی، علامہ قرطبی، ابن کثیر اور صاحبِ تفسیر خازن نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

'' تبیض وجوہ اھل السنۃ والجماعۃ و تسود وجوہ اھل البدع والضلالۃ ''

(تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۲۰، تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۱۱۶، تفسیر قرطبی جلد ۲ صفحہ ۱۶۷، تفسیر ابنِ کثیر جلد ۱ صفحہ ۵۸۴، تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۳۶۹)

ترجمہ ؛ روز قیامت اہل سنت و جماعت کے چہرے روشن ہونگے اور اہل بدعت (بدمذہبوں) اور گمراہوں کے چہرے سیاہ ہونگے ''

قرآن مجید کی مذکورہ آیات اور ان کی تفسیر میں وارد احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح یہ بات عیاں ہے کہ روز قیامت دو قسم کے لوگ ہونگے

۱۔ روشن چہرے والے جو جنتی ہونگے اور ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور وہ

اہل سنت وجماعت ہوں گے۔

۲۔سیاہ چہرے والے جو اپنے کفر کے باعث جہنمی ہونگے اور وہ اہل سنت وجماعت کے مقابلہ میں باقی تمام بد مذہب وگمراہ فرقے اور کفار ہیں۔

احادیث مبارکہ سے اہل سنت وجماعت کی حقانیت اور ان کے جنتی ہونے اور باقیوں کے جہنمی ہونے کا ثبوت

سُنَنِ ابن ماجہ شریف میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ " اِفْتَرَقَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی اِحْدیٰ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً فَوَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰی عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً فَاِحْدیٰ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَ وَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَتَفْتَرِقَنَّ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلاثٍ وَّ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً فَوَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! مَنْ ھُمْ ؟ قَالَ الْجَمَاعَۃُ "

(سنن ابن ماجہ باب افتراق الامم صفحہ ۲۸۷)

ترجمہ ؛ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے ستر جہنمی ہوئے اور ایک جنتی ، اور عیسائی بہتر فرقوں میں بٹیا کہتر جہنمی اور ایک جنتی ہوا۔اس ذات کی قسم کہ محمد ﷺ کی جان جس کے دست قدرت میں ہے ضرور بالضرور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی ایک جنتی ہوگا اور بہتر جہنمی ہونگے ۔عرض کی گئی یارسول اللہ! ﷺ وہ (جنتی لوگ) کون ہوں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ جماعت ہونگے"

ترمذی شریف میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ لا یُجْمِعُ اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلَی الضَّلالَۃِ وَ یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ

(مشکوۃ المصابیح صفحہ۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ، ترمذی شریف)

ترجمہ ؛ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا یا فرمایا؛ امتِ محمد ﷺ کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔اور اللہ تعالیٰ کی نصرت ومدد جماعت پر ہے اور جو جماعت سے بچھڑ گیا وہ جہنم میں دھکیل دیا جائے گا"

اور اس جماعت سے مراد سوادِ اعظم ہے جیسا کہ دوسری حدیث مبارک میں ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِتَّبِعُوْا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ

(مشکوۃ شریف ۳۰، ابن ماجہ)

ترجمہ ؛ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ سوادِ اعظم کی پیروی کرو جو اس سے جدا ہوا وہ جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

اور ابن ماجہ شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ؛

اِنَّ اُمَّتِیْ لَا تَجْتَمِعُ عَلٰی ضَلالَۃٍ فَاِذَا رَأَیْتُم اِخْتِلافًا فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۹۲)

ترجمہ ؛ بے شک میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی پس جب تم اختلاف دیکھو تو

سواداعظم کولازم پکڑلو۔

داؤد غزنوی وہابی کا اعتراف کہ ''سواداعظم'' اور ''جماعت'' سے مراد صحابہ کرام اور اہل سنت و جماعت ہیں

وہابیہ کا مقتدر بزرگ داؤد غزنوی لکھتا ہے ؛

''جماعت سے مراد اصحاب کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں اسی سے فرقہ حقہ کے لیے ''اہل السنۃ والجماعۃ'' کا نام تجویز ہوا ہے اور انہی کے لیے ''سواداعظم'' یعنی بڑی جماعت'' کا لفظ ایک حدیث میں استعمال کیا گیا ہے ''۔

(الاعتصام صفحہ ۱۸۵ دسمبر ۱۹۵۹ء)

نوٹ: احادیث مبارکہ میں اہل حق اور ناجی جماعت کے لیے صراحۃً بھی '' اھل السنة و الجماعة '' کا لفظ وارد ہے۔

سواداعظم کون ہیں؟

حضرت ابودرداء، حضرت ابوامامہ، حضرت واثلہ بن اسقع اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم یہ چاروں صحابہ کرام ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے بنی اسرائیل میں فرقہ بندی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ؛

كُلُّهُمْ عَلَى الضَّلَالَةِ اِلَّا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ قَالُوْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنِ السَّوَادُ الْاَعْظَمُ ؟ قَالَ مَنْ كَانَ عَلٰى مَآ اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِىْ

(معجم کبیر للطبرانی جلد ۸ صفحہ ۱۵۲ حدیث ۷۶۵۹)

ترجمہ ؛ تمام گروہ گمراہی پر قائم ہیں سوائے سواداعظم کے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ سواداعظم کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا؛ جو میرے

اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے طریقہ پر قائم ہیں''

ترمذی شریف میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اِنَّ بَنِىٓ اِسْرَآئِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ مِلَّةً وَّتَفْتَرِقُ اُمَّتِىْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِى النَّارِ اِلَّا مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ قَالُوْا مَنْ هِىَ ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَآ اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِىْ

(جامع ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۵۴۹ ابواب الایمان باب ماجاء فی افتراق ھٰذہ الامۃ)

ترجمہ ؛ بیشک بنی اسرائیل کے بہتر فرقے ہوئے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی سوائے ایک کے باقی سب جہنمی ہونگے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ جنتی کون ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر ہونگے ''۔

ما انا علیه و اصحابی کے حاملین اهل السنة و الجماعة ہیں:

قیامت کے دن نجات پانے والے لوگ جن کی حقیقت ما انا علیه و اصحابی بیان فرمائی گئی ہے ان سے مراد اہل السنۃ والجماعۃ ہیں اور یہ نام خود سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں عطا فرمایا ہے چنانچہ علامہ عبدالکریم شہرستانی الملل و النحل میں ان الفاظ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِىْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً ، اَلنَّاجِيَةُ مِنْهَا وَاحِدَةٌ وَّالْبَاقُوْنَ هَلْكٰى قَالُوْا وَمَنِ النَّاجِيَةُ ؟ قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ قِيْلَ وَمَا السُّنَّةُ وَالْجَمَاعَةُ ؟ قَالَ مَآ اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِىْ (الملل والنحل)

ترجمہ : عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں سے نجات پانے والا ایک ہوگا باقی تمام ہلاک ہونگے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نجات پانے والے کون ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : اھل السنة والجماعة عرض کیا گیا سنت و جماعت کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں اس طریقے کا نام سنت و جماعت ہے ''۔

مذکورہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ نجات پانے والی ''جماعت'' جسے احادیث مبارکہ میں ''الجماعة '' اور ''السواد الاعظم'' اور ''من کان علیٰ مآ انا علیه و اصحابی '' سے تعبیر کیا گیا ہے وہ فقط اہل سنت و جماعت ہی ہے۔ اور بعض روایات میں تو لفظ ہی صرف ''اھل السنة و الجماعة '' ہے، جیسا کہ امام ابوشکور سالمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے التمہید میں یوں روایت نقل کی ہے:

رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیُ مِنْ بَعْدِیُ ثَلٰثَةً وَّ سَبْعِیْنَ فِرُقَةً کُلُّھُمُ فِی النَّارِ اِلَّاوَاحِدَةٌ وَّھِیَ اَھُلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

(تمہید ابو شکور سالمی)

ترجمہ : مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: عنقریب میرے بعد میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ایک کے علاوہ تمام فرقے جہنم میں جائیں گے اور وہ نجات پانے والے اھل السنة والجماعت ہوں گے''

احیاء العلوم میں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں فرقہ بازی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تہتر فرقوں میں سے صرف ایک جنتی ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا :

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَنُ ھُمُ؟ قَالَ اَھُلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

(احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۴۴)

ترجمہ ؛ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ جنتی گروہ کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ اہل السنۃ والجماعت ہیں ''۔

اس حدیث مبارک کی سند کے متعلق حافظ زین الدین عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ **احیاء العلوم** کے حاشیہ میں فرماتے ہیں :

''واسانیدھا جیاد''

(حاشیہ احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۴۴)

ترجمہ : اس حدیث کی سندیں (ایک نہیں متعدد ہیں اور ساری کی ساری) عمدہ ہیں ''۔

اتحاف السادۃ المتقین میں بھی اس حدیث کی توثیق موجود ہے۔ حتیٰ کہ غیر مقلدین میں سے حافظ عبداللہ روپڑی، جسے وہ بہت بڑا عالم اور حافظ الحدیث سمجھتے ہیں، نے بھی اس حدیث مبارک کے متعلق لکھا ہے کہ

''یہ حدیث قرناً بعد قرن ایسی مشہور چلی آتی ہے کہ اس کی شہرت نے اسے اعلیٰ درجہ کی صحیح بنا دیا ہے''

(فتاویٰ اہل حدیث جلد ا صفحہ ۳)

سواد اعظم اہل سنت و جماعت ہی ہیں:

امام عبدالوھاب شعرانی فرماتے ہیں کہ امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

المراد بالسواد الاَعظم هم مَن کان مِن اهل السنة و الجماعة ولو کان واحدًا فاعُلَم ذالک

(میزان الشریعۃ الکبریٰ جلد ا صفحہ ۴۰)

ترجمہ : سواد اعظم سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں اگر چہ وہ تعداد میں ایک ہی

فرد ہو یہ بات خوب جان لو''۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

''سواد اعظم در دین اسلام مذہب اھل سنت و جماعت است''

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد ۱، ص ۱۴۱)

ترجمہ : دین اسلام میں سواد اعظم سے مراد مسلک اہل سنت و جماعت ہے ''۔

علامہ سعدالدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ ''التلویح علی التوضیح'' میں فرماتے ہیں:

السّواد الاعظم عامة المسلمين ممن هو اُمّة مُطلَقة والمراد بالامة المطلقة اهل السنة والجماعة وهم الذين طريقتهم طريقة الرسول و اصحابه (رضى الله عنهم)

(التلويح و التوضيح)

ترجمہ : سواد اعظم عامۃ المسلمین یعنی امت مُطلَقہ ہیں اور امت مطلقہ سے مراد اہل السنۃ والجماعۃ ہیں اور اہل سنت و جماعت وہ ہیں جن کا طریقہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کے مطابق ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ سواد اعظم حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی میں منحصر ہے :۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

قال رسول الله ﷺ " اتبعوا السواد الاعظم"، ولما اندرست المذاهب الحقة الاهذه الاربعة كان اتباعها السواد الاعظم وخروج عنها خروجا عن السواد الاعظم .

(عقد المجيد صفحہ ۵۴ کراچی)

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ سواد اعظم کی پیروی کرو۔ اور اب جبکہ ان مذاھب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے علاوہ تمام

مذاہب چونکہ مٹ چکے ہیں تو ان چار مذاہب کی پیروی سواد اعظم کی پیروی ہے اور ان سے خروج سواد اعظم سے خروج ہے''۔

امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ سواد اعظم فقط اہل السنۃ والجماعۃ ہیں:۔

امام عبدالوھاب شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''المراد بالسواد الاعظم هم مَن كان مِن اهل السنة والجماعة ولو كان واحدًا فاعْلَم ذالک''۔

(الميزان الكبرىٰ جلد ۱ صفحه ۴۰)

ترجمہ : سواد اعظم سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل سنت و جماعت ہیں اگرچہ وہ مقدار میں ایک ہی ہو اس بات کو اچھی طرح جان لو''۔

سیدنا غوث اعظم الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد:۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ **فرماتے ہیں:**

''واما الفِرقة النّاجية فهى اهل السنة والجماعة''

(غنية الطالبين صفحه ۸۵)

ترجمہ : نجات پانے والی جماعت اہل السنۃ والجماعۃ ہی ہیں''۔

امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

امام ربانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

''طريقة النجاة متابعة اهل السنة والجماعة كثرهم الله سبحانه فى الاقوال والافعال وفى الاصول والفروع فانهم الفِرقة الناجية وماسِوا هُم من الفِرَق فهم فى معرض الزوال و شرف الهلاک

عَلِمَه الیوم احدٌ اَوْلم یعلم اما فی الغد فیعلمه کل واحد ولا ینفع“

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۶۹)

ترجمہ : ”نجات کا راستہ، اقوال، افعال، اصول اور فروع میں اہل السنۃ والجماعۃ، اللہ تعالیٰ انہیں زیادہ کرے، کی اتباع ہے کہ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں اور ان کے علاوہ باقی تمام فرقے مقام زوال اور ہلاکت کے دہانے پر کھڑے ہیں آج کوئی اس بات کو جانے یا نہ جانے مگر کل (روز قیامت) ہر کوئی اس بات کو جان لے گا لیکن (کل کا جاننا) فائدہ نہ دے گا“۔

اہل السنۃ والجماعۃ کی مخالفت زہر قاتل ہے:

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں:

آدمی از تصحیح اعتقاد بموجب آرائے فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ سواد اعظم و جم غفیر اند چارہ نبود تا فلاح و نجات اخروی متصور شود و خبث اعتقاد کہ مخالفت مُعتَقَداتِ اہل سنت است سَم قاتل است کہ بموت ابدی و عذاب سرمدی برساند۔

(مکتوبات امام ربانی حصہ ہفتم دفتر دوم صفحہ ۴۵ مکتوب ۶۷ جلد ۲)

ترجمہ ؛ آدمی کو فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت رضوان اللہ علیہم اجمعین، جو کہ سواد اعظم اور جم غفیر ہیں، کی آراء کے موافق اپنا اعتقاد صحیح کرنے کے بغیر چارہ نہیں ہے تا کہ فلاح و نجات اخروی متصور ہو سکے اور بد اعتقادی جو کہ اہل سنت و جماعت کے عقائد کے خلاف اعتقاد رکھنے کا نام ہے، زہر قاتل ہے جو ہمیشہ کی موت اور دائمی عذاب تک پہنچا دے گی“۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ مبارک میں لوگ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل سنت و جماعت تھے

امام ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ان الناس کانوا فی حیاة رسول الله صلی الله علیه وسلم اهل السنة“

(منتخب کنز العمال بر حاشیه مسند امام احمد جلد ۵ صفحه ۴۲۰)

ترجمہ ؛ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی مبارک میں لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم) اہل السنّت تھے“

بدعتی کون ہیں؟

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فتح الباری شرح بخاری میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

المبتدع من اعتقد شیئاً ممایخالف اهل السنة والجماعة

(فتح الباری جلد ۱ صفحه ۱۳۱ ، حاشیه بخاری جلد ۱ صفحه ۹۶)

ترجمہ ؛ بدعتی (بدمذہب) وہ ہے جو کوئی ایسا عقیدہ رکھے جو اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف ہے“

پیشوائے محدثین امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کہ نماز صرف اہل السنۃ والجماعۃ کے پیچھے پڑھی جائے

فن رجال کے امام حافظ الحدیث امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لا تصلی الاخلف من تثق به وتعلم انه من اهل السنة

(تذکرة الحفاظ جلد ۱ صفحه ۲۰۷)

ترجمہ ؛ تو صرف نماز اس شخص کے پیچھے پڑھ جس پر تجھے وثوق ہے اور تو جانتا ہے

کہ وہ اہل السنۃ میں سے ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد
کہ سنی عالم کی زیارت عبادت ہے

مفسر شہیر امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

النظر الی الرجل من اهل السنة يدعو الی السنة و ينهی عن البدعة عبادة

(تفسیر قرطبی جلد ۴ جز ۷ صفحه ۱۴۱)

ترجمہ ؛ اہل سنت و جماعت کا وہ شخص جو سنت کی طرف دعوت دیتا ہے اور بدعت سے روکتا ہے، اس کی زیارت عبادت ہے۔

مخالفین کی گواہیاں اور اقرار کہ اہل السنۃ والجماعۃ ہی نجات پانے والے ہیں:

غیر مقلدین کا معتبر عالم عبدالرحمٰن مبارکپوری لکھتا ہے:

اهل السنة و الجماعة وهی الفرقة الناجية

(تحفه الاحوذی علی جامع ترمذی جلد ۳ ص ۳۶۷)

ترجمہ : اہل سنت و جماعت اور یہی نجات پانے والی جماعت ہے''۔

غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن بھوپالی کا بیٹا نورالحسن بھوپالی لکھتا ہے:

''وحق دائراست درمذھب اہل سنت وجماعت''

(النهج المقبول صفحه ۱۱)

ترجمہ ؛ اور حق اہل سنت وجماعت کے مذہب میں ہی ہے۔

غیر مقلدین کے نزدیک بحرالعلوم عبداللہ روپڑی کی صراحت:

عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے کہ

''اہل سنت کوئی فرقہ نہیں بلکہ وہی اصل لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھے۔ جبکہ تفریق اسلامی کا نام ونشان نہ تھا فرقہ وہ لوگ ہیں جو ان سے الگ ہوئے ہیں''۔ (فتاویٰ اہل حدیث جلد ۱ صفحہ ۷۴)

خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کا اقرار :

دیوبندیوں کے محدث خلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا ہے:

ثنتان و سبعون فی النار ای نار جهنم و واحد فی الجنة وهی الجماعة ای وهی اهل السنة و الجماعة

(بذل المجهود جلد ٦ صفحه ١٨٩)

ترجمہ : بہتر فرقے جہنم کی آگ میں داخل ہونگے اور ایک گروہ جنت میں جائے گا اور وہ جماعت ہے یعنی وہ اہل سنت و جماعت ہیں''۔

سرفراز گکھڑوی کا اقرار:

دیوبندی مسلک کے ترجمان وامام سرفراز گکھڑوی نے لکھا ہے:

فرقہ ناجیہ صرف اہل السنۃ والجماعۃ کا گروہ ہے اس کے بغیر باقی تمام فرقے ہلاکت کا شکار ہونگے دوزخ سے اول تا آخر بچنے والا فرقہ صرف فرقہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعۃ کا طبقہ ہوگا۔ (اہل سنت کی پہچان صفحہ ۹)

شیعوں کا اقرار کہ اہل السنۃ والجماعۃ ہی ناجی ہیں:

شیعہ مذہب کی مستند کتاب ''جامع الاخبار'' میں ایک طویل حدیث قدسی نقل کی گئی ہے۔ اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے یہ عظیم خوشخبری سنائی کہ:

لیس علی من مات علی السنة و الجماعة عذاب القبر و لا شدة یوم القیٰمة یا محمد من احب الجماعة احبه الله و الملئکة اجمعین .

(جامع الاخبار صفحه ۹۰، فصل سی و ششم)

ترجمہ ؛ جو اہل سنت و جماعت فوت ہوگا اسے نہ قبر میں عذاب ہوگا اور نہ قیامت کے دن اس پر سختی ہوگی۔ اے محمد! ﷺ جو شخص اس جماعت سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اور اسکے تمام فرشتے اس سے محبت کریں گے''۔

اس پر فتن دور میں بعض بدمذہب بھی اپنے آپ کو اہل السنۃ والجماعۃ قرار دینے لگے ہیں حالانکہ اہل سنت و جماعت فقط وہی ہیں جو'' ما انا علیه و اصحابی '' کے حامل ہیں اور قرناً بعد قرنٍ انہی عقائد کے حامل چلے آ رہے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد تھے اور انہی عقائد کی ترجمانی امام اہل السنۃ الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے مخالفین کو بھی اس بات کا اعتراف کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

چنانچہ مشہور غیر مقلد عالم ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے:

''اسی (۸۰) سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے''

(شمع توحید صفحہ ۵۳، طبع مکتبہ عزیزیہ لاہور، صفحہ ۴۰ طبع امرتسر و سرگودھا)

امرتسری نے یہ کتاب 1938ء میں لکھی اور اس سے اسی (۸۰) سال پہلے 1858ء کا دور

ہے اور یہی انگریزوں کے برصغیر پاک و ہند پر قابض ہونے کا دور ہے۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہابیت، دیوبندیت، غیر مقلدیت اور اس طرح کے دیگر فرقے انگریزی دور کی پیداوار ہیں۔ اور اہل سنت و جماعت (بریلوی) اپنے عقائد و افکار کے اعتبار سے پرانی جماعت ہیں۔ حتی کہ ان کے عقائد و نظریات کا تسلسل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد سے قائم ہو جاتا ہے اور یہی اصلی اہل السنۃ والجماعۃ ہیں۔

حضور غوث العالم قدّس سرّہٗ العزیز کے ذات و صفاتِ الٰہی جل جلالہ سے متعلقہ عقائد و نظریات

عقیدۂ توحید:۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ ذات میں نہ افعال میں نہ احکام میں اور نہ اسماء میں، واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال ہے، قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے ازلی کے بھی یہی معنی ہیں، باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں، وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے''۔ (بہار شریعت جلد ۱ صفحہ ۴۱)

عقیدۂ توحید کی وضاحت:

توحید کیا ہے؟ سند المحققین میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

'' التوحید فی اللغة الحکم بان الشیئَ واحدٌ و العلم بانه واحد وفی اصطلاح اهل الحقیقة تجرید الذات الالٰهیة عن کل ما یتصور فی الافهام ویتخیّل فی الاوهام والاذهان . التوحید ثلاثة اشیآء معرفة اللّٰه تعالیٰ بالربوبیّة و الاقرار بالوحدانیّة و نفی الانداد عنه جملة '' (التعریفات للجرجانی)

ترجمہ : ''توحید لغت میں کسی چیز پر واحد ہونے کا حکم لگانے اور اسے واحد جاننے کا نام ہے اور اہلِ حقیقت کی اصطلاح میں ذاتِ الٰہیہ کو ہر اس چیز سے مجرد قرار دینے کا نام توحید ہے جو افہام میں متصور ہوتی ہے اور اوہام و اذہان میں متخیّل ہوتی ہے۔ توحید تین چیزوں سے عبارت ہے اللہ تعالیٰ کو اس کے رب ہونے کے اعتبار سے پہچاننا اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرنا اور اس سے تمام شرکاء کی نفی کرنا''

سرکار کیلانی اعلیٰحضرت سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

''خبردار ہونا چاہئے کہ سوائے توحیدِ رسالت کے توحید بھی مذموم اور گمراہی ہے اور صراطِ مستقیم کی راہ روی سوائے نورِ رسالت کے ناممکن اور اس سیر و گردانی باعث اعمیّت و کفرانِ نعمت۔ زمینِ قلب کو ماسوائے اصل کے پاک کر کے کتنی ہی محنت سے سنوارا جائے اور حبِّ مقصود ڈال کر اعمال صالحہ سے آب پاشی کی جائے، جب تک آفتاب نبوّت کی شعاعیں راہنمائی نہ کریں، روئیدگی محال ہے اور عمل بے فائدہ۔ کیونکہ ارادۂ الٰہی اور سنت اللہ اسی طرح جاری ہے''۔

(الانسان فی القرآن صفحہ ۱۷۷)

اس میں کلام نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک اعتقاد کے میدان میں توحید ہی صراط المستقیم ہے تمام سلسلۂ نبوت و رسالت کے حامل توحید ہی لے کر آئے اور یہی تعلیم دی، ظاہری و باطنی، قالی و افعالی اور حالی وجہ پر اقرار اور رؤیت سب کا سب اسی شجر کا ثمر ہے۔ اطاعت و فرمانبرداری صبر و استقامت اسی شجر کی پرورش اور حفاظت کا ذریعۂ نیک ہے۔ اسلام و ایمان کا انحصار اسی پر ہے۔ **آمَنوا و عمِلو الصٰلحت** (ایمان لائے اور نیک عمل کیے) اس کے بغیر بے سود ہے لیکن ایک گروہِ اسلام نے (جو اصل توحید سے بے خبر ہیں) اسے ایسا گھہ کے

پکڑا ہے کہ معانی، اصل کے خلاف ہو گئے ہیں اور ان کے سر پر زعمی توحید کا ایسا بھوت سوار ہوا ہے کہ جس نے عقل سلیم کو بالکل ڈھانپ لیا ہے۔ حق و ناحق دونوں کا انکار کر رکھا ہے۔ طریقت کو بدعت اور سبیل کو شرک خیال کرتے ہیں۔ گمان فاسد کے غبارہ کو اس انتہائی اوج فلک پر لے گئے ہیں کہ **لآ الٰہ الا اللّٰہ** توحید ہے اور محمدٌ رّسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ پڑھنا شرک ہے۔ نعوذ باللّٰہ مِن ذالک ایسے کلمات سن کر کہنا ہی پڑے گا کہ بدون نورِ رسالت ایسی توحید، توحیدِ ابلیس کے مترادف ہے اور اس کی نسبت سے عین مناسبت کیونکہ اس کا انکار غیر کو سجدہ کرنے کی رو سے تھا۔ لعنت کا طوق خوشی سے گلے میں ڈال لیا لیکن غیر کو سجدہ نہ کیا۔ مُوحِّد حنیف اس سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جس نے غیر کی عظمت کو تسلیم نہ کیا۔ **مذموما مّدحورًا** (مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا ہوا) کا تاج سر پر رکھے ہوئے **منک و ممّن تبِعَک** (تجھ سے اور تیرے پیروں سے) کے ہمراہ دوزخ کا ایندھن ہو گیا۔ دراصل ابلیس علیہ اللّعنۃ نے امر خداوندی کا انکار کیا اور امر کا انکار آمر کا انکار ہوا کرتا ہے۔ اور یہی کفر اور اس کا اصل ہے''۔

(الانسان فی القرآن صفحہ ۱۲۱)

شرک کی حقیقت:۔

چونکہ بمصداق قاعدہ ''**الاشیآء تُعرَف بِاَضدادھا**'' (ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے) توحید کا مفہوم اس وقت تک پوری طرح واضح نہیں ہو سکتا جب تک اس کی ضد ''اشراک'' کی حقیقت معلوم نہ ہو۔ امام سعد الملّۃ والدّین مسعود بن عمر تفتازانی رحمہُ اللّٰہُ تعالیٰ معروف درسی کتاب شرح العقائد النسفیّہ صفحہ ۱۶ پر ارشاد فرماتے ہیں:

'' الاشراک ھو اثبات الشریک فی الاُلوھیۃ بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ کما لِعَبَدۃ

الاَصنام"

(شرح العقائد النسفیّہ صفحہ ٦١)

ترجمہ : شرک کرنا اللہ تعالیٰ کی الوہیت بمعنی وجوبِ وجود میں کسی کو اس کے ساتھ شریک ثابت کرنا ہے جیسے مجوسیوں کا عقیدہ ہے یا اس کی الوہیت بمعنی مستحق عبادت ہونا میں کسی کو اس کا شریک ٹھہرانا ہے جیسے بت پرستوں کا عقیدہ ہے"

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں کسی کو شریک ٹھہرانا شرک ہے اور الوہیت دو چیزوں سے عبارت ہے: (١) واجب الوجود ہونا (٢) مستحق عبادت ہونا۔ پس اگر کوئی شخص ان دونوں چیزوں کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کیلئے مانے خواہ یہ ماننا مجازاً اہی کیوں نہ ہو تو وہ شرک ہے۔ کیونکہ الوہیت (یعنی "واجب الوجود" ہونا یا "مستحق عبادت" ہونا) مجازاً ہو ہی نہیں سکتی۔ اور اِشراک کے برعکس توحید: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت یعنی واجب الوجود ہونے اور مستحق عبادت ہونے میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رَحمہُ اللہُ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"واو سبحانہ یگانہ است شریک ندارد نہ در وجوبِ وجود وَ نہ در اِستحقاقِ عبادت،
وجوبِ وجود غیر او را نشاید و استحقاقِ عبادت سوائے او را سبحانہٗ وتعالیٰ نہ سزد"
(مکتوب ٦٧ دفتر دوم حصہ ہفتم)

ترجمہ؛ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ایک ہے نہ وجوبِ وجود میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ استحقاقِ عبادت میں، واجب الوجود ہونا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لائق نہیں ہے اور مستحق عبادت ہونا بھی اس کی ذات کے علاوہ کسی کے لیے سزاوار نہیں"۔

توحید اور شرک کا غلط مفہوم:۔

اگرچہ امت مسلمہ امتِ توحید ہے آخر زمانہ تک ہمیشہ توحید پہ قائم رہے گی کبھی شرک میں

گرفتار نہ ہوگی اس پر فرمان مصطفیٰ ﷺ گواہ ہے۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنّیُ لَسۡتُ اَخۡشَیٰ عَلَیۡکُمۡ اَنۡ تُشۡرِکُوۡا بَعۡدِیۡ"
(صحیح بخاری شریف جلد ٢ صفحہ ٥٧٨ جزء ١٦)

ترجمہ ؛ بے شک مجھے تم پر یہ خوف نہیں ہے کہ تم مشرک ہو جاؤ گے"

دوسری روایت میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنّی اُعطِیتُ مفاتیحَ خزائِن الاَرض و اِنی واللّٰہِ مآ اخافُ علیکم اَن تُشرِکوا بَعدی ولکن اَخافُ علیکم اَنۡ تنافسوا فیھا "
(صحیح بخاری شریف جلد ٢ صفحہ ٥٨٥ جزء ١٦)

ترجمہ؛ بے شک مجھے زمین کی چابیاں دی گئی ہیں اور بے شک خدا کی قسم مجھے تم پہ یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہاری خزائن ارض میں رغبت کا خطرہ ہے"۔

اور ایک روایت میں حضرت عبادہ بن نُسَیّ سے مروی ہے:

" قال دخلتُ علی شدّاد بن اَوس رضی اللہ عنہ فی مُصَلّاہُ و ھو یَبۡکی فقلتُ یآ اَبا عبدالرحمٰن ! ماالَّذی اَبکاک؟ قال حدیث سمِعۡتُہٗ مِن رسولِ اللّٰہ ﷺ . فقلتُ وما ھُوَ؟ قال بینما انا عند رسولِ اللّٰہ ﷺ اِذ رَأیۡتُ بوجھہٖ امرًا اَساۤءَ نی . فقلتُ بِاَبی انت و اُمّی یارسولَ اللّٰہِ ! ﷺ مالَّذی اریٰ بِوَجھِک ؟ قال اَمرٌ اَتخَوّفہ علیٰ امّتی مِن بعدی . قلتُ و ما ھُوَ؟ قال الشِّرک و

شَهوة خَفِيَّة . قال قلتُ يارسولَ اللّٰهِ ! ﷺ اَتُشرِکُ امّتک مِن بَعدِک ؟ قال ياشدّاد ! اَمَا اِنَّهُمُ لا يعبدون شمُسًا وّ لا قَمَرًا وّ لا وَثنًا وّ لا حجَرًا وّ لکن يُراءُ ون الناس بِاَعمالِهِم . قلتُ يارسولَ اللّٰه ! ﷺ الرِّيا شِركٌ هو؟ قال نعم . قلتُ فما الشهوة الخَفِيَّة ؟ قال يُصبِحُ اَحَدُكم صائمًا فتعرض له شهوة من شهَوَات الدنيا فيُفطِر .

(المستدرک للحاکم جلد۵صفحہ۴۷۰، مسندامام احمد بن حنبل جلد۵صفحہ ۸۳۵، ابن ماجہ کتاب الزھد حدیث ۴۲۰۵، بیہقی شعب الایمان جلد۵صفحہ ۳۳۳، حلیۃ الاولیاء جلد اصفحہ ۲۴۷)

ترجمہ : ’’حضرت عبادہ بن نُسَیّ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی جائے نماز میں ان کے پاس حاضر ہوا تو وہ رورہے تھے میں نے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! رونے کی کیا وجہ ہے؟ تو حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث مبارک سنی تھی اس کی وجہ سے رورہا ہوں۔ میں نے کہا وہ کونسی حدیث ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس دوران کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ایسی کیفیت ملاحظہ کی جس سے میں غمگین ہوا میں نے کہا یارسول اللہ! ﷺ میرے والدین آپ پر قربان ہوجائیں آپ کے چہرہ پر کیسی کیفیت دیکھ رہا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک امر کی وجہ سے میں رنجیدہ ہوں جس کا مجھے اپنے بعد اپنی امت پر خطرہ ہے۔ میں نے عرض کیا وہ کونسا امر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شرک اور شہوت خفیہ ہے۔ حضرت شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار!

اے شداد! میری امت کے لوگ نہ سورج کی عبادت کریں گے نہ چاند کی نہ کسی بت کی عبادت کریں گے اور نہ کسی پتھر کی لیکن اپنے اعمال کے ساتھ لوگوں کے لیے دکھلاوا کریں گے۔ میں نے عرض کیا: کیا یہ دکھلاوا اور ریاکاری شرک ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں دکھلاوا شرک ہے۔ میں نے عرض کیا: شہوت خفیہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی صبح کے وقت روزے کی حالت میں ہوگا اسے دنیا کی شہوتوں میں سے کوئی شہوت عارض ہوجائے گی تو وہ روزہ توڑ دے گا‘‘

امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

ایک اور روایت میں حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

’’ قال جلستُ انا و ابو درداء وعُبَادة بن الصّامت اذ طلع علينا شدّاد بن اوس و عوف بن مالک (رضی الله عنهم) **فجلسا الينا . فقال شداد اِنَّ اَخوَفَ مآ اخاف عليكم ايُّها النّاس لِما سمِعتُ من رسولِ اللّٰه ﷺ يقول فى الشهوة الخفية و الشرک . فقال عُبَادة و ابو درداء اَللّٰهم غُفرًا اَوَلَم يكُن رسولُ اللّٰه ﷺ قد حدَّثَنا انَّ الشيطان قد يَئِسَ ان يُعبَد فى جزيرة العرب، فامّا الشهوة الخفيّة فقد عرَفناها فهِيَ شهوات الدّنيا من نسآئها و شهَواتها . فما هذا الشّرک الّذى تُخَوّفُنَا به ياشدّاد! قال ارأيتكم لو رَأَيتُم اَحَدًا يُصَلِّي لرجلٍ او يصوم لهُ او يَتَصدّق لهُ ، اتَرَون انّه قد اشرک؟ قالوا نعَم . قال فَاِنّي سمِعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ يقول: مَن صلّىٰ يُرَائى فقد اَشرَک، ومَن صامَ يُرَائى فقد اَشرَک، ومَن تصدّق**

یُرَائی فقد اَشرَک ''.

(سیر اعلام النبلاء للذّھبی جلد۴ صفحہ ۹۵ مطبوعہ دار الفکر)

ترجمہ؛ ''حضرت عبدالرحمٰن بن غنم فرماتے ہیں کہ میں، حضرت ابودرداء اور حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ وہ دونوں ہمارے پاس بیٹھ گئے۔ پس حضرت شداد رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! جو کچھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اس کے پیش نظر مجھے تم پر شہوت خفیّہ اور شرک کا بہت بڑا خطرہ ہے۔ حضرت عُبادہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! ہمیں معاف فرما۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ارشاد نہیں فرمایا: کہ شیطان مایوس ہوگیا ہے کہ جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کی جائے۔ جہاں تک شہوت خفیّہ کا تعلق ہے اسے ہم جانتے ہیں کہ وہ دنیا اور عورتوں کی خواہش ہے۔ اے شداد! جس شرک سے آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں یہ کیسا شرک ہے؟ حضرت شدّاد رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: تم خود ہی مجھے بتاؤ، جس نے کسی بندے کے لیے دکھلاوا کرتے ہوئے نماز پڑھی یا روزہ رکھا یا صدقہ کیا، کیا اس نے شرک کیا؟ حضرت عُبادہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما نے کہا: ہاں۔ حضرت شدّاد رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس نے ریاکاری کرتے ہوئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا، جس نے ریاکاری کرتے ہوئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا، اور جس نے ریاکاری کرتے ہوئے صدقہ کیا اس نے شرک کیا''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کا اس انداز سے قلع قمع فرمایا کہ اسے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ چنانچہ شیطان کو یہ مایوسی صرف جزیرہ عرب کے لحاظ سے ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے لحاظ سے ہے۔

ملاحظہ ہو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

'' قال قال رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الشّیُطانَ قد یَئِسَ اَن یَّعبُدَہُ المُصَلُّوْن.

(البدایہ والنہایہ لابن کثیر جلد ا صفحہ ٦٦)

ترجمہ؛ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شیطان مایوس ہوگیا ہے کہ نمازی اس کی بندگی کریں''۔

اس مضمون کی مؤیِّد اور بھی متعدّد احادیث ہیں۔ ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس امت کا کلمۂ توحید پر یقین اتنا دیرپا ہے کہ جب نماز روزہ کا نام بھی باقی نہیں رہے گا یہ کلمہ اس وقت بھی ہوگا اور اس وقت بھی معتبر ہوگا۔ امت جس مرحلہ سے گزر رہی ہے یہ امت کے شرک جلی (بت پرستی) میں مبتلا ہونے کا مرحلہ نہیں بلکہ شرک خفی (ریاکاری) اور دنیا میں رغبت کا مرحلہ ہے۔

ایک حدیث شریف میں جو قبائل کے مشرک ہو جانے کا ذکر ہے وہ بعد کا معاملہ ہے چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

" قال قال رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یَدْرُسُ الاسلامُ کما یَدْرُسُ وَشْیُ الثّوب حتّٰی لا یُدرٰی ما صِیامٌ و لا صدقۃٌ و لا نُسُکٌ و یُسْریٰ علیٰ کتاب اللّٰہ فی لیلۃ فلا یَبْقیٰ فی الارْض منہ آیۃ و یَبْقیٰ طَوَائف من الناس الشیخُ الکبیرُ و العَجُوز الکبیرۃُ یقولون اَدْرَکنا اٰبآئنا علی ھذہ الکلمۃ لآ الٰہ اِلّا اللّٰہ فنحن نقولھا قال صِلَۃُ بن زُفَرَ لِحُذَیْفَۃ فما تُغنی عنھم لآ الٰہ اِلّا اللّٰہ وھم لا یَدْرُون ما صیامٌ ولا صدقۃٌ ولا نُسُکٌ؟ فاَعْرَضَ عنہ حُذیفۃ فردد ھا علیہ ثلاثًا کل ذالک یُعرض عنہ حذیفۃ ثم اقبل علیہ فی الثّالثۃ فقال یاصِلَۃُ تُنْجِیْھِمْ مِنَ النّار.

(المستدرک للحاکم جلد۵ صفحہ ٦٦٩ حدیث ۸۵۰۸، سنن ابن ماجہ باب ذھاب القرآن والعلم حدیث ۴۰۴۹، کتاب النہایہ لابن کثیر جلد ا صفحہ ۳۰)

ترجمہ؛ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام یوں بوسیدہ ہو جائے گا جیسے کپڑے کے نقش ونگار بوسیدہ و مدھم ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ نہ جانا جائے گا کہ روزہ کیا ہے؟ صدقہ کیا ہے؟ قربانی کیا ہے؟ ایک ہی رات میں کتاب اللہ غائب ہو جائے گی زمین پر اس کی ایک آیت بھی باقی نہیں رہے گی۔ لوگوں کے کچھ طبقے باقی رہ جائیں گے۔ بوڑھا مرد بوڑھی عورت کہیں گے ہم نے اپنے آباء کو اس کلمہ لا الٰہ الاّ اللہ پر پایا تھا ہم بھی وہی کہہ رہے ہیں۔ حضرت صِلَہ بن زُفَر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا جب انہیں نماز، روزہ، صدقہ اور قربانی کا پتہ نہیں ہوگا تو لا الٰہ الاّ اللہ انہیں کیا فائدہ دے گا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اعراض کیا۔ حضرت صِلَہ بن زُفَر رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ آپ سے پوچھا آپ اعراض کرتے رہے تیسری مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صِلَہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے صِلَہ! یہ کلمہ (لا الٰہ الاّ اللہ) انہیں جہنم کی آگ سے نجات دے گا''۔

امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

اس حدیث مبارک میں جن حالات کا ذکر کیا گیا ہے ابھی وہ حالات ہرگز نہیں آئے ابھی تو نمازیوں سے مسجدیں بھری ہوئی ہیں۔ روزے دار روزہ رکھتے ہیں پورے عالم اسلام میں قربانیاں ہوتی ہیں آج کے حالات کے مقابلہ میں وہ حالات کتنے بُرے ہوں گے جب نماز روزے کا نام بھی بھول جائے گا مگر کلمہ اسلام پھر بھی نہیں بھولا ہو گا۔ اس وقت کے کمزور ترین مومن کا کلمہ بھی معتبر ہوگا۔ پس آج کے مسلمانوں کو مشرک قرار دینے اور ان کے کلمہ کو غیر معتبر قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ مگر بعض بے دینوں نے امّت مسلمہ کو مشرک ثابت کرنے کے لیے اپنی طرف سے توحید اور شرک کا ایک غلط مفہوم گھڑ لیا ہے۔ ان کے نزدیک لا الٰہ الاّ اللہ کا معنی اور

توحید کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں، کوئی مشکل کشا نہیں، کوئی غوث نہیں، کوئی غریب نواز نہیں، کوئی مددگار نہیں، کوئی داتا نہیں، کوئی خواجہ نہیں، کوئی گنج بخش نہیں، کوئی غیب دان نہیں، کوئی مالک ومختار نہیں، کوئی زندہ کرنے والا نہیں، کوئی مارنے والا نہیں، کوئی اولاد دینے والا نہیں، کوئی نعمت دینے والا نہیں، کوئی نہیں کہ دور ونزدیک سے اسے پکارا جائے، کوئی نہیں کہ اس کے نام کی دُہائی دی جائے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے مجازاً بھی ان صفات کا حامل ماننا شرک ہے۔ جیسا کہ ان کے مذہب کے بانی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان میں لکھ دیا ہے:

''پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے''

(تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰)

حالانکہ توحید کا مفہوم اور لا الٰہ الاّ اللہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ (معبود) نہیں یعنی الوہیت میں کوئی اس کا شریک نہیں اور معیار الوہیت دو چیزیں ہیں (۱) واجب الوجود ہونا (۲) مستحق عبادت ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی واجب الوجود ہے اور نہ مستحق عبادت، کوئی مجازاً اور عطائی طور پر بھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ الوہیت مجازی اور عطائی نہیں ہوسکتی اور نہ ہی کسی دور میں ایک سیکنڈ کے لیے بھی کسی اور کے لیے کسی طرح بھی الوہیت تسلیم کی جاسکتی ہے۔ جبکہ حاجت روا ہونا، مددگار اور مشکل کشا ہونا وغیرہ مذکورہ صفات اور دیگر بہت سی صفات رب تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بھی عطا فرمائی ہیں اس کی عطا سے ان کے لیے ان صفات کا ماننا شرک نہیں بلکہ عین توحید ہے۔ رب تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں اور مخلوق کی عطائی کہ رب تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہیں اور اس کا عکس یعنی رب تعالیٰ کی صفات کو

عطائی ماننا اور مخلوق کی صفات کو ذاتی ماننا یا اللہ تعالیٰ اور مخلوق دونوں کی صفات کو عطائی ماننا یا دونوں کی صفات کو ذاتی ماننا کفر وشرک ہے۔ پس حاجت روا ہونا اور مشکل کشا ہونا وغیرہ مذکورہ صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے جن بندوں کو عطا فرمائی ہیں اس کی عطا سے بھی ان کے لیے نہ ماننا اور مذکورہ صفات جس طرح حقیقۃً ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں مجازاً بھی ان کا اسی کے ساتھ اختصاص ماننا (جیسا کہ تقویۃ الایمان کے حوالہ سے گذر چکا ہے) خالص کفر اور قرآن مقدّس کی بعض آیات کو بعض دیگر آیات کے ساتھ معارض و مقابل ثابت کرنا ہے جو سراسر قرآن مجید کو جھٹلانا اور اس کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کرنا ہے۔

رب تعالیٰ کا فرمان

''اَفَلا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلافًا کَثِیْرًا'' (سورۃ النساء آیت ۸۲، پارہ ۵)

ترجمہ: ''تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے''

اس پر گواہ ہے۔

رب تعالیٰ کی عطا سے اس کے بندوں کا حاجت روا، مشکل کشا، غوث اور مددگار ہونا:۔

رب تعالیٰ نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں جہاں اپنی صفت ''مولیٰ'' (مددگار) ''ولی'' (مددگار، دوست) ''نصیر'' (مددگار) بیان فرمائی ہے اور فرمایا ہے:

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَوْلٰکُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ (سورۃ انفال آیت ۴۰)

ترجمہ: پس جان لو کہ اللہ تمہارا مولیٰ (مددگار) ہے، تو کیا اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے''۔

مزید فرماتا ہے:

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (سورۃ بقرۃ آیت ۲۵۷)

ترجمہ: اور اللہ والی ہے مسلمانوں کا''۔

اور فرماتا ہے:

وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ (آل عمران آیت ۶۷)

ترجمہ: اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔

حتی کہ غیروں سے ''ولی'' اور ''نصیر'' (مددگار) ہونے کی نفی فرمائی اور فرمایا:

وَمَالَکُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلا نَصِیْرٍ (سورۃ شوریٰ آیت ۳۱)

ترجمہ: اور نہ اللہ کے مقابل تمہارا کوئی دوست نہ مددگار۔ (کنز الایمان)

مزید فرمایا: مَا لَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلا نَصِیْرٍ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۰)

ترجمہ: اور اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہے اور نہ مددگار

اسی قرآن مجید میں ہی رب تعالیٰ نے متعدد مقامات پر یہی صفات ''مولیٰ'' (مددگار، دوست) ''ولی'' (مددگار، دوست) اور ''نصیر'' (مددگار) اپنے محبوبوں اور پیاروں کی بھی بیان فرمائی ہیں۔ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصٰلِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰئِکَۃُ بَعْدَ ذَالِکَ ظَھِیْرٌ (سورۃ تحریم آیت ۴)

ترجمہ: تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے (مددگار) ہیں اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں''

اس آیہ مقدسہ میں رب تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام اور صالح مومنین کو ''مولیٰ'' (مددگار، دوست) اور فرشتوں کو ''ظہیر'' (مددگار) قرار دیا ہے۔ اسی طرح مولیٰ کریم نے جہاں اپنی ذات کو" نعم النصیر "فرما کر اپنی صفت ''نصرت'' (مددگار) بیان فرمائی ہے اہل ایمان کے لیے بھی یہ وصف ''نصرت'' (مدد کرنا) بیان فرمایا ہے۔ اور اس پر ان کی مدح فرمائی ہے۔

چنانچہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِيۡنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوۡۤا اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا

(سورۃ انفال آیت ۷۴)

ترجمہ؛ اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے مومن ہیں''

حتیٰ کہ اہل ایمان کو نصرت و مدد کرنے کا حکم ارشاد فرمایا:

وَاِنِ اسۡتَنۡصَرُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ فَعَلَيۡكُمُ النَّصۡرُ

(الانفال آیت ۷۲)

ترجمہ؛ اگر وہ دین میں تم سے مدد چاہیں تو تم پہ مدد دینا واجب ہے''

اسی طرح '' اخراج من الظلمت الی النور '' (اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لانا) جو کہ مشکل کشائی، حاجت روائی اور غوثیت (مددگاری) بھی ہے اور یہ صفت بھی رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے جہاں اپنے لیے بیان فرمائی ہے۔ اور فرمایا ہے:

اَللّٰهُ وَلِىُّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ

(بقرہ آیت ۲۵۷)

ترجمہ؛ اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے''

اسی طرح یہی صفت قرآن مجید میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی بیان فرمائی ہے:

قَدۡ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اِلَيۡكُمۡ ذِكۡرًا رَّسُوۡلًا يَّتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ

لِّيُخۡرِجَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ۔

(سورۃ طلاق آیت ۱۱)

ترجمہ؛ بیشک اللہ نے تمہارے لیے عزت اتاری وہ رسول کہ تم پہ اللہ کی روشن آیتیں پڑھتا ہے تا کہ انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

هُوَ الَّذِىۡ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبۡدِهٖۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ

(الحدید آیت ۹)

ترجمہ؛ وہی ہے کہ اپنے بندے پر روشن آیتیں اتارتا ہے تا کہ وہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے۔

اسی طرح انعام فرمانا یعنی نعمت دینا ہی غریب نوازی، گنج بخشی اور داتا پن ہے جیسا کہ رب تعالیٰ نے یہ وصف اپنے لیے بیان فرمایا ہے۔ اور فرمایا:

يَا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ

(سورۃ بقرۃ آیت ۴۰، ۴۷)

ترجمہ؛ اے اولاد یعقوب! یاد کرو میرا وہ انعام جو میں نے تم پہ فرمایا''

اور دوسرے مقام پر اپنے بندوں کو تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ

(سورۃ فاتحہ آیت ۷)

ترجمہ؛ ان لوگوں کی راہ (چلا) جن پہ تو نے انعام فرمایا''

یہی وصف یعنی انعام (نعمت دینا) اپنے لیے اور اپنے محبوب کریم کے لیے بھی بیان فرمایا ہے۔
چنانچہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِ

(سورۃ احزاب آیت ۳۷)

ترجمہ؛ اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے نعمت دی''۔

یونہی رب تعالیٰ نے جہاں اپنا یہ وصف بیان فرمایا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو رزق عطا فرماتا ہے، اپنے متقی بندوں کا بھی یہ وصف بیان فرمایا کہ وہ بھی اس کی عطا سے دوسروں کو عطا فرماتے ہیں۔
چنانچہ وہ فرماتا ہے:

''وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ

(سورۃ البقرہ آیت ۳)

ترجمہ : اور (متقی لوگ) ہمارے عطا فرمائے ہوئے رزق سے ہماری راہ میں دیتے ہیں''۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک و پرہیزگار بندے اس کے عطا فرمائے ہوئے خزانوں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی عطا فرماتے ہیں، اور یوں ان کی حاجت روائی فرما کر اپنی غریب نوازی، گنج بخشی اور داتا پن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور قرآن و حدیث کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے لوگوں کو غنی فرماتا ہے رسول اللہ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے غنی و مالدار فرماتے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

''اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ

ترجمہ : انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے''۔

اور بخاری شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اَنَّہٗ کَانَ فَقِیْرًا فَاَغْنَاہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ جلد اص ۱۹۸)

ترجمہ؛ ابن جمیل فقیر تھا اسے اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا''۔

یوں ہی مُردوں کو زندہ کرنا، یہ صفت جیسے رب تعالیٰ نے اپنے لیے بیان فرمائی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی عطا فرمائی ہے۔ رب تعالیٰ اپنے متعلق فرماتا ہے:

''وَھُوَ الَّذِیْٓ اَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ

(سورۃ الحج آیت ۶۶)

ترجمہ؛ اور وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا''۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول یوں نقل فرمایا اور ان کی زبان سے یوں ارشاد فرمایا:

''اِنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَ اُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ

(سورۃ آل عمران آیت ۴۹)

ترجمہ؛ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندہ کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو''۔

اور دوسرے مقام پر انہی کے متعلق فرمایا:

''وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْھَا فَتَکُوْنُ طَیْرًا

بِاِذۡنِیۡ وَتُبۡرِیُٔ الۡاَکۡمَهَ وَالۡاَبۡرَصَ بِاِذۡنِیۡ وَاِذۡ تُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِیۡ

(سورۃ المائدہ آیت ۱۱۰)

ترجمہ : اور جب تو مٹی سے پرندہ کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اُڑنے لگتی اور تو مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا''۔

ان دونوں آیات مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ تخلیق (پیدا کرنا)، بیماروں کو شفا دینا، غیب بتانا اور مردے زندہ کرنا جو کہ رب تعالیٰ کی صفات ہیں، رب تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی عطا فرمائی ہیں اور وہ بھی اس کی عطا سے پرندے پیدا کرنے والے، بیماروں کو شفا دینے والے اور مردے زندہ کرنے والے ہیں۔ اگر بقول وہابیہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی اس کی کسی بھی صفت کو اس کے مقبول بندوں میں ماننا شرک ہو تو کیا معاذ اللہ یہاں اللہ تعالیٰ نے شرک کی تعلیم دی ہے؟ تعالی اللہ عن ذالک علوًّا کبیرا۔ اسی طرح رب تعالیٰ نے جہاں اپنے لیے عالم الغیب ہونا ارشاد فرمایا ہے اپنے محبوبوں کو بھی علم غیب عطا فرمانے کا اعلان فرمایا ہے۔ ربّ ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے:

''عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡهِرُ عَلٰی غَیۡبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ

(سورۃ الجن آیت ۲۶،۲۷)

ترجمہ : غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلّط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے''۔

(کہ انہیں غیوب پر مسلط کرتا ہے اور اطلاع کامل اور کشف تام عطا فرماتا ہے اور یہ علم غیب ان کے لیے معجزہ ہوتا ہے اولیاء کرام کو بھی اگرچہ غیوب پر اطلاع دی جاتی ہے مگر انبیاء کرام علیہم السلام کا علم، باعتبار کشف وانجلا، اولیاء کے علم سے بہت بلند و بالا وارفع واعلیٰ ہے، اور اولیاء کے

علوم انبیاء کرام علیہم السلام کی وساطت اور انہی کے فیض سے ہوتے ہیں)

(خزائن العرفان)

غرضیکہ ایسی بہت ساری صفات ہیں کہ جنہیں رب تعالیٰ نے اپنے لیے بھی بیان فرمایا ہے اور اپنے مقبول بندوں کے لیے بھی وہی صفات عطا فرمانے کا اعلان فرمایا ہے۔ رب تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں اور اس کے بندوں کی تمام صفات رب تعالیٰ کی عطا فرمودہ اور حادث ہیں۔ پس اگر ذاتی اور عطائی کا فرق نہ کیا جائے اور رب تعالیٰ نے جو اوصاف اپنے بندوں کو عطا فرمائے ہیں ان کا انکار کر دیا جائے تو یہ قرآن کریم کا انکار ہوگا جو کہ خالص کفر ہے۔ اور اگر جس طرح رب تعالیٰ کی صفات ہیں یعنی ذاتی اسی طرح کی مخلوق کے اندر بھی ذاتی ہی مان لی جائیں تو یہ خالص شرک ہوگا، اور اگر رب تعالیٰ کی صفات کو ذاتی مانا جائے اور اس کے بندوں کے لیے جو جو صفات اس نے عطا فرمائی ہیں اسی طرح انہیں عطائی مانا جائے تو یہ خالص توحید ہے اور یہی اصل ایمان ہے۔

کذب باری تعالیٰ محال وممتنع ہے ہرگز ممکن نہیں:

وہابیہ دیوبندیہ کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ: اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اور وہ جھوٹ بولنے پہ قادر ہے البتہ جھوٹ بولتا نہیں، جیسا کہ ان کی کتابوں ''یک روزی'' اور ''براہین قاطعہ'' اور ''جہد المقل'' وغیرہ میں اس کی صراحت موجود ہے جبکہ یہ عقیدہ کفریہ ہے اور تمام اہل سنت و جماعت کا اس بات پہ اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جھوٹ ممتنع بالذات ہے نہ جھوٹ بولتا ہے اور نہ ہی جھوٹ بول سکتا ہے۔ رب تعالیٰ کے لیے جھوٹ بولنا محال ہے اور تحت قدرت ہی نہیں، کیونکہ وہ عیب ہے اور واجب تعالیٰ تمام عیوب سے پاک ومنزہ ہے۔

شرح مقاصد میں ہے:

''اَلۡکِذۡبُ مُحَالٌ بِاِجۡمَاعِ الۡعُلَمَاءِ لِاَنَّ الۡکِذۡبَ نَقۡصٌ بِاِتِّفَاق

الْعُقَلآءِ وَهُوَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰی مُحَالٌ

(شرح مقاصد المبحث السادس جلد ۲ صفحہ ۱۰۴)

ترجمہ: جھوٹ باجماعِ علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عُقلا عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے"۔

شرح عقائد نسفیہ میں ہے:

"کِذْبُ کَلامِ اللّٰهِ تَعَالٰی مُحَالٌ"

(شرح العقائد النسفیہ صفحہ ۷۱)

ترجمہ: کلامِ الٰہی کا کذب محال ہے"۔

طوالع الانوار میں ہے:

"اَلْكِذْبُ نَقْصٌ وَالنَّقْصُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰی مُحَالٌ"

(طوالع الانوار للبیضاوی)

ترجمہ: جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے"۔

مسامرہ شرح مسائرہ میں ہے:

"لا خِلافَ بَیْنَ الْاَشْعَرِیَّةِ وَغَیْرِهِمْ فِیْ اَنَّ کُلَّ مَا کَانَ وَصْفَ نَقْصٍ فَالْبَارِیْ تَعَالٰی مُنَزَّهٌ عَنْهُ وَهُوَ مُحَالٌ عَلَیْهِ تَعَالٰی وَالْکِذْبُ وَصْفُ نَقْصٍ

(المسامرہ شرح مسائرہ صفحہ ۳۹۳)

ترجمہ: اشاعرہ اور غیر اشاعرہ کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ جو کچھ صفت عیب ہے، باری تعالیٰ اس سے پاک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر ممکن نہیں اور کذب صفت عیب ہے"۔

اور کیوں نہ ہو کہ وہ خود قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلاً ترجمہ: اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ترجمہ: اور اللہ سے زیادہ کس کا قول سچا ہے"۔

اس موضوع پر امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ العزیز کا رسالہ "سبحان السبوح" انتہائی مفصل و مدلل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے اور محال و ممتنع تحت قدرت نہیں:

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"**عقیدہ**:۔ وہ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں۔" جو چیز محال ہے اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اس کی قدرت اسے شامل ہو کہ محال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے اور جب مقدور ہوگا تو موجود ہو سکے گا پھر محال نہ رہا۔ اسے یوں سمجھو کہ دوسرا خدا محال ہے یعنی نہیں ہو سکتا تو یہ اگر زیر قدرت ہو تو ہو سکے گا تو محال نہ رہا اور اس کو محال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ یوں ہی فنائے باری محال ہے۔ اور (اگر تحت قدرت ہو تو ممکن ہوگی اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں، تو ثابت ہوا کہ) محال پہ قدرت ماننا اللہ تعالیٰ کی الوہیت سے ہی انکار کرنا ہے۔

عقیدہ:۔ ہر مقدور کے لیے ضروری نہیں کہ موجود ہو جائے۔ البتہ ممکن ہونا ضروری ہے اگرچہ کبھی موجود نہ ہو۔

عقیدہ:۔ وہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے پاک ہے یعنی عیب ونقصان کا اس میں ہونا محال ہے بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لیے محال ہے۔ مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہ عیوب اس پہ قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پہ قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے، محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی، باطل محض ہے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان؟ نقصان تو اس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں۔

(بہار شریعت جلد ۱ ص ۴۳)

عقیدہ:۔اللہ تعالیٰ جہت ومکان وزمان وحرکت وسکون وشکل وصورت وجمیع حوادث سے پاک ہے۔

(بہارشریعت جلد۹ص۴۳)

مسئلہ تقدیر:

حضور صدرالشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

عقیدہ:۔ ہر بھلائی برائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی ہے جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اس کے لیے بھلائی لکھتا تو اس کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی ﷺ نے امت کا مجوس بتایا۔

عقیدہ:۔ قضا تین قسم ہے۔ مبرم حقیقی کہ علم الٰہی میں کسی شے پر معلّق نہیں اور معلّق محض کہ صحف ملائکہ میں کسی شے پر اس کا معلّق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے اور معلّق شبیہ بہ مبرم کہ صحف ملائکہ میں اس کی تعلیق مذکور نہیں اور علم الٰہی میں تعلیق ہے۔ وہ جو مبرم حقیقی ہے اس کی تبدیلی ناممکن ہے۔ اکابر محبوبان خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انہیں اس خیال سے واپس فرمادیا جاتا ہے۔ ملائکہ قوم لوط پہ عذاب لے کر آئے۔ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا الکریم وعلیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کہ رحمت محضہ تھے ان کا نام پاک ہی ابراہیم یعنی اب رحیم مہربان باپ، ان کافروں کے بارے میں اتنے ساعی ہوئے کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے ان کا رب فرماتا ہے:

’’ یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ

(سورۂ ہود آیت ۷۴)

ترجمہ: ہم سے جھگڑنے لگا قوم لوط کے بارے میں۔

یہ قرآن عظیم نے ان بے دینوں کا رد فرمایا جو محبوبان خدا کو بارگاہ عزت میں کوئی عزت ووجاہت نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اس کے حضور کوئی دم نہیں مار سکتا حالانکہ ان کا رب عزوجل ان کی وجاہت اپنی بارگاہ میں ظاہر فرمانے کو خود ان لفظوں سے ذکر فرماتا ہے کہ ’ہم سے جھگڑنے لگا قوم لوط کے بارے میں‘

حدیث میں ہے کہ شب معراج حضور اقدس ﷺ نے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص اللہ عزوجل کے ساتھ بہت تیزی اور بلند آواز کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے حضور اقدس ﷺ نے جبرئیل امین علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ عرض کی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ فرمایا: کیا اپنے رب پر تیز ہو کر گفتگو کرتے ہیں؟ عرض کی: ان کا رب جانتا ہے کہ ان کے مزاج میں تیزی ہے۔ جب آیۂ کریمہ ’’وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی

(ترجمہ: بے شک عنقریب تمہیں تمہارا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے)

نازل ہوئی، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذًا لا اَرْضٰی وَوَاحِدٌ مِنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ

ایسا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی آگ میں ہو۔

یہ تو شانیں بہت رفیع ہیں جن پر رفعت، عزت وجاہت ختم ہے صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم، مسلمان ماں باپ کا کچا بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے اس کے لیے حدیث میں فرمایا: کہ روز قیامت اللہ عزوجل سے اپنے ماں باپ کی بخشش کے لیے ایسا جھگڑے گا جیسا قرض خواہ کسی قرض دار سے۔ یہاں تک کہ فرمایا جائے گا:

اَیُّھَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّہٗ

ترجمہ: اے کچے بچے اپنے رب سے جھگڑنے والے۔ اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ لے

اور جنت میں چلا جا۔........قوم لوط پر عذاب قضاءِ مبرم حقیقی تھا۔

خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اس میں جھگڑے تو انہیں ارشاد ہوا:

''یَا اِبْرَاهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ

ترجمہ ؛ اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو بے شک تیرے رب کا حکم آچکا ہے اور بیشک ان پر وہ عذاب آنے والا ہے جو پھرنے کا نہیں۔ اور وہ جو ظاہر قضائے معلق ہے اس تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے۔ ان کی دعا سے اور ان کی ہمت سے ٹل جاتی ہے اور وہ جو متوسط حالت میں ہے جسے صحف ملائکہ کے اعتبار سے مبرم بھی کہہ سکتے ہیں اس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اسی کو فرماتے ہیں: میں قضاءِ مبرم کو رد کر دیتا ہوں''

اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا:

اِنَّ الدُّعَآءَ یَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا اُبْرِمَ

ترجمہ ؛ بیشک دعا قضاءِ مبرم کو ٹال دیتی ہے''۔

(بہار شریعت جلد ۱ ص ۴۳)

امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قُدِّسَ سِرُّہُ النورانی فرماتے ہیں:

'' میرے حضرت قبلہ گاہی پیر و مرشد فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النورانی نے اپنے کسی رسالہ میں لکھا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی شخص کو تبدیلی کی مجال نہیں مگر مجھے ہے کہ اگر چاہوں تو اس میں بھی تصرف کروں۔ اور اس بات پر بہت تعجب کرتے تھے اور بعید از فہم فرماتے تھے یہ نقل مدت تک اس فقیر کے فہم ذہن میں رہی۔ یہاں تک کہ حضرت حق تعالیٰ نے اس دولت سے مشرف فرمایا (اس طرح پر کہ) ایک دن ایک بلیّہ کے دفعہ کرنے کے درپے ہوا جو ایک دوست کے حق میں مقرر ہو چکی تھی اس وقت بڑی التجا و عاجزی اور نیاز و خشوع کی تو معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں اس امر کی قضاء کسی امر کے ساتھ معلق اور کسی

شرط پر مشروط نہیں ہے اس بات سے ایک طرح کی یاس و ناامیدی حاصل ہوئی اور حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النورانی کی بات یاد آئی۔ دوبارہ پھر ملتجی اور متضرع ہوا اور بڑی عجز و نیاز سے متوجہ ہوا۔ تب محض فضل و کرم سے اس فقیر پر ظاہر کیا گیا کہ قضائے معلّق بھی دو طرح ہے ایک وہ جس کا معلّق ہونا لوح محفوظ پر ظاہر کر دیا گیا ہے اور فرشتوں کو اس کی اطلاع دے دی گئی ہے اور دوسری وہ کہ جس کا معلّق ہونا اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور بس اور لوح محفوظ میں وہ قضاءِ مبرم کی صورت رکھتی ہے۔ اور قضاءِ مبرم کی اس دوسری قسم میں پہلی قسم کی طرح تبدیلی کا احتمال ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النورانی کی بات بھی اسی اخیر قسم سے ہے جو قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے نہ کہ اس قضاء پر کہ حقیقت میں مبرم ہے کیونکہ اس میں تصرف و تبدل عقلی و شرعی طور پر محال ہے۔ جیسا کہ یہ بات پوشیدہ نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ جب کسی کو اس قضا کی حقیقت پر اطلاع ہی بہت کم ہے تو پھر اس میں کوئی تصرف کیسے کر سکتا ہے؟ اور اس آفت و مصیبت کو جو اس دوست پر پڑی تھی اس قسم اخیر میں پایا اور معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے اس بلیّہ کو اس فقیر کی دعا سے دفع فرمایا ہے''۔

(مکتوب ۲۱۷ دفتر اول)

عقائد متعلقہ نبوت:

نبی اس انسان کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی اور رسول انسان ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔ شرح عقائد نسفیہ میں ہے:

''وَالرَّسُوْلُ اِنْسَانٌ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلَی الْخَلْقِ لِتَبْلِیْغِ الْاَحْکَامِ ال
شَّرْعِیَّةِ و قَدْیُشْتَرَطُ فِیْهِ الْکِتَابُ بِخِلَافِ النَّبِیِّ فَاِنَّهٗ اَعَمّ

(شرح عقائد نسفیہ سنن النسائی ۱۷)

ترجمہ ؛ رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے احکام شرعیہ کی تبلیغ کے لیے مخلوق کی طرف

مبعوث فرمایا اور اس میں کبھی اس پر کتاب نازل کیے جانے کی بھی شرط لگائی جاتی ہے اس کے برعکس نبی عام ہے"۔

اور النبر اس شرح شرح العقائد النسفیہ میں ہے:

" اِنَّ الرّسُولَ اَعَمُّ مِنَ الْمَلَکِ وَ الْاِنْسِ وَالنّبیُّ مِنَ الْاِنْسِ خَاصَّةً

ترجمہ؛ بے شک رسول فرشتوں اور انسانوں دونوں سے ہوسکتا ہے اس کے برعکس نبی انسانوں کے ساتھ مختص ہے (یعنی فرشتوں اور جنوں میں کوئی نبی نہیں ہوا)"۔

(النبر اس شرح شرح العقائد النسفیہ صفحہ ۷۹)

انبیاء کرام علیہم السلام سب کے سب مرد تھے کوئی عورت نبی و رسول نہیں ہوئی۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالاً نُوْحِیْ اِلَیْهِمْ

(سورہ النحل آیت ۴۴)

نبی ہونے کے لیے اس پر وحی ہونا ضروری ہے۔ خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ۔

المعتقد المنتقد میں ہے:

" ونقل اللاقانی التصریح عن العزبن عبدالسلام بان النبوة هی الایحاء وقال السنوسی فی شرح الجزائریة مرجع النبوة عند اهل العقل الی اصطفاء اللّٰہ تعالیٰ عبدا من عباده بالوحی الیه فالنبوة اختصاص سماع وَحْیٍ من اللّٰہ بواسطة الملک او دونه فان امر مع ذالک بتبلیغه فرسول

(المعتقد المنتقد للعلامہ الشاہ فضل رسول بدایونی صفحہ ۱۰۶)

ترجمہ؛ علامہ لاقانی نے امام عزّ بن عبدالسلام سے اس امر کی تصریح نقل فرمائی ہے کہ نبوت اللہ تعالیٰ کے وحی فرمانے کا نام ہے اور علامہ سنوسی نے شرح جزائریہ

میں فرمایا ہے کہ اہل حق کے نزدیک نبوت کا مرجع اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو اس کی طرف وحی فرمانے کے باعث اسے چن لینا ہے پس نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کا سماع وحی کیساتھ اختصاص ہے۔ عام ازیں کہ فرشتہ کے واسطے سے ہو یا اس کے بغیر پس اگر اس کے ساتھ اسے تبلیغ کا بھی حکم فرمایا گیا تو وہ رسول ہے:

"**عقیدہ**:۔ وحی نبوت انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے خاص ہے جو اسے کسی غیر نبی کے لیے مانے کافر ہے"۔

(بہار شریعت)

المعتقد المنتقد میں ہے:

" وحی النبوة و یختص به الانبیاء دون غیر هم قال تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی فجعل الفارق الوحی فهو النبوة وقال ماارسلنا من قبلک الارجالا نوحی الیهم .

(المعتقد والمنتقد ص ۱۰۵)

ترجمہ : وحی نبوت انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مختص ہے ان کے غیر کی طرف نہیں کی جاتی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: محبوب فرما دو میں تمہاری طرح بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے پس (اس آیہ مقدسہ میں) نبی اور غیر نبی کے درمیان فرق کرنے والی چیز وحی کو قرار دیا گیا ہے اور یہ وحی ہی نبوت ہے اور رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: محبوب ہم نے نہ بھیجا آپ سے قبل مگر مردوں کو کہ جنکی طرف ہم وحی فرماتے تھے۔

عقیدہ:۔ جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔

جیسا کہ المعتقد المنتقد میں ہے:

"من جوّز زوال النبوّة من نبیٍّ فَاِنَّہٗ یصیر کافرًا کذا فی التمھید

(المعتقد المنتقد صفحہ ۱۰۹)

عقیدہ: نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے۔ اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بد دینی ہے۔ عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لیے حفظِ الٰہی کا وعدہ ہولیا ہے جس کے سبب ان سے صدورِ گناہ شرعًا محال ہے۔ بخلاف آئمہ و اکابر اولیاء کہ اللہ عزوجل انہیں محفوظ رکھتا ہے ان سے گناہ ہوتا نہیں، مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں"۔

(بہار شریعت حصہ اول ص ۳۳)

عقیدہ: انبیاء کرام علیہم السلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعث نفرت ہو جیسے کذب وخیانت وجہل وغیرہا صفات ذمیمہ سے، نیز ایسے افعال سے جو وجاہت ومروت کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمّد صغائر سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔ کذا فی المسامرہ

(بہار شریعت حصہ اول ص ۳۳)

عقیدہ: اللہ عزوجلّ نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی زمین وآسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے۔ مگر یہ علم غیب کہ ان کو ہے اللہ کے دیے سے ہے لہذا ان کا علم عطائی ہوا اور علم عطائی اللہ عزوجلّ کے لیے محال ہے۔ کہ اس کی کوئی صفت کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہوسکتا، بلکہ ذاتی ہے۔ جو لوگ انبیاء بلکہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم علیہم وسلم سے مطلق علم غیب کی نفی کرتے ہیں وہ

قرآن کریم کی اس آیت کے مصداق ہیں۔

فَتُؤمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ

(سورۃ البقرہ آیت ۸۵)

ترجمہ: قرآن کریم کی بعض باتیں مانتے ہیں اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہیں"

کہ آیت نفی دیکھتے ہیں اور اُن آیتوں سے جن میں انبیاء علیہم السلام کو علوم غیب عطا کیا جانا بیان کیا گیا ہے انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ نفی و اثبات دونوں حق ہیں کہ نفی علم ذاتی کی ہے کہ یہ خاصہ الوھیت ہے، اثبات عطائی کا ہے کہ یہ انبیاء ہی کی شایان شان ہے اور منافی الوھیت ہے۔

اور یہ کہنا کہ ہر ذرہ کا علم نبی کے لیے مانا جائے تو خالق ومخلوق میں مساوات لازم آئے گی، باطل محض ہے کہ مساوات تو جب لازم آئے گی کہ اللہ عزوجل کے لیے بھی اتنا ہی علم ثابت کیا جائے اور یہ نہ کہے گا مگر کافر، ذرات عالم متناھی ہیں اور اس (اللہ تعالیٰ) کا علم غیر متناہی ہے۔ ورنہ جہل لازم آئے گا اور یہ محال، کہ خدا جہل سے پاک، نیز ذاتی وعطائی کا فرق بیان کرنے پر بھی مساوات کا الزام دینا صراحۃً ایمان واسلام کے خلاف ہے۔ کہ اس فرق کے ہوتے ہوئے مساوات ہو جایا کرے تو لازم کہ واجب وممکن وجود میں معاذ اللہ، مساوی ہو جائیں کہ ممکن بھی موجود ہے۔ اور واجب بھی موجود، اور وجود میں مساوی کہنا صریح کفر، کھلا شرک ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام غیب کی خبریں دینے کے لیے ہی آئے ہیں کہ جنّت ونار حشر ونشر وعذاب وثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں؟ ان کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل وحواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے۔ اولیاء کرام کو بھی علم غیب عطائی ہوتا ہے۔ مگر بواسطہ انبیاء علیہم السلام کے۔

(بہار شریعت ص ۳۴ حصہ اول، فتاوٰی رضویہ جلد ۱۰ کتاب السیر صفحہ ۷۴ ملخصًا)

علم مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

امام اہل السنۃ قاطع البدعۃ الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''بے شک حضرت عزت عزّت عظمتہٗ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا، ملکوت السموت والارض کا شاہد بنایا، روز اول سے روز آخر تک سب ماکان و مایکون انہیں بتایا۔ اشیاء مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالا بلکہ صغیر و کبیر ہر رطب و یابس، جو پتا گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا، للہ الحمد کثیرا۔ بلکہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا علم نہیں صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین وکرم بلکہ علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چھوٹا حصہ ہے۔ ہنوز احاطۂ علم محمدی میں ہزار در ہزار بے حد و کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک و مولیٰ جلّ وعلا العلیٰ الاعلیٰ۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ ص ۴۸۶)

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیات قرآنیہ سے استدلال:

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ
مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (سورۃ آل عمران آیت ۱۷۹)

ترجمہ؛ اور اللہ کی شان یہ نہیں اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے (تو ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں)۔

(کنز الایمان وخزائن العرفان)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

(سورۃ الجن آیت ۲۶،۲۷)

ترجمہ؛ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے''
تو انہیں غیب پر مسلط کرتا ہے اور اطلاع کامل اور کشف تام عطا فرماتا ہے اور یہ غیب (ان کے لیے معجزہ ہوتا ہے)''

(کنز الایمان وخزائن الفرقان)

اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ

(سورۃ التکویر آیت ۲۵)

ترجمہ؛ اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں''

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ

(سورۃ یوسف آیت ۱۰۲)

ترجمہ: یہ کچھ غیب کی خبریں ہے جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں''

مذکورہ آیات مبارکہ تمام انبیاء علیہم السلام بالخصوص سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقا علم غیب عطا فرمائے جانے پر نصوص قطعیہ صریحہ ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو روز اول سے روز آخر تک جمیع ماکان ومایکون کا علم عطا فرمایا گیا ہے۔ بلکہ یہ آپ کے علم کے ہزار در ہزار بے حد و بے کنار سمندروں کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے اس پر بھی قرآن مجید شاہد ہے۔

رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

(سورۃ النحل آیت ۸۹)

ترجمہ؛ اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (کنزالایمان)

رب تعالیٰ مزید فرماتا ہے:

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ

(سورۃ یوسف آیت ۱۱۱)

ترجمہ؛ قرآن کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان‘‘

مزید فرماتا ہے:

مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ

(سورۃ انعام آیت ۳۸)

ترجمہ؛ ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا‘‘

قرآن مجید میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا؟ روشن، اور روشن بھی کس درجہ کا مفصل اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک شَیْءٌ ہر موجود کو کہتے ہیں۔ تو عرش تا فرش تمام کائنات، جملہ موجودات اس بیان کے احاطہ میں داخل ہوئے اور منجملہ موجودات، لوحِ محفوظ کی کتابت بھی ہے تو بالضرورت یہ بیانات محیط، اس کے مکتوب کو بھی بالتفصیل شامل ہوئے اور لوح محفوظ میں کیا ہے؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ

(سورۃ القمر آیت ۵۳)

ترجمہ؛ اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے (لوح محفوظ میں)‘‘

(کنزالایمان وخزائن العرفان)

مزید رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكُلُّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِىْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (سورۃ یٰس آیت ۱۲)

ترجمہ؛ اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں‘‘

اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے:

وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ

(سورۃ انعام آیت ۵۹)

ترجمہ؛ اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں نہ لکھا ہو۔

مذکورہ پہلی دو آیات میں ’’کل شیٔ‘‘ مذکور ہے اور لفظ ’’کل‘‘ ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر استعمال ہی نہیں ہوتا اور عام استغراق کا فائدہ دینے میں قطعی ہوتا ہے۔ اور تیسری آیت میں نکرہ تحتِ نفی داخل ہے اور یہ بھی عموم کا فائدہ دیتا ہے جو کہ افادۂ استغراق میں قطعی ہے اور یہ بات اصول میں مُبَرْہَن ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی بغیر دلیل شرعی کے ان میں تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں ہے۔ ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے گی اور احادیث اگر چہ کیسے ہی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہوں عمومِ قرآن کی تخصیص نہیں کرسکتیں بلکہ اس کے حضور مضمحل ہو جائیں گی بلکہ تخصیص تو نسخ سے متراخی ہوتی ہے اور اخبار کا نسخ محال ہے اور عقلی تخصیص عام کو اس کی قطعیت سے نہیں نکالتی اور نہ اس پہ اعتماد کرتے ہوئے کسی ظنی دلیل سے عام میں تخصیص کی جاسکتی ہے۔

تو بحمدہ تعالیٰ نص صحیح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات، جملہ ماکان و مایکون الی یوم القیمۃ (جو کچھ ہو چکا اور تا قیامت جو کچھ ہوگا)

اور لوحِ محفوظ کے اندر جو کچھ مندرج ہے ان تمام مندرجات کا علم عطا فرما دیا ہے۔ اور شرق و غرب، سماء وارض اور عرش وفرش میں سے کوئی ذرہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم مبارک سے باہر نہیں رہا۔ یہ عقیدہ قرآن مقدس کی مذکورہ آیات سے ایسے جلیل وجمیل طور پر ثابت ہے۔ کہ اس میں دم مارنے کی قطعاً مجال نہیں ہے۔

احادیث مبارکہ سے علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت:

مزید برآں صحیح بخاری وصحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث سنن وصحاح ومسانید ومعاجیم کی بے شمار صحیحہ احادیث مبارکہ اس کی مؤید ومؤکِد موجود ہیں، امام اہل السنۃ الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز "انباء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ" میں فرماتے ہیں:

صحیحین (بخاری ومسلم) میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم مقَامًا مَا تَرَکَ شَیْئًا یَّکُوْنُ فِیْ مقَامِهٖ ذَالِکَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ نَسِیَهٗ (متفق علیه)

(مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن ص ۴۶۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ہم میں کھڑے ہوئے اور (ابتدائے آفرینش سے) قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا کوئی چیز نہ چھوڑی جسے یاد رہا یاد رہا اور جسے بھول گیا بھول گیا"

یہی مضمون امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسند میں، امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تاریخ میں، اور امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اور صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المؤمنین عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم مقَامًا فَاَخْبَرَ نَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ

حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِ لَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَالِکَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ نَسِیَهٗ

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق جلد ا ص ۴۵۳)

ترجمہ: ایک بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا تمام حال بیان فرما دیا یاد رکھا اسے جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا"

صحیح مسلم شریف میں حضرت عَمرو بن اَخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر سے غروب آفتاب تک خطبہ ارشاد فرمایا۔ بیچ میں ظہر وعصر کی نمازوں کے علاوہ کچھ کام نہ کیا۔

فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُهٗ

ترجمہ: اس میں سب کچھ ہم سے بیان فرما دیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہم میں سے زیادہ علم والا وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا"

جامع ترمذی شریف وغیرہ کتبِ کثیرہ آئمہ حدیث میں باسانیدِ عدیدہ وطرقِ متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فَرَئَیْتُهٗ عزوجل وَضَعَ کَفَّهٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَانَا مِلِهٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ"

(سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۴۶)

ترجمہ: میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا تو میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پہ روشن ہو گئی اور میں نے ہر چیز پہچان لی"

امام ترمذی فرماتے ہیں:

هذا حديث حسن سألت محمد بن اسمعيل عن هذا الحديث فقال صحيح

(سنن ترمذی بحوالہ مذکورہ)

ترجمہ؛ یہ حدیث حسن صحیح ہے میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے“

اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی معراج منافی کے بیان میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فعلمت مافی السمٰوٰت وما فی الارض

(سنن ترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۲۴۴)

ترجمہ؛ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب میرے علم میں آگیا“

شیخ محقق (عبدالحق محدث دہلوی) رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

”پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و در زمین ہا بود عبارت است از حصول تمام علوم جزوی وکلی واحاطہ آں“

(اشعۃ اللعات شرح مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ جلد ا ص ۳۳۳)

ترجمہ؛ ”پس میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمینوں میں ہے“ یہ تمام علوم جزوی وکلی کے حصول اور ان کے احاطے سے عبارت ہے“

امام احمد مسند میں اور ابن سعد طبقات میں اور طبرانی معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے اور امام ابویعلی وابن منیع وطبرانی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے راویت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

لَقَدْ تَرَكَنَا رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ

جَنَاحَيْهِ فِىْ السَّمَآءِ اِلَّا ذَكَرَ لَنَا مِنْهُ عِلْمًا

(مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ جلد ۵، ص ۱۵۳)

ترجمہ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پہ چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو“

نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض وشرح زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے

هَذَا تمثيل لبيان كل شى تفصيلا تارةً واجمالًا اخرى

(نسیم الریاض فی شرح الشفاء جلد ۳ ص ۱۵۳)

ترجمہ؛ یہ ایک مثال دی ہے اس کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز بیان فرمادی کبھی تفصیلاً کبھی اجمالاً“

مواہب امام قسطلانی میں ہے:

ولا شک ان الله تعالىٰ قد اطلعه على ازيد من ذالک والقىٰ عليه علم الاولين والاٰخرين

(المواہب الدنیہ المقصد الثامن الفصل الثالث ما اخبر بہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغیوب جلد ۳ ص ۵۶۰)

ترجمہ؛ اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے زیادہ علم عطا فرمایا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر القاء فرمادیا“

امام طبرانی معجم کبیر میں اور نصیم بن حماد کتاب الفتن میں اور ابونعیم حلیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِىْ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِىْ هَذِهٖ جَلِيَان مِن اللّٰهِ جَلَّاهُ لِنَبِيِّهٖ كَمَا جَلَّاهُ لِنَبِيِّنَ مِنْ قَبْلِهٖ

(حلیۃ الاولیاء جلد ۶ ص ۱۰۱)

ترجمہ؛ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا اٹھالی اور میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں اس روشنی کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کیلئے روشن فرمائی جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے روشن تھی‘‘

اس حدیث سے روشن ہے کہ جو کچھ سمٰوات وارض میں ہے اور جو قیامت تک ہوگا اس سب کا علم اگلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا تھا اور حضرت عزت عز جلالہ نے اس تمام ما کان وما یکون کو اپنے محبوبوں کے پیش نظر فرما دیا‘‘

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ ص ۴۹۲ تا ۴۹۵)

علم مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اقوال آئمہ کرام:

امام اہل السنۃ الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرۃ العزیز فرماتے ہیں کہ امام اجل سیدی بوصیری قدس سرۃ العزیز ام القریٰ میں فرماتے ہیں:

وسع العٰلمین علما و حکما

ترجمہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم وحکم تمام جہان کو محیط ہے۔

امام ابن حجر مکی اس کی شرح افضل القریٰ میں فرماتے ہیں:

لان اللہ تعالیٰ اطلعه علی العالم فعلم علم الاولین والآخرین وما کان ویکون

ترجمہ؛ یہ اس لیے کہ بیشک اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو سب اگلے پچھلوں اور ما کان وما یکون کا علم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگیا۔

امام جلیل قدوۃ المحدثین سیدی زین الدین عراقی استاذ امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی شرح مہذب میں پھر علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

انه صلی اللہ علیه وسلم عرضت علیه الخلائق من لدن آدم علیه الصلوٰة والسلام الی قیام الساعة فعرفهم کلهم کما علم آدم الاسماء

(نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض الباب الثالث الفصل الاول جلد ۲ ص ۳۰۸)

ترجمہ؛ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیام قیامت تک کی تمام مخلوقات الٰہی حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی گئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمع مخلوقات گذشتہ وآئندہ کو پہچان لیا جس طرح آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھائے گئے تھے‘‘

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح الجامع الصغیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

النفوس القدسیه اذا تجردت عن العلائق البدنیة اتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لها حجاب فتریٰ و تسمع الکل کالمشاهد.

(التیسیر شرح الجامع الصغیر جلد ۱ ص ۵۰۲)

امام ابن الحاج مکی مدخل اور امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں:

قدقال علماء نار حمهم اللہ تعالیٰ لا فرق بین موته و حیاته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی مشاهد ته لا مته ومعرفته باحوالهم ونیاتهم وعزاءمهم وخواطرهم وذالک جلی عنده لا خفاء به

(المدخل لا بن الحاج جلد ۱ ص ۲۶۲)

ترجمہ؛ بے شک ہمارے علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل از وصال اور بعد از وصال حالت میں اس اعتبار سے کچھ فرق نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کے ہر حال، ان کی ہر نیت، ان کے ہر ارادے، ان کے دلوں کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں اور سب چیزیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایسی روشن ہیں کہ ان میں کسی قسم کا کوئی خفا نہیں۔

یہ عقیدے ہیں علمائے ربانیین کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع جناب میں جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔ شیخ شیوخ علمائے ہند مولانا شیخ محقق نور اللہ مرقدہ المکرّم مدارج النبوت شریف میں فرماتے ہیں:

''ذکر کن او را ودرود بفرست بروئے صلی اللہ علیہ وسلم و باش درحال ذکر گویا کہ حاضر ست پیش او درحالت حیات ومی بینی تو او را متأدب باجلال وتعظیم وھیبت وامید، بداں کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم می بیند ومی شنود کلام تراز کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم متصف است بصفات اللہ ویکے از صفات الٰہی آنست کر''انا جلیس من ذکرنی''۔

(مدارج النبوت جلد۲ص ۶۲۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر اور ان پر درود بھیج اور ذکر کے وقت ایسے ہو جا گویا تو ان کی ظاہری حیات میں ان کے سامنے حاضر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے ان کی بزرگی و تعظیم کے ساتھ مؤدب رہ اور ہیبت و امید کے ساتھ رہ اور جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہاری بات سن رہے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفات باری تعالیٰ کے ساتھ متصف ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں''

نیز فرماتے ہیں:

''ہر چہ در دنیا است زمان آدم تا نفخۂ اولیٰ بروے صلی اللہ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال را از اول تا آخر معلوم کردو یاران خود را نیز بعضے از اں احوال خبر داد۔

(مدارج النبوت باب۵)

جو کچھ دنیا میں زمانہ آدم علیہ السلام سے پہلے صور پھونکے جانے تک ہے ان صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف کردیا یہاں تک کہ انہیں اول سے آخر تک تمام احوال معلوم ہوگئے انہوں نے بعض اصحاب کو ان احوال میں سے بعض کی اطلاع

بھی دی''

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ص ۴۹۷تا۴۹۹)

جن آیات واحادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ علم غیب خاصئہ خدا تعالیٰ ہے مولیٰ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا مثلاً رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ

(سورۃ النمل آیت ۶۵)

ترجمہ: تم فرماؤ (خود) غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ''

اور اس طرح کے دیگر ارشاد قطعاً حق اور بحمد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا ایمان ہیں مگر منکرین کا اپنے دعویٰ باطلہ پر ان سے استدلال کرنا اور ان کی بنا پر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ما کان وما یکون بمعنیٰ مذکور کو ماننے پر کفر وضلال کا حکم لگانا خود کفر وضلال کو مستلزم ہے۔ اگر مخالفین کو سید عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کریمہ کی دشمنی نے اندھا بہرہ نہیں کردیا تو اس بات کے سمجھنے میں ذرا بھی دشواری نہیں کہ علم یقیناً ان صفات میں سے ہے جو غیر خدا کو بعطائے خدا مل سکتا ہے۔ تو ذاتی وعطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی امر ہے پس علم باعتبار منشاء کے دو قسم ہے۔ (۱) ذاتی کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو (۲) عطائی کہ اللہ عزوجل کی عطا سے ہو اور باعتبار متعلق بھی دو قسم ہیں: (۱) علم مطلق محیط حقیقی، فعلی فراوانی کہ جمیع معلومات الٰہیہ عزوجل کو جن میں غیر متناہی معلومات کے سلاسل وہ بھی غیر متناہیہ وہ بھی غیر متناہی بار داخل ہیں اور خود کنہِ ذات الٰہی اور احاطۂ تام صفات الٰہی نامتناہی سب کو شامل فرداً فرداً تفصیلاً مستغرق ہو (۲) مطلق علم یعنی جاننا اگر محیط باحاطہ حقیقیہ نہ ہو۔ ان تقسیمات میں علم ذاتی وعلم مطلق بمعنی مذکور بلاشبہ اللہ عزوجل کے لیے خاص ہیں اور ہرگز کسی غیر خدا کے لیے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اور سابقاً معلوم ہوچکا ہے کہ علم ما کان وما یکون بمعنی مذکور اگرچہ کتنا ہی تفصیلی بروجہ اتم و اکمل ہو علوم محمدیہ کی وسعت عظیمہ کو نہیں پہنچتا اور یہ علوم انہیں رب ذوالجلال نے عطا فرمائے ہیں

اور مطلق علم ہرگز حضرت حق جل جلالہ سے خاص نہیں بلکہ قسم عطائی تو مخلوق ہی کے ساتھ خاص ہے۔ مولیٰ عزوجل کا علم عطائی ہونے سے پاک ہے، تو نصوص حصر میں یقیناً قطعاً وہی قسم اول ہی مراد ہوسکتی ہے۔ نہ کہ قسم اخیر۔ اور یہ امر بداہۃ ظاہر ہے کہ علم تفصیلی جملہ ذرات ما کان و ما یکون بمعنی مذکور بلکہ اس سے ہزار در ہزار از یدوافزوں علم بھی جو کہ بعطائے الٰہی مانا جائے اسی قسم اخیر سے ہوگا۔ اقوال آئمہ اعلام میں اس بات کی صراحت موجود ہے۔

امام ابن حجر مکی شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں:

انه تعالیٰ اختص به لكن من حيث الاحاطة فلا ينافى ذالك اطلاع الله تعالیٰ لبعض خواصه على كثير من المغيبات حتى من الخمس التى قال فيهن خمس لا يعلمهن الا الله

(افضل القراء شرح ام القریٰ)

ترجمہ: غیب اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے مگر بمعنی احاطہ تو یہ اس کے منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض خاصوں کو بہت سے غیبوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ حتی کہ ان پانچ میں سے بھی عطاء فرمایا جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام قاضی عیاض شفاء شریف میں اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

(هذه المعجزة) فى اطلاعه صلى الله عليه وسلم على الغيب (المعلومة على القطع) بحيث لايمكن انكارها او التردد فيها لاحدمن العقلاء (لكثرة رواتها و اتفاق معانيها على الاطلاع على الغيب)وهذالاينافى الآيات الدالةعلى انه لا يعلم الغيب الا الله وهو قوله ولو كنت اعلم الغيب لا ستكثرت من الخير

فان المنفى علمه من غير واسطة واما اطلاعه صلى الله عليه وسلم عليه با علام الله تعالى لهٗ فامر متحقق بقوله تعالیٰ فلا يظهر على غيبه احدا الامن ارتضىٰ من رسول۔

(نسیم الریاض شرح شفاء لقاضی عیاض جلد۳ص۱۵۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت وارد ہیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنے کا حکم ہوا کہ اگر میں غیب جانتا تو اپنے لیے بہت خیر جمع کر لیتا۔ اس لیے کہ ان آیات میں نفی اس علم کی ہے جو خدا تعالیٰ کے بتائے بغیر ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے:

لااعلم الغيب فيه دلالة على ان الغيب بالا ستقلال لايعلمه الا الله

(غرائب القرآن نیشاپوری زیر آیت مذکورہ)

ترجمہ: آیہ مقدسہ لااعلم الغیب کے یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذات خود ہو وہ خدا کے ساتھ خاص ہے۔

تفسیر الموذج جلیل میں ہے:

معناه لا يعلم الغيب بلا دليل الا الله او بلا تعليم الا الله او جميع الغيب الا الله

(تفسیر انموذج جلیل آیت مذکورہ)

ترجمہ؛ مذکورہ آیت مبارکہ کا معنی ہے کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تعلیم جاننا یا جمیع غیب کو محیط ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

تفسیر علامہ نیشا پوری میں ہے:

(قل لا اقول لکم) لم یقل لیس (عندی خزائن اللّٰہ) لیعلم ان خزائن اللّٰہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وماھیاتھا عندہ صلی اللہ علیہ وسلم باستجابۃ دعاہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ ارنا الاشیاء کما ھی ولکنہ یکلم الناس علی قدر عقولھم (ولا اعلم الغیب) ای ولا اقول لکم ھذا مع انہ قال صلی اللہ علیہ وسلم علمت ما کان و مایکون۔

(تفسیر غرائب القرآن ملخصا لعلامہ نیشا پوری زیر آیت مذکورہ)

ترجمہ؛ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: محبوب! فرمادو کہ تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے میرے پاس نہیں ہیں بلکہ یوں فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور علیہ الصلوٰۃ السلام لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق گفتگو فرماتے ہیں۔ اور وہ خزانے کیا ہیں تمام اشیاء کی حقیقت و ماھیت کا علم کہ جس کے ملنے کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور اللہ عزوجل نے اس کو شرف قبولیت عطا فرمایا پھر فرمایا: کہ میں غیب نہیں جانتا یعنی میں تم سے کہتا نہیں کہ مجھے غیب کا علم ہے ورنہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام خود فرماتے ہیں کہ مجھے ما کان و ما یکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس سب کو میں جانتا ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق وسید الانبیاء و نبی الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوٰات واکمل التسلیمات ہیں

حضور صدر الشریعۃ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام افضل جمیع مخلوق الٰہی ہیں کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ سب جمع کر دیئے گئے اور ان کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں بلکہ اوروں کو جو کچھ ملا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست اقدس سے ملا بلکہ کمال اس لیے کمال ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے کرم سے اپنے نفس ذات میں کامل واکمل ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال کسی وصف سے نہیں بلکہ وصف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کر خود کمال و کامل ومکمل ہو گیا۔ کہ جس میں پایا جائے اس کو کامل بنا دے۔

سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملا روز میثاق تمام انبیاء علیہم السلام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اسی شرط پر یہ منصب اعظم انہیں دیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی الانبیاء ہیں اور تمام نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی سب نے اپنے اپنے عہد کریم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت میں کام کیا۔ اور انبیاء کی بعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مخلوق، انسان، جن بلکہ ملائکہ حیوانات، جمادات سب کی طرف مبعوث ہوئے جس طرح انسان کے ذمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت فرض ہے یونہی ہر مخلوق پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمانبرداری ضروری ہے۔ تمام اولین وآخرین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نیاز مند ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ملائکہ وانس وجن وحور وغلمان وحیوانات و جمادات، الغرض تمام عالم کے لیے رحمت ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں

تمام جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تحت تصرف کر دیا گیا ہے جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لے لیں۔

(بہار شریعت حصہ اول عقائد متعلقہ نبوت ملخصاً)

حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء ومرسلین، ملائکہ مقربین وخلق اللہ اجمعین اولین وآخرین سب سے افضل واعلیٰ اور سب سے بلند وبالا اور سب کے سردار ورسول ہیں یہ ایسا قطعی ایمانی، یقینی، اذعانی، اجماعی اور ایقانی مسئلہ ہے کہ جس پہ دلیلیں وافر، آیتیں متکاثر اور حدیثیں متواتر ہیں۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِنْ کِتَابٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہ قَالَ ءَاَقْرَرْ تُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذَالِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِنَ الشّٰاھِدِیْنَ.

(آل عمران آیت ۱۸)

ترجمہ؛ اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پہ ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا: کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا: تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

امام اہل السنۃ الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اسی پیمان الٰہی کا سبب ہے کہ حدیث میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِی نفسی بیدہ لو ان موسیٰ کان حیاً الیوم ما وسعہ الا ان یتَّبِعَنِیْ۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۳۸۷)

ترجمہ؛ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے آج اگر موسیٰ علیہ السلام دنیا میں ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا گنجائش نہ ہوتی''

اور یہی باعث ہے کہ جب آخر الزمان میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے باآنکہ بدستور منصب رفیع نبوت ورسالت پر ہوں گے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت پر عمل کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی ونائب یعنی امام مہدی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء جلد ۱ ص ۴۹۰، صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۸۷)

ترجمہ؛ کیسا حال ہوگا تمہارا جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

امام ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ ''التعظیم والمنۃ فی لتوءمنن بہ ولتنصرنہ'' لکھا اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے نبی ہیں اور تمام انبیاء ومرسلین اور ان کی امتیں سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت زمانہ سیدنا ابوالبشر علیہ السلام سے روز قیامت تک جمیع خلق اللہ کو شامل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

وکنت نبیا و آدم بین الروح الجسد

(المستدرک للحاکم، کتاب الایمان، جلد نمبر ۲، ص ۶۰۹)

ترجمہ؛ میں نبی تھا جب کہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام روح اور جسم کے درمیان تھے''

اپنے حقیقی معنی پر ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے زمانہ میں تشریف لاتے اُن پر فرض ہوتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاتے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مددگار ہوتے اسی کا اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی الانبیاء ہونے ۲ ہی کا باعث ہے۔ کہ شب اسرا تمام انبیاء و مرسلین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کی اور اس کا پورا ظہور روز نشور ہوگا۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر لوا آدم و من سوا کافۂ رسل و انبیاء علیہم السلام ہونگے۔ صلوٰت اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین۔

(فتاویٰ رضویہ ملخصاً جلد ۳۰ ص ۱۳۶ تا ۱۴۸)

آیت۲: وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔

(سورۃ الحج آیت ۱۰۷ پارہ ۱۷)

ترجمہ؛ اور (اے محبوب) ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

لما کان رحمة للعلمین لزم ان یکون افضل من کل العلمین

(تفسیر کبیر زیر آیت مذکور)

ترجمہ؛ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں تو لازم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہاں سے افضل ہیں۔

آیت۳: تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِهٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرًا

(سورۃ فرقان آیت ۱ پارہ ۱۹)

ترجمہ؛ بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ سارے جہانوں کو ڈر سنانے والا ہو۔

اور خود حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں:

ارسلت الی الخلق کافة۔

(صحیح مسلم شریف کتاب المساجد جلد ۱ ص ۱۹۹)

ترجمہ؛ میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

امام اہل السنۃ الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علماء فرماتے ہیں رسالت والا کا تمام جن و انس کو شامل ہونا اجماعی ہے اور محققین کے نزدیک ملائکہ کو بھی شامل کما حققناہ بتوفیق اللہ تعالیٰ فی رسالۃ اجلال جبریل بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حجر و شجر و ارض و سماو جبال و بحار تمام ماسوا اللہ اس کے احاطہ عامہ و دائرہ تامہ میں داخل، اور خود قرآن عظیم میں لفظ علمین اور روایت صحیح مسلم میں لفظ خلق وہ بھی موکد بکلمہ کافہ اس مطلب پر احسن الدلائل طبرانی معجم کبیر میں یعلی بن مُرّہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا مِنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یَعۡلَمُ اَنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَّا کَفَرَةُ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ

(فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰ ص ۱۴۵)

ترجمہ؛ کوئی چیز نہیں جو مجھے رسول نہ جانتی ہو مگر کافر جن و انس۔

آیت۴: تِلۡکَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ مِنۡهُمۡ مَنۡ کَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ

(سورۃ البقرہ آیت ۲۵۳ پ ۳)

ترجمہ؛ یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے

کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند فرمایا۔(کنزالایمان)

مفسرین کرام امام بغوی، امام بیضاوی، امام نسفی، امام جلال الدین سیوطی، امام قسطلانی، امام زرقانی اور علامہ شامی وحلبی اور دیگر محققین فرماتے ہیں کہ اس آیہ مقدسہ میں ''ورفع بعضھم درجت ''(اور بعض کو درجوں سب پر فضیلت دی) میں ''بعض'' سے مراد حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور امام اہل السنۃ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''اور یوں مبہم ذکر فرمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور افضلیت وشہرت سیادت کی طرف اشارہ تامہ ہے یعنی یہ وہ ہیں کہ نام لو یا نہ لو انہیں کی طرف دیہان جائے گا اور کوئی دوسرا خیال نہ آئے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۳۰ ص۱۰۱)

امام احمد، امام ترمذی، امام ابن ماجہ رحمہم اللہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا سید ولد آدم یوم القیمة ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذٍ آدم فمن سواہ الاتحت لوائی.

(جامع الترمذی ابواب تفسیر سورۃ بنی اسرائیل حدیث ۳۱۰۹، کنزالاعمال حدیث ۳۱۸۸۲ جلد ۱۱ ص۴۰۴)

ترجمہ؛ میں روز قیامت تمام انسانوں کا سردار ہوں اور یہ کچھ فخر سے نہیں فرماتا اور میرے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا یہ بھی فخر یہ نہیں کہتا اس دن حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے سوا جتنے ہیں سب میرے جھنڈے تلے ہونگے۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام احمد رحہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ سے روایت فرماتے ہیں کہ سید العالمین خاتم النبین جناب محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

انا سید الناس یوم القیامة وھل تدرون مما ذالک یجمع

اللہ الاولین والاخرین فی صعیدواحد الحدیث بطولہ

(صحیح البخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۂ بنی اسرائیل حدیث نمبر ۱۰۹ جلد نمبر ۲ ص۲۸۴، صحیح مسلم کتاب الایمان جلد ۱ ص۱۱۱، سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ حدیث ۲۴۴۲، مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص۴۳۵)

ترجمہ؛ میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو ایک ہموار وسیع میدان میں جمع کرے گا پھر طویل حدیث ارشاد فرمائی:

امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں

اُرْسِلْتُ اِلَی الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَاِلٰی کُلِّ اَحْمَرَوَّاسْوَدَ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ دُوْنَ الْاَنْبِیَاءِ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ کُلُّھَاطَھُوْرًا وَّ مَسْجِدًا وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ اَمَامِی شَھْرًا فَاُعْطِیْتُ خَوَاتِیْمَ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ وَکَانَتْ مِنْ کُنُوْزِ الْعَرْشِ وَ خُصِّصْتُ بِھَادُوْنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاُعْطِیْتُ الْمَثَانِیْ مَکَانَ التَّوْرَاۃِ وَالْمِئِیْنَ مَکَانَ الْاِنْجِیْلِ وَالْحَوَامِیْمَ مَکَانَ الزُّبُوْرِ وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ وَاَنَاسَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ فِیْ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ وَلَا فَخَرَ وَاَنَا اَوَّلُ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ عَنِّی وَعَنْ اُمَّتِیْ وَلَا فَخَرَ وَبِیَدِی لِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَہِ وَجَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ تَحْتَہٗ وَلَا فَخَرَوَاِ لَیَّ مَفَاتِیْحُ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلِیْ تُفْتَحُ الشَّفَاعَۃُ وَلَا فَخَرَوَاَ نَا سَابِقُ الْخَلْقِ اِلَی الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخَرَ وَاَنَا اَمَامُھُمْ وَاُمَّتِیْ بِالْاَثَرِ.

(دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفہانی جلد ۱ ص۱۳)

ترجمہ؛ میں جن وانس اور ہر ایک سرخ وسیاہ کی طرف رسول ہوں اور تمام انبیاء علیہم السلام سے الگ میرے ہی لیے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں اور میرے لیے تمام زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھے سورۃ بقرہ کے خواتیم (پچھلی آیتیں) کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا فرمائی گئیں اور باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے

سوا یہ خاص مجھے ہی دی گئیں اور مجھے تورات کی جگہ مثانی (وہ سورتیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں) عطا فرمائی گئیں اور انجیل کی جگہ مئین (سوسو آیات والی سورتیں) عطا فرمائی گئیں اور زبور کی جگہ حٰمٓ والی سورتیں دی گئیں اور مجھے مفصل سے فضیلت دی گئی کہ سورہ حجرات سے آخر قرآن تک ہے۔ اور دنیا و آخرت میں میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر نہیں اور سب سے پہلے میری امت قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر نہیں اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ لواء حمد ہوگا اور تمام انبیاء اس کے نیچے ہونگے اور کچھ فخر نہیں اور جنت کی کنجیاں میرے اختیار میں ہونگی۔ اور کچھ فخر نہیں اور مجھی سے شفاعت کی پہل ہوگی اور کچھ فخر نہیں میں ان سب سے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے

الحمد للّٰہ علی ذالک حمداً کثیراً اللّٰھم اجعلنا منھم فیھم و معھم بجاہہ عندک. آمین

عقیدہ ختم نبوت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں یعنی اللہ عزوجل نے سلسلہ نبوت و رسالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ مبارک میں یا بعد میں کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ مبارک میں یا بعد میں کسی کے لیے نبوت ملنا مانے یا نبوت ملنا جائز و ممکن سمجھے کافر ہے۔

(بہار شریعت حصہ اول عقائد متعلقہ نبوت)

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

(سورۃ احزاب آیت ۴۰ پارت ۲۲)

ترجمہ؛ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ (کنز الایمان)

صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فُضِّلۡتُ عَلَی الۡاَنۡبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعۡطِیۡتُ جَوَامِعَ الۡکَلِمِ وَ نُصِرۡتُ بِالرُّعۡبِ وَاُحِلَّتۡ لِیَ الۡغَنَائِمُ وَ جُعِلَتۡ لِیَ الۡاَرۡضُ مَسۡجِدًاوَّطَهُوۡرًا وَّاُرۡسِلۡتُ اِلَی الۡخَلۡقِ کَافَّةً وَّ خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوۡنَ.

(صحیح مسلم شریف کتاب المساجد جلد ا ص ۱۹۹)

ترجمہ؛ میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا ہوں: مجھے جوامع الکلم (جامع باتیں) عطا فرمائی گئی ہیں اور مخالفین کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لیے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میرے لیے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام مخلوق کی طرف اللہ کا رسول ہوں اور مجھ سے انبیاء علیہم السلام ختم کیے گئے۔

امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حضرت عبداللہ سے اور امام احمد و شیخین رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد و مسلم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد و ترمذی حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے الفاظ متناسبہ اور معانی متقاربہ کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ سید المرسلین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَثَلِیۡ وَ مَثَلُ الۡاَنۡبِیَاءِ کَمَثَلِ قَصۡرٍ اَحۡسَنَ بُنۡیَانَهٗ تَرَکَ مِنۡهُ مَوۡضِعَ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوۡنَ مِنۡ حُسۡنِ بُنۡیَانِهٖ اِلَّا مَوۡضِعَ تِلۡکَ اللَّبِنَةِ فَکُنۡتُ اَنَا سَدَدۡتُّ مَوۡضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوۡنَ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیۡ لَفۡظٍ لِلشَّیۡخَیۡنِ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ

(صحیح بخاری باب خاتم النبیین جلد ا ص ۵۰۱، صحیح مسلم باب ذکر خاتم النبیین جلد ۲ ص ۲۴۸)

ترجمہ؛ میری اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایسے ہے جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا

گیا ہوا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی۔ دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرتے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں کھٹکتی میں نے تشریف لا کر وہ جگہ بند کی مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی میں قصر نبوت کی وہ آخری اینٹ ہوں میں تمام انبیاء میں سے آخری ہوں۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلُفَهٗ نَبِيٌّ وَّلَا نَبِيّ بَعْدِیْ

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء جلد۴ ص۴۹۱)

ترجمہ؛ انبیاء کرام علیہم السلام بنی اسرائیل کی ریاست فرماتے جب ایک نبی دنیا سے تشریف لے جاتا اس کی جگہ دوسرا آجاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں''

امام اہل السنۃ الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضور پرنور خاتم النبین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلین بلا تاویل وبلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنی شک وشبہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے۔ آیہ کریمہ **وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ** (لیکن آپ اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں) وحدیث متواتر **لا نبی بعدی** (میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا) سے تمام امت مرحومہ نے سلفاً خلفاً یہی معنی سمجھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بلا تخصیص تمام انبیاء علیہم السلام میں آخری نبی ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔ فتاویٰ یتیمۃ الدھر والاشباہ والنظائر وفتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے:

اذا لم یعرف الرجل ان محمد ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لا نه من الضروریات

(الاشباہ والنظائر باب الردّہ جلد۱ ص۲۹۶، فتاویٰ ہندیہ باب احکام المرتدین جلد۲ ص۲۶۳)

ترجمہ؛ جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام میں سے سب پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں کیونکہ یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں ضروریات دین میں سے ہے۔

شفاء شریف میں امام قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کذالک (یکفر) من ادعیٰ نبوۃ احدمع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم او بعدہ (الی قولہ) فھٰو لاء کلھم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر انہ خاتم النبین ولا نبی بعدہ واخبر عن اللّٰہ تعالیٰ انہ خاتم النبین وانہ ارسل کافۃ الناس واجمعت الامۃ علی حمل ان ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھومہ المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھٰولاء الطوائف کلھا قطعا اجماعا وسمعا

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل فی تحقیق القول فی اکفار المتأ ولین جلد۱ ص۲۷۰)

ترجمہ؛ یعنی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے ظاہری زمانہ مبارک میں یا آپ کے دنیا سے پردہ فرما لینے کے بعد کسی کی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ ایسے سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں اور آپ کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور تمام امت کا اس بات پہ اجماع ہے کہ یہ آیات واحادیث اپنے

ظاہر پر محمول ہیں اور جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا و رسول کی مراد ہے نہ ان میں کوئی تاویل نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت و بحکم قرآن و سنت یقیناً کافر ہیں ان کے کفر میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔

امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی ''کتاب الاقتصاد'' میں فرماتے ہیں

ان الامة فهمت من هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابدا وعدم رسول بعده ابدا وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص ومن اوله بتخصيص فكلامه من انواع الهذيان لا يمنع الحكم بتكفيره لا نه مكذب لهذا النص الذی اجمعت الامة علی انه غير مؤول ولا مخصوص

(الاقتصاد فی الاعتقاد لامام الغزالی ص ۱۱۴)

ترجمہ؛ یعنی تمام امت مرحومہ نے لفظ خاتم النبین سے یہی سمجھا ہے کہ وہ بتاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہمیشہ کے لیے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیشہ کے لیے کوئی رسول ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس میں کسی قسم کی کوئی تأویل و تخصیص نہیں تو جو شخص لفظ خاتم النبین کو اپنے عموم و استغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بک اور سرسامی کی بہک ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔

عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی شرح الفوائد میں بیان فرماتے ہیں:

تجويز نبی مع نبينا صلی الله عليه وسلم او بعده يستلزم تكذيب القرآن اذ قد نص علی انه خاتم النبيين و آخر المرسلين وفی السنة انا

العاقب لا نبی بعدی و اجمعت الامة علی ابقاء هذا الكلام علی ظاهره وهذه احدیٰ المسائل المشهورة التی كفرنابها الفلاسفة لعنهم الله تعالیٰ.

(المعتقد المنتقد بحوالہ المطالب الوفیہ شرح الفوائد السنیہ ص ۱۱۵)

ترجمہ؛ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا بعد کسی کو نبوت ملنی جائز ماننا تکذیب قرآن کو مستلزم ہے کہ قرآن عظیم تصریح فرما چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین و آخر المرسلین ہیں اور حدیث میں فرمایا میں پچھلا نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے یعنی اپنے عموم و استغراق پر ہے اس میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں اور یہ ان مشہور مسائل میں سے ایک ہے جس کے سبب ہم اہل اسلام نے فلاسفہ کو کافر قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر لعنت ہو۔

امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی کتاب المعتمد فی المعتقد میں فرماتے ہیں:

بحمد للہ تعالیٰ ایں مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر ازاں است کہ آں را بکشف و بیان حاجت افتد خدائے تعالیٰ خبر داد کہ بعد از وے صلی اللہ علیہ وسلم نبی دیگر نہ باشد و منکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ اصلا در نبوت او صلی اللہ علیہ وسلم معتقد نباشد کہ اگر بر سالت او معترف بودے وے را در ہر چہ ازاں خبر داد صادق دانست و بہماں حجتہا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش ما درست شدہ ایں نیز درست شد کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم بار پسین انبیاء است در زمان او وتا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد و ہر کہ دریں بہ شک است دراں نیز بہ شک است و آنکس کہ گوید بعد از وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و آنکس نیز کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است ایں است شرط درستی ایمان بخاتم انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔
(المعتمد فی المعتقد ص ۹۷)

ترجمہ؛ بحمدللہ تعالیٰ یہ مسئلہ اہل اسلام کے ہاں اتنا واضح اور آشکارا ہے کہ اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے خود اطلاع فرمادی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا آپ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار وہی کرسکتا ہے جو سرے سے آپ کی نبوت پہ ایمان ہی نہیں رکھتا کیونکہ اگر وہ آپ کی رسالت پہ ایمان رکھتا ہوتا تو جو کچھ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے تھے اور اس کی خبر دی تھی وہ اس کی تصدیق کرتا جس طرح ہمارے نزدیک آپ کی نبوت و رسالت تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ اسی طرح یہ بھی تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے آخر میں تشریف لائے۔ آپ آخری نبی ہیں آپ کے ظاہری زمانہ مبارک اور آپ کے بعد بھی تا قیامت کوئی نبی نہیں ہوگا جسے اس بات میں شک ہے اسے آپ کی نبوت میں ہی شک ہے اور جو کہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوا ہے یا اب ہے یا آیندہ ہوگا اور اسی طرح وہ بھی جو کہے کہ آپ کے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن ہے یعنی ہوسکتا ہے، وہ کافر ہے خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان درست ہونے کی یہی شرط ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۴، ص ۳۳۳ تا ۳۳۶)

قرآن وسنت اور آئمہ کرام کی تصریحات سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا جائز مانے وہ قطعاً اجماعاً کافر ہے یہی وجہ ہے کہ جب بانی فرقہ دیوبندیہ قاسم نانوتوی نے اس قطعی اجماعی عقیدے کا انکار کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیے ظاہری زمانہ میں اور آپ کے بعد کسی نئے نبی کے آنے جانے کو جائز قرار دیتے ہوئے خاتم النبین کا اجماعی معنی بدلتے ہوئے اپنی رسوائے زمانہ کتاب تحذیر الناس میں یہ لکھا کہ

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (ص ۳) اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی

کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے (ص ۱۳) اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

(تحذیر الناس مولفہ قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند و فرقہ دیوبندیہ مطبوعہ دیوبند)

تو قاسم نانوتوی پر عرب وعجم کے علماء نے بالاتفاق فتویٰ کفر صادر فرمایا اور یہاں تک فرمایا کہ **من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر**۔ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اس کی تفصیل حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں موجود ہے اور عرب وعجم کے علماء کے اس پر فتاویٰ کفر بھی موجود ہیں۔

امتناع نظیر:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل ونظیر محال بالذات ہے نظیر کا معنی یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ایک ایسا وجود جو تمام اوصاف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک وسہیم ہو مثلاً آپ خاتم النبین ہیں تو وہ بھی خاتم النبین ہو آپ اول الخلق ہیں تو وہ بھی اول الخلق ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اول شافع ہیں تو وہ بھی اول شافع ہو آپ افضل الرسل ہیں تو وہ بھی افضل الرسل ہو۔ نظیر کے معنی کی تشریح سے صاف ظاہر ہے کہ نظیر بایں معنی اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوصاف میں کم از کم دوئی ممکن ہو محال نہ ہو حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اوصاف ایسے ہیں جن میں روئی قطعا محال ہے۔ جیسے خاتم النبین ہونا اول المخلوقات ہونا اول شافع اور اول مشفع یہ وہ اوصاف والقاب ہیں جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ مختص ہیں اور ان میں دوئی قطعا محال بالذات ہے اس لیے آپ کا مثل ونظیر محال بالذات ہے۔ اسکی مزید وضاحت یوں ہے کہ اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی دوسرا وجود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر تسلیم کرلیا جائے تو وہ دو حال سے خالی

نہیں وہ وجود خاتم النبیین ہوگا یا نہیں، اگر نہیں تو خاتم النبیین کا انحصار ایک فرد میں لازم آیا اور اگر وہ وجود خاتم النبیین ہو تو اس تقدیر پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوں گے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر بھی خاتم النبیین کا انحصار ایک فرد میں لازم آیا اور اگر دونوں خاتم النبیین مانے جائیں تو دونوں ساتھ ساتھ ہوں گے یا یکے بعد دیگرے؟ اگر ساتھ ساتھ ہوں تو چونکہ دونوں میں معیت پائی گئی اس لیے دونوں میں سے کسی پر خاتم النبیین کا اطلاق درست نہ ہوگا اور اگر یکے بعد دیگرے ہوں تو یہ دوسرا وجود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا یا پہلے؟ اگر بعد کو ہو تو اس تقدیر پر لازم آئے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ خاتم النبیین نہ ہوں اور اس کا انحصار ایک فرد میں لازم ہوگا اور اگر پہلے ہو تو یہ دوسرا وجود خاتم النبیین نہ ہوگا اور اسصورت میں بھی خاتم النبیین کا انحصار ایک فرد میں لازم ہوگا۔ اس تمام بحث کا حاصل یہ ہے کہ خاتم النبیین کا صرف ایک ہی فرد پایا جا سکتا ہے اس کے علاوہ اس کے تمام افراد قطعا غیر ممکن اور محال بالذات ہیں کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرا خاتم النبیین مانا جائے تو اس کا وجود اس کے عدم کو مستلزم ہوگا اور وہ متناقض امور کا مصداق ہو جائے گا یعنی وہ خاتم ہوگا بھی اور خاتم نہیں بھی ہو گا۔ اور چونکہ متناقض امور کا مصداق محال بالذات ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل و نظیر محال بالذات ہے۔

بعینہ یہی دلیل اول مخلوقات، اول شافع، اول مشفع وغیرہ اوصاف میں بھی جاری ہے یعنی یہ اوصاف بھی خاتم النبیین کی طرح روئی کے حامل نہیں اور ان اوصاف کی بھی نظیر ممتنع بالذات ہے۔ اور یہ کہنا کہ جب خاتم النبیین وغیرہ اوصاف مخصوصہ بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرد ممکن ہے تو دوسرا بھی ممکن ہونا چاہئے۔ بالکل درست نہیں کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ کسی کلی کا ایک فرد جیسا ہو اس کے دوسرے افراد بھی ویسے ہی ہوں۔ واجب الوجود ایک کلی ہے جس کا ایک فرد ذات باری تعالیٰ واجب ہے لیکن اس کے دوسرے افراد واجب نہیں بلکہ ممتنع بالذات ہیں

اسی طرح ارتفاع امرین کا ایک فرد ارتفاع ضدین ممکن ہے لیکن دوسرا فرد ارتفاع نقیضین محال بالذات ہے یونہی اجتماع امرین کا ایک فرد اجتماعِ متوافقین ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے لیکن دوسرا فرد یعنی اجتماع نقیضین محال بالذات ہے بعینہ اسی طرح خاتم النبیین اور دوسرے اوصاف مذکورہ کا حال ہے ان کا ایک فرد تو ممکن ہے اور دوسرے افراد محال بالذات ہیں۔ اور اگر کوئی قرآن مقدس کی اس آیہ کریمہ ان اللّٰہ علی کل شی قدیر (اللہ ہر شے پر قادر ہے) سے استدلال کرتے ہوئے کہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل و نظیر بھی ایک شے ہے لہذا اس پر بھی قادر ہے تو اس کا یہ استدلال بالکل درست نہیں کیونکہ عقائد کی تمام کتابوں میں یہ بات مصرح ہے کہ ممتنعات و محالات اور واجبات تحت قدرت نہیں بلکہ صرف ممکنات تحت قدرت باری تعالیٰ ہیں اس لیے کہ زیر قدرت جو امور ہوتے ہیں یا تو من جہۃ الایجاد ہوتے ہیں یا من جہۃ الاعدام اور ممتنعات اگر من جہۃ الایجاد زیر قدرت مانے جائیں تو وہ ممتنعات نہیں رہیں گے بلکہ ممکن ہو جائیں گے اور اگر من جہۃ الاعدام مانے جائیں تو تحصیل حاصل لازم آئے گی اور یہ دونوں محال ہیں و بعکسہ یجری فی الواجب۔

علاوہ ازیں اگر ممتنعات تحت قدرت ہونگے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو کل ممتنعات تحت قدرت ہونگے یا بعض ممتنعات تحت قدرت ہونگے اور بعض نہ ہونگے، بصورت ثانی یعنی اگر بعض تحت قدرت ہوں اور بعض نہ ہوں تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی جو باطل ہے اور بصورت اول یعنی اگر کل ممتنعات تحت قدرت ہوں تو عدم واجب جو کہ ممتنع ہے وہ بھی تحت قدرت ہوگا اور جب واجب الوجود کا عدم تحت قدرت ہوگا تو واجب الوجود، واجب الوجود نہ رہے گا جو بالکل محال بالذات ہے۔ اور شبہ قطعا درست نہیں کہ اگر ممتنعات تحت قدرت باری تعالیٰ نہ مانے جائیں تو واجب تعالیٰ کا عجز لازم آئے گا کیونکہ ممتنعات میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ تحت قدرت داخل ہوں بلکہ قدرت کا کمال یہی ہے کہ تمام ممتنعات دائرہ قدرت سے باہر

ہوں۔لہذا اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل ونظیر محال بالذات ہونے کی وجہ سے اگر قدرت باری کے تحت داخل نہ ہوتو اس سے قادر مطلق کا ہرگز عجز لازم نہیں آئے گا۔

نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت بھی آپکی بشریت کی طرح قرآن مقدس سے ثابت ہے۔رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدۡ جَاءَ كُم مِنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيۡنٌ

(پارہ چھ سورہ المائدہ)

ترجمہ؛ بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور آیا اور ایک روشن کتاب

جلیل القدر آئمہ تفسیر نے اس آیہ مقدسہ کی یہ تفسیر فرمائی ہے کہ نور سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔چنانچہ سید المفسرین حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیہ مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

۱۔ **قد جاء کم من اللہ نور رسول یعنی محمد ﷺ**

ترجمہ؛ تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔

(تفسیر ابن عباس زیر آیت مذکورہ)

۲۔ عمدۃ المفسرین امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ان المراد بالنور محمد ﷺ

ترجمہ؛ بے شک نور سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۳،ص ۳۹۰ زیر آیت مذکورہ)

۳۔ امام المحدثین حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیہ مقدسہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قد جاء کم من اللہ نور ھو النبی ﷺ

(تفسیر جلالین زیر آیت مذکورہ)

ترجمہ؛ تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ان کے علاوہ تفسیر قرطبی،تفسیر خازن،تفسیر معالم التنزیل،تفسیر روح المعانی،تفسیر صاوی،تفسیر مظہری،تفسیر روح البیان،تفسیر مدارک،تفسیر سراج منیر،تفسیر ابن جزیر،تفسیر ابومسعود، تفسیر زادالمیر،تفسیر بیضاوی وغیرہا تفاسیر و کتب سیر میں اسی مفہوم کی عبارات موجود ہیں۔حتی کہ دیوبندی اور وہابی غیر ملقدین کے مذہب کے اکابرین نے بھی اس آیہ مقدسہ کی یہ تفسیر نقل کی ہے اور تسلیم کی ہے۔چنانچہ دیوبندی مذہب کے قطب رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ:

حق تعالیٰ درشان حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ البتہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالیٰ نور و کتاب مبین مراد از نور ذات پاک حبیب خدا است صلی اللہ علیہ وسلم

(امداد السلوک فارسی ص ۸۵)

ترجمہ؛ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا کہ بیشک آیا تمہارے پاس حق تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب اور نور سے مراد حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔(امداد السلوک اردو ص ۱۵۷)

دیو بندی مذہب کے ہی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے اس آیہ مقدسہ کے متعلق لکھا ہے کہ

یہ ایک مختصر سی آیت ہے اس میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی دونوں نعمتوں کا عطا فرمانا اوران دونوں نعمتوں پر اپنا احسان ظاہر فرمانا بیان فرمایا ہے ان دونوں نعمتوں میں ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہے اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے ایک کو لفظ نور سے ذکر فرمایا اور دوسری کو کتاب کے عنوان سے یاد فرمایا۔

(اشرف المواعظ ص ۱۲۸، مواعظ میلاد النبی ۱۳۸، ثلج الصدور)

اور غیر مقلدین کے امام قاضی شوکانی نے اسی آیہ مقدسہ کے تحت لکھا ہے:

قال الزجاج النور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(تفسیر فتح القدیر الشوکانی زیر آیت مذکورہ)

ترجمہ؛ امام زجاج نے فرمایا کہ نور سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

یہی بات غیر مقلدین کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے تفسیر فتح البیان میں مذکورہ آیہ مقدسہ کے تحت نقل کی ہے۔

اور غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے اسی آیہ مقدسہ کے تحت تفسیر ثنائی میں لکھا ہے کہ

تمہارے پاس اللہ کا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔

(تفسیر ثنائی، سورۃ المائدہ)

اسی آیہ مقدسہ کے تحت مفسرین کرام کا دوسرا قول یہ ہے کہ نور اور کتاب دونوں سے مراد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے جیسا کہ ملا علی القاری رحمہ اللہ علیہ نے شرح الشفاء میں اور علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے تفسیر روح المعانی میں مذکورہ آیہ

مقدسہ کے تحت نقل فرمایا ہے:

احادیث مبارکہ میں نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت:

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام اَجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم رحمہم اللہ تعالی کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام امام عبدالرازق ابوبکر بن ہمام رحمہ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف میں حضرت سیدنا و ابن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے بایں سند صحیح روایت فرمائی ہے:

عبدالرزاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر رضی الله عنه قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلم عَنْ اَوّلِ شَیْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تعالیٰ فَقَالَ هُوَ نُوْرَ نَبِیّکَ یَا جَابِرُ خَلَقَهُ اللّٰه.

الحدیث بطولہٖ (مصنف عبدالزاق جزء اول ص ۶۳)

ترجمہ؛ امام عبدالرزاق نے امام معمر بن راشد سے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت فرمائی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شے کے متعلق دریافت کیا جسے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جابر وہ تیرے نبی کا نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا۔

اس حدیث کی سند کے متعلق ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد الحمیر ی نے مصنف عبدالرزاق کے جز اول کے حاشیہ میں لکھا ہے

"ان الحدیث صحیح الاسناد" (بے شک یہ حدیث صحیح ہے)

(ص ۴۶ مطبوعہ موستہ الشرف لاہور)

امام احمد قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں اس حدیث کو بایں الفاظ امام عبدالرزاق کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا:

قَالَ یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تعالیٰ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَ شْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ الحدیث بطوله

ترجمہ؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے جابر بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

اور اسی طرح اسے امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل فرمایا ان کے علاوہ اجلہ آئمہ دین مثل امام ابن حجر مکی نے افضل القریٰ میں، علامہ ناسی نے مطالع المسرات میں، علامہ زرقانی نے شرح المواہب اللدنیہ اور علامہ دیار کبری نے تاریخ الخمیس میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج الکبریٰ میں اس حدیث مبارک سے استناد کیا اور اس پر تعویل واعتماد فرمایا ہے مختصر یہ کہ یہ حدیث مبارکہ تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے اور تلقی علماء امت بالقبول وہ شے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی بھی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو کچھ حرج نہیں کرتی جبکہ یہ حدیث مبارک تو سند کے اعتبار سے بھی صحیح ہے۔ جیسا کہ گذر چکا ہے۔

اور علامہ محقق عارف باللہ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالی نے بھی اسے حدیقہ ندیہ میں صحیح قرار دیا ہے فرماتے ہیں:

قد خلق کل شی من نورہ ﷺ کما وردبه الحدیث الصحیح

(الحدیقۃ الندیہ المبحث الثانی جلد۲ ص ۳۷۵)

ترجمہ؛ بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہے۔

امام عبدالرزاق ہی اپنی مصنف میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بایں سند حدیث صحیح روایت فرماتے ہیں:

عبدالرزاق عن معمر عن الزهری عن سالم عن ابیه انه قال رَاَیْتُ النَّبِیّ صلی اللّٰه علیه وسلم بِعَیْنَیَّ هَاتَیْنِ وَکَانَ نُوْرًا کُلَّهٗ بَلْ نُوْراً مِنْ نُوْرِ اللّٰه مَنْ رَاٰهُ بَدِیْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ رَاٰهُ مِرَارًا اِسْتَحَبَّهٗ اَشَدَّ اِسْتِحْبَاب.

(الجزء المفقود من الجزء الاول من مصنف عبدالرزاق ص ۶۳ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ؛ امام عبدالرزاق نے معمر سے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے حضرت سالم سے انہوں نے اپنے والد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت فرمائی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے آپ مکمل نور تھے بلکہ نور من نور اللہ (اللہ کے نور سے نور) تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی مرتبہ دیکھتا ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار زیارت سے مشرف ہوتا آپ سے شدید محبت کرنے لگتا۔

یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح ہے بلکہ اس میں ''زہری عن سالم عن ابیہ'' ایسی سند ہے جو تمام اسناد میں سے اصحّ سندوں میں شمار ہوتی ہے اور معمر بن ثقہ ثبت اور فاضل ہیں کذا فی کتب اسماء الرجال مثل التاریخ الکبیر للبخاری ومیزان لاعتدال للذھبی والتقریب ابن حجر عسقلانی وغیرہا۔

امام اہل السنۃ الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ اللہ عزوجل کے نور ذاتی سے پیدا ہیں حدیث شریف وارد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّکَ مِنْ نُوْرِهٖ

(رواہ عبدالرزاق ونحوہ عند البیھقی)

ترجمہ؛ اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔(اسے امام عبدالرزاق نے نقل فرمایا ہے اور بیہقی کے ہاں اس کے ہم معنی ہے)

حدیث میں ''من نورہ'' فرمایا جس کی ضمیر اللہ کی طرف ہے کہ اسم ذات ہے **من نور جمالہ یانور علمہ یانور رحمتہ** (اپنے جمال کے نور سے یا اپنے علم کے نور سے یا اپنی رحمت کے نور سے) وغیرہ نہ فرمایا۔ کہ نور صفات سے تخلیق ہو علامہ زرقانی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

من نورہ ای نورٍ ھو ذاتہ

(زرقانی علی المواھب المقصد الاول جلد اص ۴۶)

ترجمہ؛ اللہ عزوجل نے نبی ﷺ کو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذات الٰہی ہے یعنی اپنی ذات سے بلا واسطہ پیدا فرمایا **کما سیأتی تقریرہ**

امام احمد قسطلانی نے مواھب میں فرمایا ہے

لماتعلقت ارادۃ الحق تعالیٰ بایجاد خلقہ ابرز الحقیقۃ المحمدیۃ من الانوار الصمدیہ فی الحضرۃ الاحدیۃ ثم سلخ منھا العوالم کلھا علوھا وسفلھا۔ (المواھب اللدنیہ المقصد الاول جلد اص ۵۵)

ترجمہ؛ جب حق تعالیٰ کا ارادہ اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کے ساتھ متعلق ہوا تو رب تعالیٰ نے انوار صمدیہ سے حقیقت محمدیہ کو حضرت احدیہ میں ظاہر فرمایا پھر اسی سے تمام عوالم علوی وسفلی کو ظاہر فرمایا۔

شرح علامہ میں ہے:

والحضرۃ الاحدیۃ ھی اول تعینات الذات و اول رتبھا الذی لا اعتبار فیہ لغیر الذات کما ھو االمشار الیہ بقول صلی اللہ علیہ وسلم کان اللہ ولاشیء معہ ذکرہ الکاشی.

(شرح زرقانی علی المواھب جلد اص ۲۷)

ترجمہ؛ حضرت احدیت ذات کے تعینات میں سے پہلا تعین ہے اور مراتب ذات میں سے پہلا مرتبہ ہے۔ جس میں غیر ذات کا اصلاً لحاظ نہیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی۔ جیسا کہ اس کو کاشی نے ذکر کیا۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ مدارج النبوت میں ارشاد فرماتے ہیں:

انبیاء مخلوق اند از اسمائے ذاتیہ حق و اولیاء از اسمائے صفاتیہ و بقیہ کائنات از صفات فعلیہ و سید رسل مخلوق است از ذات حق و ظھور حق دروے بالذات است

(مدارج النبوت جلد ۲ ص ۶۰۹)

انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے اسماء ذاتیہ سے پیدا ہوئے اور اولیاء اسمائے صفاتیہ سے بقیہ کائنات صفات فعلیہ سے اور سید رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذات حق سے پیدا ہوئے اور حق کا ظہور آپ میں بالذات ہے۔

ہاں عین ذات الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذات الٰہی ذات رسالت کے لیے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہو یا عیاذاً باللہ ذات الٰہی کا کوئی حصہ یا کل ذات نبی ہو گیا۔ اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک و منزہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خواہ کسی شے کو جزء ذات الٰہی خواہ کسی مخلوق کو عین و نفس ذات الٰہی ماننا کفر ہے۔ اس تخلیق کے اصل معنی تو اللہ رسول جانیں۔ جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم، عالم میں ذات رسول کو تو کوئی پہچانتا نہیں۔

حدیث میں ہے:

يَا اَبَا بَكْرٍ لَمْ يَعْرِفْنِىْ حَقِيْقَةً غَيْرُ رَبِّىْ

(مطالع المسرات ص۱۲۹)

ترجمہ؛ اے ابو بکر مجھے جیسا میں ہوں حقیقت میں، میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

ذات الٰہی سے اس کے پیدا ہونے کی حقیقت کے مفہوم مگر اس میں فہم ظاہر بین کا جتنا حصہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت حق عز جلالہ نے تمام جہان کو حضور پر نور محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔

لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا (تاریخ دمشق الکبیر جلد۳ ص۲۹۷)

ترجمہ؛ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا۔

آدم علیہ السلام سے ارشاد ہوا ''لَوْ لا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ وَلا اَرْضًا وَلا سماءً

(المواہب اللدنیہ جلد۱ ص۷۰)

ترجمہ؛ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو نہ میں تمہیں پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو۔

تو سارا جہان ذات الٰہی سے بواسطہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوا یعنی حضور کے واسطے حضور کے صدقے، حضور کے طفیل میں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ بخلاف ہمارے حضور عین النور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں اپنے رب کے سوا کسی کے واسطے نہیں تو وہ ذات الٰہی سے بلا واسطہ پیدا ہیں۔ زرقانی شریف میں ہے:

ای من نور هو ذاته لا بمعنى انها مادة خلق نوره منها بل بمعنى تعلق الارادة به بلا واسطة شى فى وجوده

(شرح زرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول جلد۱ ص۴۰۱)

ترجمہ؛ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نور سے (پیدا ہوئے) جو اللہ کی ذات ہے یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد۳۰ ص۶۶۸)

مزید فرماتے ہیں:

جس طرح مرتبہ وجود میں صرف ذات حق ہے باقی سب اس کے پرتو وجود سے

موجود یونہی مرتبہ ایجاد میں صرف ایک ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے باقی سب پر اسی کے عکس کا فیضان وجود، مرتبہ کون میں) نور احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبہ تکوین میں نور احمدی آفتاب ہے اور سارا جہاں اس کے آبگینے۔ وفی ہذا اقول

(اور اسی سلسلہ میں مَیں کہتا ہوں)

خالق کل الوٰری ربک لا غیرہ　　　نورک کل الوریٰ غیرک

لم لیس لن

ای لم یوجد ولیس موجودا ولن یوجدا بدا۔

(بستان الغفران ص۲۲۳)

ترجمہ؛　　کل مخلوق کا پیدا کرنے والا آپ کا رب ہی ہے آپ ہی کا نور کل مخلوق ہے اور آپ کا غیر کچھ بھی نہ تھا نہ ہے نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد۳۰ ص۶۷۴)

مطالعہ المسرات میں مزید فرماتے ہیں:

اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم مُحیٌ ، حیوٰۃ جمیع الاکوان بہ صلی اللہ علیہ وسلم روحہٗ وحیوٰتہٗ وسبب وجودہ وبقائہٖ

(مطالع المسرات ص۹۹، فتاوی رضویہ جلد۳۰ ص۶۷۶)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک محی ہے یعنی زندہ فرمانے والے اس کے لیے سارے جہاں کی زندگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کی جان و زندگی اور اس

کے وجود و باقاء کے سبب ہیں۔

مزید فرماتے ہیں شرح سیدی عشماوی میں ہے:

نعمتان ما خلا موجود عنھمانعمۃ الایجاد و نعمۃ الامدادھو صلی اللّٰہ علیہ وسلم الوسطۃ فیھما اذ لو لا سبقت وجودھما وجد موجود ولولاوجود نورہ فی ضمائر الکون لتھدمت دعائم الوجودفھو الذی وجد اولاًولہ تبع الو جود وسار مر تبطا لا استغنا ء عنہ

ذات پاک کو اپنی ذات کریم سے پیدا کیا یعنی عین ذات کی تجلی بلا واسطہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں باقی سب ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور و ظہور ہیں۔ صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وصحبہ وبارک وسلم۔

(فتاویٰ رضویہ ملخصاً جلد۳۰ ص۶۸۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ نہ ہونا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی دلیل ہے:

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں عرض کرتے ہیں:

قال عثمان رضی اللہ عنہ ان اللّٰہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علی ذالک الظل

(تفسیر مدارک التنزیل جلد۳ ص۱۰۳، روح البیان جلد۴ ص۱۱۲، مداراج النبوت جلد۱ ص۲۰۱)

ترجمہ؛　　امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سایہ زمین پر نہ ڈالا تاکہ کوئی شخص اس پر پاؤں نے رکھ دے۔

مجمع البحار میں برمزش یعنی زبدہ شرح شفاء شریف میں ہے:

مـن اسـمـائه صلى الله عليه وسلم النور قيل من خصائصه صلى الله عليه وسلم انه اذ امشى فى الشمس و القمر لا يظهر لا ظل

(مجمع بحارالانوار جلد۴ص ۸۲۰)

ترجمہ؛ حضور علیہ الصلوٰۃ ولسلام کا ایک نام مبارک نور ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ جب آپ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ونبودمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راسایہ نہ در آفتاب ونہ در قمر رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان رضی اللہ عنہ فی فوادالاصول وعجب است ایں بزرگاں کہ ذکر نہ کردند چراغ راونور یکے از اسمائے آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم ونور راسایہ نمی باشد۔

(مدارج النبوت باب اول جلد ا ص ۲۱)

ترجمہ؛ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سورج اور چاند کی روشنی میں سایہ نہیں تھا اسے امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فوادالاصول میں حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے۔اور تعجب ہے کہ ان بزرگوں نے اس ضمن میں چراغ کا ذکر نہیں فرمایا (یعنی چراغ کی روشنی میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ نہیں تھا یہ بات ذکر نہیں فرمائی)اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسماءمبارکہ میں آپ کا ایک اسم ''نور'' ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اوراصلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تراست وچوں لطیف ترے ازوے صلی اللہ علیہ وسلم درعالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد

(مکتوبات امام ربانی مکتوب ۱۰۰ دفتر سوم)

ترجمہ؛ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا سیاہ اس سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اور چونکہ کائنات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کوئی چیز لطیف نہیں ہے۔لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ کیونکر ہوسکتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دافع البلاء ہیں:

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعطائے الٰہی دافع البلاء ہیں:

امام اہلسنت فرماتے ہیں،رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

آیت ا: **وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ**

(سورۃ الانفال ۳۳)

ترجمہ؛ اور اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب آپ ان میں تشریف فرما ہیں

سبحان اللہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دافع البلاء کفار پر سے بھی سبب دفع البلا ہیں پھر مسلمانوں پر تو خاص رؤوف ورحیم ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

آیت۲: **وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ**

(سورۃ الانبیاء ۱۰۷)

ترجمہ؛ ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کے لیے

ہر ظاہر کہ رحمت سبب دفع بلا وزحمت (یعنی یہ بات خوب ظاہر ہے کہ رحمت' مصیبت ونعمت کے دور ہونے کا سبب ہے)

آیت۳: **وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ**

الرّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَحِيْماً (سورۃ النساء ۶۴)

ترجمہ؛ اور اگر جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ کے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

آیت کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پرنور عفو وغفور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سبب قبول توبہ و دفع بلاء عذاب ہے بلکہ یہ آیت بیمار دلوں پر اور بھی بلاء وعذاب کہ رب العزت قادر تھا کہ یونہی گناہ بخش دے مگر ارشاد ہوتا ہے کہ توبہ قبول ہونا چاہو تو ہمارے پیارے کی سرکار میں حاضر ہو (صلی اللہ علیہ وسلم والحمد للہ رب العالمین)

آیت۴: وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ

(سورۃ الحج ۴۰)

ترجمہ؛ اگر اللہ آدمیوں کو آدمیوں سے دفع نہ فرمائے تو ہر ملت و مذہب کی عبادت گاہ ڈھا دی جائے۔

معلوم ہوا کہ مجاہدین آلہ واسطہ دفع بلا ہیں۔ متعدد آیات و احادیث ہیں کہ اللہ تعالیٰ نیکوں کے سبب بلا و مصیبت دفع فرماتا ہے:

وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْض لَفَسَدَتِ الْارْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ

(سورہ البقرۃ آیت نمبر ۲۵۱)

ترجمہ؛ اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ تعالیٰ کا لوگوں کو ایک دوسرے سے تو بیشک تباہ ہو جاتی زمین مگر اللہ فضل والا ہے سارے جہان پر۔

آئمہ مفسرین فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے سبب کافروں اور نیکوں کے باعث بدوں سے بلا دفع فرماتا ہے۔ حدیث قدسی ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"اِنِّیْ لَاھُمُّ بِاَھْلِ الْاَرْضِ عَذَاباً فَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی عُمَّارِ بُیُوْتِیْ وَالْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ صَرَّفْتُ عَذَابِیْ عَنْھُمْ"

(شعب الایمان للبیہقی جلد ۴ ص ۳۷۹، الکامل لابن عدی جلد ۵ ص ۹۴)

ترجمہ؛ میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں جب انہیں دیکھتا ہوں جو میرے گھروں کو آباد کرنے والے ہیں، میری رضا کے لئے باہم محبت کرنے والے اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والے ہیں تو زمین والوں سے اپنا عذاب پھیر دیتا ہوں"۔

امام طبرانی نے معجم کبیر میں بسند صحیح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَبْدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلٰثُوْنَ بِھِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِھِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِھِمْ تُنْصَرُوْنَ

(مجمع الزوائد، المعجم الکبیر للطبرانی)

ترجمہ؛ ابدال میری امت میں تیس ہیں انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب تم پر مینہ اترتا ہے انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے"۔

اور مسند امام احمد میں بسند حسن حضرت مولی مشکل کشا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں جب ایک انتقال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے

بدلے دوسرا قائم فرما دیتا ہے۔

یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَ یُنْتَصَرُ بِھِمُ الْاَعْدَاءُ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الْشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ

(مسند امام احمد جلد ا ص ۱۱۲)

ترجمہ؛ انہیں کے سبب مینہ دیا جاتا ہے انہیں سے دشمنوں پر مدد ملتی ہے انہیں کے سبب شام والوں سے عذاب پھیرا جاتا ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے:

یُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الْاَرْضِ الْبَلَاءُ وَالْغَرَقُ (ابن عساکر)

ترجمہ؛ انہیں کے سبب اہل زمین سے بلاء و غرق دفع ہوتا ہے۔

اور طبرانی کی روایت میں ہے:

''بِھِمْ یُنْصَرُوْنَ وَبِھِمْ یُرْزَقُوْنَ

(المعجم الکبیر للطبرانی عن عوف بن مالک جلد ۱۷ ص ۶۵، المعجم الاوسط عن علی جلد ۶ ص ۶۵)

ترجمہ؛ وہ انہیں کی برکت سے مدد پاتے ہیں اور انہیں کے وسیلہ سے رزق''۔

جب حضور علیہ الصلوٰہ والسلام کی امت کے اولیاء اور آپ کے کامل متبعین دافع البلاء ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا مقام کیا ہوگا۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دافع البلاء ہونے کا یہ معنی نہیں کہ آپ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر، بالذات دافع البلاء ہیں ایسا تو کوئی مسلمان خیال بھی نہیں کرسکتا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطاء سے دافع البلاء اور معطی جمیع خیرات ہیں۔

امام تقی الملۃ والدین علی بن عبدالکافی السبکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لیس المراد نسبة النبی صلی الله علیه وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال هذا لا یقصده مسلم فصرف الکلام الیه و منعه من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین

(شفاء السقام ص ۱۷۵)

ترجمہ؛ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق و فاعل مستقل ہیں یہ تو کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگنے کو منع کرنا یہ دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو تشویش و پریشانی میں ڈالنا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رب تعالیٰ کے نائب اکبر و خلیفہ اعظم مختار کل و قاسم جمیع نِعم ہیں:

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں تمام جہان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تحت تصرف کر دیا گیا جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لے لیں تمام جہان میں ان کے حکم کو پھیرنے والا کوئی نہیں تمام جہان انکا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم رہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے۔ تمام جنت ان کی جاگیر ہے۔ ملکوت السمٰوٰت والارض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیاں (آپ کے) دست اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیرات اور ہر قسم کی عطائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ احکام تشریعیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال فرما دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرما دیں۔ بہار شریعت جلد ا ص ۴۶)

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

آیت۱: **وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ**

(سورۃ التوبہ آیت ۷۴)

ترجمہ؛ اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ انہیں دولت مند کردیا اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضل سے

صاف صاف اعلان فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے فضل سے غنی و دولتمند فرماتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔

آیت۲: **وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰه سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّا اِلَى اللّٰهِ رَاغِبُوْنَ**

(سورۃ التوبہ آیت ۵۹)

ترجمہ؛ اور کیا خوب تھا کہ اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول جل وعلا کے دیئے پر اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے۔ دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول بیشک ہم اللہ کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں۔

یہاں رب تعالیٰ نے اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے والا فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ ورسول سے امید لگائے رکھو کہ آپ ہمیں اپنے فضل سے عطا فرماتے ہیں۔

آیت۳: **اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ**

(سورۃ الاحزاب آیت ۳۷)

ترجمہ؛ اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے اسے نعمت بخشی۔

آیت۴: **اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ۔**

(سورۃ الاعراف آیت ۱۷۵)

ترجمہ؛ وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے امی کی جس کو لکھا پائیں گے اپنے پاس تورات اور انجیل میں وہ انہیں حکم دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے اور حلال کرے گا ان کے لیے ستھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں اور اتارے گا ان پر سے ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو ان پر تھے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ دلائل النبوۃ میں حضرت ام الدرداء سے راوی ہیں کہ میں نے حضرت کعب احبار (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا تم تورات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف کیا پاتے ہو تو انہوں نے کہا تورات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف یوں ہے۔

محمد رسول الله اسمه المتوكل ليس بفظ ولا غليظ ولا سخاب في الاسواق واعطى المفاتيح ليبصر الله به اعينا عورا ويسمع به آذانا صما ويقيم به السنة معوجة حتى يشهدوا ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريک له يعين المظلوم ويمنعه من ان يستضعف۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی باب صفۃ رسول اللہ ﷺ فی التوراۃ والانجیل جلد ا ص ۳۷۷)

ترجمہ؛ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے نہ درشت خو ہیں نہ سخت گو نہ بازاروں میں چلّانے والے انہیں کنجیاں عطا فرمادی گئی ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے پھوٹی آنکھیں بینا کردے اور بہرے کان شنوا کردے اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کر

دے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کوئی اس کا شریک نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ

(صحیح البخاری کتاب الاعتصام جلد۲ص ۱۰۸، صحیح المسلم کتاب المساجد جلد اص ۱۹۹)

ترجمہ؛ میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

امام احمد وابو بکر بن ابی شیبہ رضی اللہ عنہما حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اُعْطِیْتُ مَالَمْ یُعْطَ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ

(مسند امام احمد جلد اس ۹۸، المصنف لابن ابی شیبہ کتاب المناقب جلد ۶ص ۲۰۸)

ترجمہ؛ مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں فرمایا گیا رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا فرمادی گئیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رب تعالیٰ کے خزانوں کے قاسم ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی

(صحیح بخاری کتاب العلم جلد اص ۱۶)

ترجمہ؛ میں تو تقسیم ہی کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

انہی سے دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

وَاللّٰہُ الْمُعْطِیْ وَاَنَا الْقَاسِمُ۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد جلد اص ۴۳۹)

ترجمہ؛ اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے میں تقسیم کرنے والا ہوں

تیسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَ خَازِنٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ

(صحیح بخاری کتاب الجہاد جلد اص ۴۳۹)

ترجمہ؛ میں قاسم اور خازن ہوں اور عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

مسلم شریف کے الفاظ یہ ہے:

اِنَّمَا اَنَا خَازِنٌ وفی روایۃ وَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ و یُعْطِیْ اللّٰہُ۔

(صحیح المسلم جلد اص ۳۳۳ کتاب الزکاۃ)

حضرت سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے الفاظ مبارک یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَیْثُ اُمِرْتُ

(صحیح بخاری کتاب الجہاد جلد اص ۴۳۹)

ترجمہ؛ میں تقسیم ہی فرمانے والا ہوں اور وہاں میں خرچ کرتا ہوں جہاں کا حکم ہوتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بُعِثْتُ قَاسِمًا اُقَسِّمُ بَيْنَكُمْ۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد جلد ۱ص ۴۳۹)

ترجمہ؛ مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے کہ تم میں (اللہ کے خزانے) تقسیم کروں۔

ان تمام روایات میں جس طرح اللہ تعالیٰ کی عطا متعین نہیں اسی طرح اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم بھی متعین نہیں۔شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

قسمت می کنم میان شما از جانب حق وآنچہ وحی کردہ شدہ است بسوئے من دفرستادہ شدہ برمن از علم وعمل ومی رسانم یکے را آنچہ نصیب اوست و مستحق است مرآنرا ومی کنم ہرکس دادو جائے کہ درمرتبہ اوست از فضل وشرف۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

ترجمہ؛ میں تم میں اللہ کی طرف سے تقسیم کرنے والا ہوں جو اس نے میری طرف وحی بھیجی اور جو مجھے علم وعمل عطا فرمایا گیا میں ہر ایک کو حصہ دیتا ہوں جس کا وہ مستحق ہے اور میں ہر شخص کو اس کے مرتبہ وفضل کے مطابق مقام دیتا ہوں۔

علامہ محمد مہدی ناسی ان مبارک الفاظ کا مفہوم یوں بیان فرماتے ہیں:

هو خليفة الله فی العالم وواسطة حضرية والمتولی لقسمة مواهبه واعطيته فكل من حصلت له رحمة فی الوجود او خرج له قسم من رزق الدنيا و الآخرة والظاهر والباطن والعلوم والمعارف والطاعات فانما خرج له ذالک علی يديه وبواسطته۔ (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص ۲۴۶)

ترجمہ؛ جہاں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اور بارگاہ الوہیت میں واسطہ ہیں اور اس کی بخششوں اور عطاؤں کے امین ہیں تو جس کسی کو اس کائنات میں کوئی رحمت ملی یا جس کسی کو دنیا وآخرت، ظاہر وباطن، علوم ومعارف اور طاعات سے جو حصہ ملا ہے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے ملا ہے۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ملا ہے۔

معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص میں سے معراج ہے کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک وہاں سے ساتوں آسمان اور کرسی وعرش تک بلکہ بالائے عرش رات کے ایک خفیف حصہ میں مع جسم اطہر تشریف لے گئے اور وہ قرب خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر وملک کو کبھی نہ حاصل ہوا نہ ہو، اور جمال الٰہی بچشم سر دیکھا اور کلام الٰہی بلا واسطہ سنا اور تمام ملکوت السموٰت والارض کو بالتفصیل ذرہ ذرہ ملاحظہ فرمایا ہے۔(بہار شریعت حصہ اول ص ۴۱)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

جز حضرت پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم بالا تر ازاں (عرش) کس نہ رفتہ وآنحضرت بجائے رفت کہ آنجا جانیست برداشت از طبیعت امکان قدم کہ آں اسریٰ بعبدہ است من المسجد الحرام تا عرصہ وجوب کہ اقصائے عالم است آنجا نہ جاست ونے جہت ونے نشان نہ نام۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۴ص ۵۳۰)

ترجمہ؛ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ عرش سے اوپر کوئی نہیں گیا آپ اس جگہ پہنچے جہاں جگہ نہیں طبیعت امکان سے قدم مبارک اٹھا لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے کو سیر کرائی مسجد حرام سے صحرائے وجوب تک جو عالم کی انتہا ہے کہ وہاں نہ مکان ہے نہ جہت نہ نشان نہ نام۔

امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام دراں شب چوں از دائرہ امکان وزماں بیروں جست و از تنگئ امکان برآمد ازل وابد را آن واحد یافت وبدایت ونہایت را در یک نقطہ متحد دید۔

(مکتوب ۲۸۳ دفتر اول)

ترجمہ؛ اس رات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکان وزمان کے دائرہ سے باہر تشریف لے گئے اور تنگی امکان سے نکل کر آپ نے ازل وابد کو ایک آن پایا اور ابتداء وانتہا کو ایک نقطہ میں متحد دیکھا۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ محبوب رب العلمین است وبہترین موجودات اولین وآخرین باوجود آنکہ بدولت معراج بدنی مشرف شد واز عرش وکرسی درگزشت واز مکان وزماں بالا رفعت۔

(مکتوب امام ربانی مکتوب ۲۷۲ دفتر اول)

ترجمہ؛ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ رب العلمین کے محبوب ہیں اور تمام موجودات اولین وآخرین سے افضل ہیں۔ جسمانی معراج سے مشرف ہوئے اور عرش وکرسی سے آگے گزر گئے اور مکان وزمان سے اوپر چلے گئے۔

امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رَاَیْتُ رَبِّیْ عزوجل۔

(مسند امام احمد جلد نمبر ۱، ص ۲۸۵)

ترجمہ؛ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا ہے

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ

انا نحن بنوھا شم فنقول ان محمدا رایٰ ربه مرتين

(جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ النجم جلد نمبر ۲ ص ۱۶۱)

ترجمہ؛ ہم بنی ہاشم اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا۔

امام طبرانی بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ:

انه كان يقول ان محمدا صلى الله عليه وسلم راى ربه مرتين مرة ببصره و مرة بفواده

(المعجم الاوسط جلد ۶ ص ۳۵۶)

ترجمہ؛ یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار اپنے رب عزوجل کو دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

ادب وتعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً وَّمُبَشِّراً وَّنَذِيْراً لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ، وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً

(پ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۸،۹)

ترجمہ؛ بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور

اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتو قیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پا کی بولو۔

(کنزالایمان)

اس آیہ مقدسہ میں رب تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب خوب تعظیم وتو قیر کرنے کا حکم ارشادفرمایاہے:

اس آیہ مقدسہ میں رب تعالیٰ کے ارشاد وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ میں دونوں منصوب ضمیروں کے متعلق مفسرین کرام کے تین اقوال ہیں۔

۱۔ دونوں ضمیریں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا حکم ہے۔

۲۔ دونوں ضمیریں اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں کی طرف راجع ہیں اور دونوں کی تعظیم کا حکم ہے۔

۳۔ دونوں ضمیریں اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہیں اور رب تعالیٰ کی تعظیم کا حکم ہے۔ مگر رب تعالیٰ کی تعظیم سے مراد اس کے دین کی تعظیم اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔

امام ناصرالشریعۃ محی السنۃ علاءالدین علی بن محمد بغدادی المعروف بہ خازن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الكنا يا ت فى قوله ويعزروه ويوقروه راجعة الى الرسول صلى الله عليه وسلم وعندها تم الكلام فالوقف على وَتُوَقِّرُوْهُ وقف تام"

(تفسیر خازن جلد۴ص۱۴۶)

ترجمہ؛ رب تعالیٰ کے فرمان "و یعزوہ ویوقروہ" میں منصوب ضمیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹتی ہے اور "یوقروہ" پر کلام تام ہو جاتی ہے اور اس پر وقف، وقف تام ہے۔ (قرآن مجید میں یہاں وقف کی علامت 'ط' ہے)

علامہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تحت اس آیہ مقدسہ کے تحت فرماتے ہیں:

وضميرهما لله ورسوله۔

(تفسیر جلالین ص۴۲۳)

ترجمہ؛ "تعزروہ" اور "توقروہ" کی دونوں ضمیریں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہیں"۔

عارف باللہ الشیخ احمد الصاوی المالکی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر جلالین کے حاشیہ میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں

ويوخذ من هذه الآيه ان من اقتصر على تعظيم الله وحده او على تعظيم الرسول وحده فليس بمؤمن بل المؤمن من جمع بين تعظيم الله تعالىٰ و تعظيم رسوله ولكن التعظيم فى كل بحسبه۔

(الصاوی علی الجلالین)

اس آیہ مقدسہ میں تعزروہ اور توقروہ سے ثابت ہوا کہ جو صرف تعظیم خدا کرے یا صرف تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرے وہ مومن نہیں بلکہ مومن وہ ہے جو تعظیم خدا اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کرے لیکن ہر ایک کی تعظیم اس کی شان کے مطابق ہوگی۔

تفسیر مدارک میں امام نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

والضمائر لله عزوجل والمراد بتعزير الله تعزيز دينه ورسوله صلى الله عليه وسلم

(تفسیر مدارک التنزیل جلد۲ص۵۷۱)

ترجمہ؛ (تعزروہ اور توقروہ اور تسبحوہ کی) ضمیریں اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تعزیر سے مراد اس کے دین کی تعظیم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر ہے۔

عارف باللہ علامہ اسمٰعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

ما كان لكم ان تؤذو رسول الله والحاصل انه يجب على الامة ان يعظموه عليه الصلوٰة والسلام ويوقروه فى جميع الاحوال فى حال حياته وبعد و فاته فانه بقدر ازدياد تظيم و توقيره فى القلوب يزداد نور الايمان۔

(تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۶۳۷)

اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات ظاہری میں اور دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد غرض ہر حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر امت پر لازم وضروری ہے۔ کیونکہ دلوں میں جتنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم بڑھے گی اتنا ہی نور ایمان میں اضافہ ہو گا۔

مذکورہ آیہ مقدسہ میں رب تعالیٰ نے دین اسلام بھیجنے اور قرآن مجید کا مقصود تین باتیں ارشاد فرمائیں:

۱۔ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حد درجہ کی تعظیم وتوقیر کریں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

ان تینوں جلیل الشان باتوں کی ترتیب جمیل دیکھیں سب سے پہلے ایمان کا ذکر فرمایا اور سب سے آخر میں اپنی عبادت کا اور درمیان میں تعظیم وتوقیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا تاکہ معلوم ہو کہ بغیر ایمان لائے تعظیم معتبر نہیں کیونکہ اگر سچے دل سے تعظیم کی جاتی تو ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جاتا اور جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر بھی کوئی

عبادت الٰہی میں مصروف رہے بیکار و مردود ہے اور اس کی کوئی شے بھی اصلاً بارگاہ الٰہی میں قابل قبول نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً

(پارہ ۳۰، سورۃ الغاشیہ)

ترجمہ؛ عمل کریں مشقتیں جھیلیں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ میں بیٹھیں گے۔

ادب واحترام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلقہ مزید آیات قرآنیہ:

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

(پارہ ۲۶ رکوع ۱۳)

ترجمہ؛ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور چلا کر بات نہ کرو جیسے کہ آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے آپ کی معاذ اللہ توہین کرو گے خواہ آپ کے حضور آواز بلند کرنے کے اعتبار سے ہو یا کسی طرح آپ سے آگے بڑھنے کے

اعتبار سے ہوتو تمہارے تمام اعمال سمیت ایمان کے برباد ہو جائیں گے یعنی تم مرتد ہو جاؤ گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو گی اور تم اپنے آپ کو ایمان وعمل والا ہی سمجھتے رہو گے۔ والعیاذ باللہ

مزید رب تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَجۡعَلُوۡ دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَاءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا

(پ ۱۸، رکوع ۱۵)

ترجمہ؛ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اس آیہ مقدسہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کا طریقہ سکھایا گیا ہے جیسے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں نہ پکارو۔

حضرت ابو محمد مکی مالکی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

لا تنادوا باسمہ نداء بعضکم بعضا ولکن عظّموہ ووقّروہ ونادوہ باشرف مایحب ان ینادی بہ یا رسول اللّٰہ یاحبیب اللّٰہ۔

(شفا شریف جلد۲ ص ۲۸)

ترجمہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نام کے ساتھ نہ پکارو جیسے کہ تم بعض بعض کو پکارتے ہو بلکہ ان کی تعظیم وتوقیر کرو اور ان کو یا نبی اللہ یا رسول اللہ (مہذب الفاظ) کے ساتھ پکارو جسے وہ پسند فرمائیں۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا وَقُوۡلُوا انۡظُرۡنَا

(پ ارکوع ۱۳)

ترجمہ، اے ایمان والو! راعنا مت کہو اور یوں عرض کرو حضور ہم پر نظر کرم فرمائیں۔

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

نهوا عن قولها تعظیما للنبی صلی الله علیه وسلم وتبجیلًا له

(شفا جلد۲ ص ۲۹)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر کے لیے لفظ ''راعنا'' کہنے سے روک دیئے گئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیصلہ نہ ماننے والا دائرہ اسلام سے خارج:

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡکَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا یَجِدُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیۡتَ وَیُسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا۔

(پ۵ سورۃ النساء آیت ۶۵)

ترجمہ؛ تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

(کنز الایمان)

معنی یہ ہیں کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو صدق دل سے نہ مان لیں مسلمان مومن نہیں ہو سکتے۔

(خزائن الفرقان)

اس آیۃ کے تحت امام ابوبکر جصاص رازی اور علامہ اسمٰعیل حقی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فی هذه الآية دلالة علی ان من رد شيئاً من او امر اللّٰه تعالیٰ او اوامر رسوله صلی اللّٰه عليه وسلم فهو خارج من الاسلام سواء رده من جهة الشک فيه او من جهة ترک القبول والامتناع من التسليم و ذالک يوجب صحة ما ذهب اليه الصحابة فی حکمهم بارتداد من امتنع من اداء الزکوٰة و قتلهم وسبی ذراريهم لا ن اللّٰه تعالیٰ حکم بان من لم يسلم للنبی صلی اللّٰه عليه وسلم قضائه وحکمه فليس من اهل الايمان۔

(تفسیر احکام القرآن للجصاص جلد۲ص ۲۰۲،تفسیر روح البیان جلد۲ص ۲۸۲)

اس آیہ مقدسہ میں اس امر پر دلالت ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے اوامر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر میں سے کسی شے کا بھی رد کیا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے خواہ وہ اسے اس میں شک کی بنا پر رد کرے یا اسے قبول نہ کر کے اور اسے تسلیم کرنے سے انکار کی جہت سے رد کرے۔اور یہ چیز اُس امر کی صحت کو واجب کرتی ہے جو مانعین زکوٰۃ کے مرتد ہونے کا حکم لگانے اور انہیں قتل کرنے اور ان کی اولا د کو قیدی بنانے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے یہ حکم فرمادیا ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قضاء وحکم کو تسلیم نہ کرے وہ ایمان والوں میں سے نہیں ہے

اور علامہ اسمٰعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں:

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرائض عینیہ میں فرض عین ہے اور فرائض کفایہ میں فرض کفایہ ہے اور واجبات میں واجب ہے اور سنن میں سنت ہے اور اسی طرح آگے،اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اسلام کی نعمت کو زائل کر دیتی ہے۔(روح البیان جلد۲ص ۲۸۲)

امام ابوسعود حنفی، امام عبداللہ بن احمد نسفی حنفی اور علامہ محمود آلوسی بغدادی رحہم اللہ تعالیٰ اس آیہ مقدسہ کے تحت ان کلمات مبارکہ ''ویسلموا تسلیما'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(واللفظ للنسفی) وينقادوا لحکمک انقيادا لا شبهة فيه بظاهرهم وباطنهم والمعنی لا يکونون مؤمنين حتی يرضوابحکمک و قضائک

(تفسیر مدارک التنزیل جلد۱ص ۲۶۲،تفسیر ابو سعود(ارشاد العقل السلیم) جلد۲ص ۱۵۸،تفسیر روح المعانی جلد۳ص ۷۱)

ترجمہ: وہ ظاہراً باطناً آپ کا حکم یوں تسلیم کریں اور اس کی اطاعت کریں کہ اس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو اور آیہ مقدسہ کا معنی یہ ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں جب تک آپ کے حکم اور فیصلہ سے راضی نہ ہو جائیں۔

اور تفسیر روح المعانی میں مزید فرماتے ہیں کہ

ولعل حکم هذه الآية باق الی يوم القيامة وليس مخصوصاً بالذين کانوا فی عصر النبی صلی الله عليه وسلم فان قضاء شريعته عليه الصلوٰة والسلام قضائه، فقد روی عن الصادق رضی الله عنه انه قال لو ان قوما عبدوا الله تعالیٰ و اقاموا الصلاة واٰتواالزکاة وصاموا رمضان وحجواالبيت ثم قالوالشی صنعه رسول الله صلی الله عليه وسلم خلاف ما صنع او وجدوا فی انفسهم حرجاً لکانوا مشرکين ثم تلاهذه آلاية۔

(تفسیر روح المعانی جلد۳ص ۷۱جزء۵)

ترجمہ؛ اس آیہ مقدسہ کاحکم قیامت تک کے لیے باقی ہےاوروہ صرف ان لوگوں کے ساتھ خاص نہیں جوآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے (ظاہری) زمانہ مبارک میں تھے۔ کیونکہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تا قیامت باقی ہےاور) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا فیصلہ آپ ہی کا فیصلہ ہےاورحضرت صادق (شایدان سے مرادامام جعفرصادق ہیں) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: اگرکوئی قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، نماز قائم کرے، زکوٰہ دے، رمضان شریف کے روزے رکھےاور بیت اللہ شریف کا حج کرے پھرکسی ایسے کام کے متعلق جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو کہے کہ ہم اس کا خلاف کریں گے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیے ہوئے کسی کام کے بارے میں دل میں تنگی محسوس کریں تو وہ مشرک (کافر) ہیں۔ پھرآپ نے یہی آیہ مقدسہ تلاوت فرمائی۔

غوث العالم سید محمد باقرعلی شاہ صاحب بخاری قدس سرہ العزیز کاارشادمقدس:

اس آیہ مقدسہ کے تحت غوث العالم سید محمد باقرعلی شاہ صاحب بخاری قدس سرہ العزیزارشادفرماتے ہیں کہ

جب کوئی شخص اپنی ذات کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ مانے تو وہ مومن نہیں تو جو فیصلے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوداپنی ذات کے لیے فرمائے ہیں جوانہیں تسلیم نہ کرے اوران پراعتراض کرے تو وہ کیونکر مومن ہوسکتا ہے بلکہ وہ بدرجہ اولی مومن نہیں ہے کیونکہ کسی معاملہ میں آپ صلیٰ اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ درحقیقت اللہ تعالی کا فیصلہ ہے۔تو عزیزغورکر کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی شادیاں فرمائیں اورجن جن مقدس ہستیوں کوامہات المومنین بننے کا شرف عطا فرمایااس میں فیصلہ کس کا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔جنہیں اپنا خسر ہونے کا شرف عطا فرمایااس میں فیصلہ کس کا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔اپنی بیٹیاں جن جن کے نکاح میں دیں اورانہیں اپنی دامادی کا شرف عطا فرمایااس میں فیصلہ کس کا تھا؟ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کا۔تو جو بدبخت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت صدیق اکبروام المؤمنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بنت فاروق اعظم وام المؤمنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت ابوسفیان وغیرھن کی شان میں بکواس کرے اورانہیں گالیاں دےجیسا کہ شیعوں کا وطیرہ ہےتو کیااس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ مانا؟ ہرگزنہیں مانا۔یونہی جوآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسروں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالوں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اورحضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کوگالیاں دے کیااس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو مانا؟ ہرگزنہیں مانا! اور یونہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کوجن کے نکاح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دولخت جگر حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اورحضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا یکے بعددیگرے دیں، اورآپ کے دامادشہنشاہ ولایت مولیٰ مشکل کشا حیدر کرارسیدنا علی المرتضیٰ کرام اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کومعاذ اللہ گالیاں دے اوران کی شان میں گستاخی کرے تو کیااس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو مانا؟ ہرگزنہیں مانا! کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرائض عینیہ میں فرض عین ہےاورفرائض کفایہ میں فرض کفایہ ہے اورواجبات میں واجب ہےاورسنن میں سنت ہےاوراسی طرح آگے،اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اسلام کی نعمت کوزائل کردیتی ہے۔

(روح البیان جلد۲ص۲۸۲)

امام ابوسعود حنفی، امام عبداللہ بن احمد نسفی حنفی اورعلامہ محمود آلوسی بغدادی رحھم اللہ تعالیٰ اس آیہ مقدسہ کے تحت ان کلمات مبارکہ ''ویسلمو اتسلیما'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(والـلفظ للنسفي) وينقادوا لحكمك انقيادا لا شبهة فيه بظاهرهم وبـاطـنـهـم والـمـعـنـى لا يـكـونـون مؤمنين حتى يرضوابحكمك و قضائك

(تفسیر مدارک التنزیل جلد ا ص ۲۶۲، تفسیر ابو سعود (ارشاد العقل السلیم) جلد ۲ ص ۱۵۸، تفسیر روح المعانی جلد ۳ ص ۷۱)

ترجمہ؛ وہ ظاہراً باطناً آپ کا حکم یوں تسلیم کریں اور اس کی اطاعت کریں کہ اس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو اور آیہ مقدسہ کا معنی یہ ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں جب تک آپ کے حکم اور فیصلہ سے راضی نہ ہو جائیں۔

اور تفسیر روح المعانی میں مزید فرماتے ہیں کہ

ولعل حكم هذه الآية باق الى يوم القيامة وليس مخصوصاً بالذين كانوا فى عصر النبى صلى الله عليه وسلم فان قضاء شريعته عليه الصلوٰة والسلام قضائه، فقد روى عن الصادق رضى الله عنه انه قال لو ان قوما عبدوا الله تعالىٰ و اقاموا الصلاة واٰتواالزكاة وصاموا رمضان وحجواالبيت ثم قالوالشى صنعه رسول الله صلى الله عليه وسلم خلاف ما صنع او وجدوا فى انفسهم حرجاً لكانوا مشركين ثم تلاهذه آلاية۔

(تفسیر روح المعانی جلد ۳ ص ۷۱ جزء ۵)

ترجمہ؛ اس آیہ مقدسہ کا حکم قیامت تک کے لیے باقی ہے اور وہ صرف ان لوگوں کے ساتھ خاص نہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے (ظاہری) زمانہ مبارک میں تھے۔ کیونکہ (آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی شریعت تا قیامت باقی ہے اور) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا فیصلہ آپ ہی کا فیصلہ ہے اور حضرت صادق (شاید ان سے مراد امام جعفر صادق ہیں) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، نماز قائم کرے، زکوٰہ دے، رمضان شریف کے روزے رکھے اور بیت اللہ شریف کا حج کرے پھر کسی ایسے کام کے متعلق جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو کہے کہ ہم اس کا خلاف کریں گے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیے ہوئے کسی کام کے بارے میں دل میں تنگی محسوس کریں تو وہ مشرک (کافر) ہیں۔ پھر آپ نے یہی آیہ مقدسہ تلاوت فرمائی۔

غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہ العزیز کا ارشاد مقدس:

اس آیہ مقدسہ کے تحت غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ

جب کوئی شخص اپنی ذات کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ مانے تو وہ مومن نہیں تو جو فیصلے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی ذات کے لیے فرمائے ہیں جو انہیں تسلیم نہ کرے اور ان پر اعتراض کرے تو وہ کیونکر مومن ہوسکتا ہے بلکہ وہ بدرجہ اولی مومن نہیں ہے کیونکہ کسی معاملہ میں آپ صلیٰ اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ درحقیقت اللہ تعالی کا فیصلہ ہے۔ تو عزیز غور کر کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی شادیاں فرمائیں اور جن جن مقدس ہستیوں کو امہات المومنین بننے کا شرف عطا فرمایا اس میں فیصلہ کس کا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ جنہیں اپنا خسر ہونے کا شرف عطا فرمایا اس میں فیصلہ کس کا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اپنی بیٹیاں جن جن کے نکاح میں دیں اور انہیں اپنی دامادی کا شرف عطا فرمایا اس میں فیصلہ کس کا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ تو جو بدبخت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت صدیق اکبر وام المؤمنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بنت فاروق اعظم

وام المؤمنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت ابوسفیان وغیرھن کی شان میں بکواس کرے اورانہیں گالیاں دےجیسا کہ شیعوں کا وطیرہ ہےتو کیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ مانا؟ ہرگزنہیں مانا۔ یونہی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسروں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالوں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کو گالیاں دے کیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو مانا؟ ہرگزنہیں مانا! اور یونہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو جن کے نکاح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دولخت جگر حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا یکے بعد دیگرے دیں، اور آپ کے داماد شہنشاہ ولایت مولیٰ مشکل کشا حیدر کرار سیدنا علی المرتضیٰ کرام اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو معاذ اللہ گالیاں دے اور ان کی شان میں گستاخی کرے تو کیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو مانا؟ ہرگزنہیں مانا!

اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو نہ مانے کیا وہ مومن ہوسکتا ہے؟ ہرگزنہیں ہوسکتا کہ قرآن پاک کی نص قطعی اس پر دال ہے۔ اور یونہی جو لوگ معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو گالیاں دیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسروں، سالوں اور دامادوں کی شان میں بکواس کرتے اور انہیں گالیاں دیتے ہیں جیسا کہ رافضیوں شیعوں کا طریقہ کار ہے اور جو بد بخت آپ کی آل پاک کے گستاخ اور آپ کے نواسوں کے متعلق بیہودہ گوئی کرتے ہیں جیسا کہ وہابیوں خارجیوں کا وطیرہ ہے کہ یزید علیہ اللعنہ کو امیر المؤمنین اور سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ باغی قرار دیتے ہیں تو کیا ایسے بد بخت حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو اپنے اس کام سے خوش کررہے ہیں؟ ہرگزنہیں! کیا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا نہیں پہنچاتے؟ ضرر پہنچاتے ہیں اور سخت ایذا پہنچاتے ہیں اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دے دنیا میں بھی اس پر اللہ تعالیٰ

کی لعنت ہے اور آخرت میں بھی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّـذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِیۡ الدُّنۡیَا وَالآخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمۡ عَذَاباً مُّهِیۡنًا

(سورۃ احزاب آیت ۵۷ پ۲۲)

ترجمہ؛ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کیا ہے۔

یہ آیہ مقدسہ اس امر پر دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والا کافر و مرتد اور ابدی ناری ہے کیونکہ قرآن مقدس میں ایسے لوگوں کو دنیا و آخرت میں لعنتی فرمایا گیا ہے اور لعنت، رب تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا نام ہے۔ تو جس پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے وہ دونوں جہانوں میں اس کی رحمت سے دور ہے اور دونوں جہانوں میں اس کی رحمت سے دوری کفار کا خاصہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ اللہ کی رحمت سے دور اور عذاب ابدی میں مبتلا رہیں گے۔

عزیز! جان لو کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدس کے آداب انتہائی لطیف و نازک ہیں کہ وہاں اگر تھوڑی سی آواز بھی بلند ہوجائے تو حبط اعمال کا حکم ہوتا ہے۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

یَااَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَهۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ۔

(سورۃ حجرات آیت ۲ پ۲۶)

ترجمہ؛ اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

اور یہ حبط اعمال آپکی بارگاہ میں آواز کو بلند کرنے والے کے کافر ہونے کی وجہ سے ہے اس لیے جہاں آواز اونچی ہو جانے پر حبط اعمال کا حکم آیا ہے اس میں ایمان بھی داخل ہے۔

تفسیر صاوی میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

فی الرفع والجهر استخفافا بجنابه فيؤدی الی الکفر المحبط

(تفسیر صاوی جلد۲ جز۴ ص۱۰۲)

ترجمہ؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آواز بلند کرنے اور چلانے میں آپ کی بارگاہ مقدس کی توہین و بے ادبی ہے جو کفر تک پہنچا دیتی ہے اور وہ اعمال کو ضائع و برباد کر دیتا ہے۔

پس جب اس بارگاہ مقدس میں آواز بلند ہو جانے پر ایمان و اعمال سب کچھ ضائع ہو جاتا ہے اور مزید برآں یہ کہ اس بات کا شعور بھی ختم ہو جاتا ہے تو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، آپ کے خسروں، دامادوں، نواسوں اور آل واصحاب کو گالیاں دے کر اور ان کی بارگاہ میں شدید قسم کی توہینیں کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان پر کس قدر غضب الٰہی نازل ہوتا ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

صدرالشریعۃ علامہ امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر جس طرح اس وقت تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے اب بھی اسی طرح فرض اعظم ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے تو بکمال خشوع وخضوع وانکسار باادب سنے اور نام پاک سنتے

ہی درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمدن الجود والکرم و آله الکرام و صحبه انعظام وبارک وسلم

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت یہ ہے کہ بکثرت ذکر کریں اور درود شریف کی کثرت کرے اور نام پاک لکھے تو اس کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم لکھے بعض لوگ براہ اختصار ''صلعم'' یا ''ؐ'' لکھتے ہیں۔ یہ محض ناجائز وحرام ہے اور محبت کی یہ بھی علامت ہے کہ آل و اصحاب ومہاجرین وانصار وجمیع متعلقین ومتوسلین سے محبت رکھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں سے عداوت رکھے اگرچہ وہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا کنبہ کے کیوں نہ ہوں اور جو ایسا نہ کرے وہ اس دعویٰ میں جھوٹا ہے کیا تم کو نہیں معلوم کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں اپنے سب عزیزوں قریبیوں، باپ، بھائیوں اور وطن کو چھوڑا اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت ہو

اور ان کے دشمنوں سے بھی الفت ہو۔ ایک کو اختیار کر کہ ضدین جمع نہیں ہو سکتیں۔ چاہے جنت کی راہ چل یا جہنم کو جا۔ نیز علامت محبت یہ ہے کہ شان اقدس میں جو الفاظ استعمال کیے جائیں ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں کوئی ایسا لفظ جس میں کم تعظیمی کی بو بھی ہو کبھی زبان پر نہ لائے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارے تو نام پاک کے ساتھ ندا نہ کرے کہ یہ جائز نہیں بلکہ یوں کہے: یا رسول اللہ! یا حبیب اللہ! یا نبی اللہ!؛

اگر مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو تو روضہ شریف کے سامنے چار ہاتھ کے فاصلہ سے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے کھڑا ہو کر سر جھکائے ہوئے صلاۃ وسلام عرض کرے بہت قریب نہ جائے، نہ ادھر ادھر دیکھے اور خبردار! خبردار آواز کبھی بلند نہ کرنا کہ عمر بھر کا کیا دھرا اکارت جائے۔ اور محبت کی یہ نشانی بھی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال وافعال و

احوال لوگوں سے دریافت کرے اور ان کی پیروی کرے۔

(بہار شریعت جلد ا ص ۵۰)

عقائد متعلقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

عقیدہ: بعد انبیاء و مرسلین تمام مخلوقات الٰہی انس و جن و ملک سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں پھر سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ، جو شخص مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو صدیق و فاروق سے افضل بتائے گمراہ و بد مذہب ہے۔

(بہار شریعت جلد ا ص ۱۲۵)

شرح عقائد نسفی میں ہے:

افضل البشر بعد نبینا ابو بکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورین ثم علی المرتضیٰ رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین۔

(شرح العقائد النسفیہ ص ۱۸۰)

ترجمہ؛ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اور دیگر انبیاء) کے بعد تمام انسانوں سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

عقیدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ برحق و امام مطلق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ خلفیہ ہوئے ان حضرات کو

خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔

(بہار شریعت جلد ا ص ۱۲۴)

عقیدہ: ان کی خلافت بر ترتیب افضلیت ہے یعنی جو عنداللہ افضل و اعلیٰ و اکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا نہ کہ افضلیت بر ترتیب خلافت۔

(بہار شریعت حصہ ا ص ۱۲۵)

عقیدہ: خلفائے اربعہ راشدین کے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ و حضرات حسنین کریمین و اصحاب بدر و اصحاب بیعت رضوان کے لیے افضلیت ہے اور تمام صحابہ کرام قطعی جنتی ہیں۔

رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكُلًّا وَّعَدَاللّٰهُ الْحُسْنٰى

(پ ۲۷، سورۃ الحدید)

ترجمہ؛ سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اہل خیر و صلاح ہیں۔ اور عادل ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہے۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (القرآن)

ترجمہ؛ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے راضی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔

عقیدہ: کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بد مذھبی و گمراہی و استحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے ایسا شخص رافضی ہے اگر چہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے، مثلاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا اسی طرح حضرت سیدنا عمرو بن عاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ و حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم، ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی تبرا ہے۔ اور اس کا قائل رافضی ہے۔ اگر چہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی مثل نہیں ہوسکتی کہ ان کی توہین بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔ (بہارشریعت)

عقیدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے ان میں پڑنا حرام، حرام سخت حرام ہے مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا ہے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جنتی ہیں۔ وہ جہنم کی بھنک (ہلکی آواز) بھی نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔

عقیدہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قطعی جنتی اور یقیناً آخرت میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ عروس ہیں جو انہیں ایذا دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتا ہے۔ امام اہل السنۃ الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز نے مطلع القمرین میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یوں روایت فرمائی ہے کہ ایک روز جناب طیبہ طاہرہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہا پر خشیت الٰہی مستولی اور محاسبہ نفس میں کمال مشغول تھی۔ سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حاضری چاہی فرما بھیجا اس وقت میں غم و کرب میں ہوں لوٹ جاؤ، کہا میں وہ نہیں کہ بے حاضر ہوئے لوٹ جاؤں۔ آخرِ اذن دیا اور فرمایا مجھے اس وقت ایک غم اور بے چینی ہے اور بعض خوفناک باتوں سے ڈر رہی ہوں حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہم نے فرمایا: آپ کو مژدہ ہو خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: عائشہ میری جنت میں بیوی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ ہے کہ جہنم کی چنگاریوں میں سے ایک چنگاری ان کے نکاح میں دے۔ جناب عفت رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے میرا غم دور کیا اللہ تعالیٰ تمہارا غم دور کرے۔

فقد روی الامام ابو حنیفة عن الهیثم عن عکرمة عن ابن عباس انه استاذن علی عائشة رضی اللّٰه عنها فارسلت الیه انی اجد غما و کربا فانصرف فقال للرسول ما انا الذی ینصرف حتی ادخل فرجع الرسول فاخبرها بذالک فاذنت له فقالت انی اجد غماً و کربا و انی مشفقة مما اخاف علیه فقال لها ابن عباس ابشری فواللّٰه لقد سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول عائشة زوجی فی الجنة و کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اکرم علی الله ان یزوجه جمرة من جمر جهنم فقالت فرجت عنی فرج اللّٰه عنک.

بالجملہ جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان، ان کے اصحاب کرام کی رفعت مکان کو مستلزم، جو کور باطن بے بصیرت ان میں سے کسی پر طعن سے اپنی زبان کو آلودہ ہزار خباثت کرتا ہے، جناب الٰہی کی کمالِ قدرت و عظم حکمت، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت محبوبیت و نہایت کرامت و منزلت پر حرف رکھتا ہے۔ اسی لیے (بارگاہ رسالت سے) ارشاد ہوا:

اللّٰه اللّٰه فی اصحابی اللّٰه اللّٰه فی اصحابی، اللّٰه اللّٰه فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا من بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم و من ابغضهم فببغضی ابغضهم و من اذاهم فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللّٰه و من اذی اللّٰه فیو شک اللّٰه ان یاخذه

ترجمہ: یعنی اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو' میرے اصحاب کے حق میں، اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، انہیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد، جو ان سے دوستی رکھتا ہے میری محبت کا سبب ان سے دوستی رکھتا ہے اور جو ان سے کینہ رکھتا ہے وہ میرے بغض کے سبب ان سے بیر رکھتا ہے۔ اور جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے گرفتار کرے۔ اللہ تعالی راضی ہو فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت سے وہ ایسے ہی امور پر لحاظ کر کے فرماتے ہیں ''**الصحابۃ کلھم خیار عدول لا نتکلم فیھم الابخیر** '' (صحابہ کرام سارے کے سارے خیار، عادل ہیں ہم ان کے معاملہ میں خیر کے سوا کچھ نہیں کہتے)۔ اور اہل سنت (یہ) کیا کہتے ہیں خود صاحب سنت علیہ الصلوۃ والسلام نے ہی تو فرمایا: ''**اذ ذکر اصحابی فا مسکو**'' (جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو زبان روک لو)

(مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین ص ۸،۷)

عقیدہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہا محبوبہ محبوب رب العلمین (جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم) پر معاذ اللہ تہمت ملعونہ افک سے اپنی ناپاک زبان آلودہ کرنے والا قطعا یقیناً کافر و مرتد ہے اور اس کے سوا طعن کرنے والا رافضی تبرائی بد دین و جہنمی ہے۔ ام المؤمنین حضرت سیدخدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا و ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و سیدالنساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا قطعی جنتی ہیں اور انہیں اور بقیہ بنات مکرّمات و ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو تمام صحابیات پر فضیلت ہے۔

(بہار شریعت ص ۱۳۱ حصہ اول)

عقیدہ: حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ شہدائے کرام سے ہیں ان میں سے کسی کی شہادت کا منکر گمراہ، بد دین، خاسر ہے۔

عقیدہ: یزید پلید فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا، معاذ اللہ اس سے اور ریحانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے کیا نسبت؟ آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل؟ ہمارے وہ بھی شہزادے، وہ بھی شہزادے ایسا بکنے والا مردود خارجی ناصبی (یعنی وہ لوگ جو اپنے سینوں میں حضرت علی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے بغض و کینہ رکھتے ہیں) مستحق جہنم ہیں۔

عقیدہ: اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم مقتدایان اہل سنت ہیں۔ جو ان سے محبت نہ رکھے مردود ملعون و خارجی ہے۔

(بہار شریعت حصہ اول ص ۱۳۱)

باب ہشتم

غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری

قدس سِرُّہُ العزیز

کے

معمولاتِ شبانہ روز

حضور غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قُدِّس سِرُّہُ العزیز کا ہمیشہ سے یہ معمول تھا کہ آپ نصف شب کے بعد نماز تہجد کے لیے بیدار ہوجاتے اور وضو فرما کر آٹھ رکعت نماز تہجد ادا فرماتے اور بیلیوں کو بھی نماز تہجد آٹھ رکعت ہی پڑھنے کا ارشاد فرماتے دو رکعت تحیۃ الوضو کا بھی ارشاد فرمایا کرتے۔ نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد اعلیٰ حضرت سرکارِ کیلانی سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری قُدِّس سِرُّہُ العزیز کے معمول شریف کے مطابق سلسلہ عالیہ میں رائج درود شریف خضری یعنی" صلی اللہ علٰی حبیبہ محمد وآلہ وسلّم "تین ہزار مرتبہ پڑھتے پھر فجر کی سنتیں ادا فرمانے کے بعد باجماعت نماز فجر ادا فرماتے اس کے بعد پھر درود شریف پڑھنے میں مصروف ہوجاتے جب اشراق کا وقت ہوجاتا تو چھ رکعت نماز اشراق ادا فرماتے اس کے بعد گھر تشریف لیجاتے اور تمام اہل خانہ اور خاندان کے دیگر افراد کی خبر گیری اور احوال پرسی فرماتے پھر دوپہر تک باہر سے آنے والے بیلیوں اور مہمانوں سے ملاقات فرماتے دوپہر کو سنت کے مطابق قیلولہ فرماتے پھر نماز ظہر ادا فرمانے کے بعد آنے والے مہمانوں سے ملاقات فرماتے نماز عصر کے بعد اکثر گھر تشریف لے جاتے اور گھریلو معاملات کی خبر گیری فرماتے نماز مغرب کے بعد صلاۃ الاوابین ادا فرماتے پھر کھانا تناول فرماتے اگر اس وقت آپکے صاحبزادگان اور نبیروں میں سے کوئی حاضر ہوتا تو انکی ہر قسم کے معاملات میں راہنمائی فرماتے اور نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد جلد ہی آرام فرما ہوجاتے نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے اور ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص سمیت ہر دفعہ اس کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور آخر میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتے اور بیلیوں کو بھی اسکی تلقین فرماتے نماز تہجد کے بعد مراقبہ فرمانا بھی آپکے معمولات شریف داخل تھا اور نماز اشراق کی ادائیگی کے بعد اعلیٰ حضرت سرکار کیلانی قُدِّس سِرُّہُ العزیز اور قبلہ شاہ جی صاحب قُدِّس سِرُّہُ العزیز کے مزار ہائے مقدسہ پر روزانہ حاضری دینا اور وہاں گھنٹوں مراقبہ فرمانہ بھی آپکا معمول شریف تھا آخری دور میں گھٹنوں کی تکلیف سے قبل جب تک آپ دوزانو بیٹھ سکتے تھے جب حضرت اعلیٰ شرقپوری قُدِّس سِرُّہُ العزیز کے مزار پرانور پر حاضری دیتے تو ساری ساری رات مزار مقدس پر مراقبہ فرمارہتے اور اعلیٰحضرت سرکارِ کیلانی قُدِّس سِرُّہُ العزیز کے مزارِ مقدس پر علالت کے باوجود بھی آپنے حاضری اور مراقبہ کو ترک نہیں فرمایا آپ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے بنیادی اصولوں یعنی نظر بر قدم ،سفر در وطن اور خلوت درانجمن وغیرہ کے مظہرِ اتم تھے اور بیلیوں کو بھی اسکی تلقین فرماتے خصوصاً اس بات کی خاص تاکید فرماتے کہ

از دروں شو آشنا وز بیروں بیگانہ وش ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

(اندر سے آشنا ہو اور باہر سے بیگانوں کی طرح رہ ایسی خوبصورت روش دنیا میں کم ہی پائی جاتی ہے)

آپ اپنے تمام متعلقین ومتوسلین خواہ وہ آپکے عزیز واقارب ہوں یا دیگر بیلی ہر کسی کیلئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خاص اہتمام فرماتے ۔اور بیلیوں کی ظاہری و باطنی اصلاح کیلئے باطنی توجہات کے ساتھ ساتھ ظاہری طور پر بھی خوب ارشاد و رہنمائی فرماتے آپ دینی امور میں انتہائی متصلب تھے بدعقیدگی اور بد عملی کا سخت رد فرماتے اور مسلکِ حق اہلسنت و جماعت پر سختی سے قائم رہنے کا حکم فرماتے بدمذہبوں کا ردِ بلیغ فرماتے اور بد عمل لوگوں خصوصاً مناصبِ دینیہ پر فائز حضرات میں سے اگر کسی میں کوئی عملی کمزوری پائی جاتی تو اسے بہت ہی سخت زجر فرماتے آپ اپنے نورِ ایمانی ،کشفِ صحیح اور فراستِ مومنانہ کی بدولت لوگوں کے پوشیدہ خامیوں پر مطلع ہو جاتے اور انکی اصلاح فرما دیتے اور بعض اوقات خاصا زجر بھی فرماتے کئی بار ایسے ہوا کہ اگر کسی کی نمازِ پنجگانہ یا نمازِ تہجد یا دیگر امورِ دینیہ میں اگر کوئی وکوتاہی آ جاتی تو تو جونہی وہ اپکے پاس حاضر ہوتا آپ اپنے نورِ ایمان سے مطلع ہو جاتے اور اسے آتے ہی زجر فرماتے ہوئے اپنے حجرۂ مبارکہ سے نکل جانے کا حکم فرماتے اور اس انداز سے اس پر توجہ فرماتے کہ وہ آدمی فوراً تائب ہو جاتا اور اسکے احوال کی اصلاح ہو جاتی ۔آپنے ہمیشہ غیر محرم عورتوں کی ملاقات سے اجتناب فرمایا اور نہ ہی کسی غیر محرم عورت کو اپنے پاس حاضر ہونے کی اجازت ہی دی بلکہ آپ خود انسے پردہ فرمایا کرتے تھے آپنے عورتوں کی اصلاح کیلئے عارفہ،صالحہ،صائمہ،ساجدہ،ولیۂ کاملہ قبلہ چن جی سرکار کی والدہ محترمہ کی ڈیوٹی لگا رکھی تھی جو خواتین آستانۂ عالیہ پر حاضر ہوتیں انہیں حکم تھا کہ وہ باپردہ گھر میں قبلہ چن جی سرکار مدظلہ العالی کی والدہ محترمہ کے پاس حاضر ہوں اس طرح آپ ہی انکی اصلاح فرماتیں اور ان کے مسائل کا حل فرماتیں ۔آپ قدّس سرّہٗ العزیز نے تادم وصال ہر معاملہ میں اتباع سنت کو اپنا معمول بنائے رکھا اور دوسروں کو بھی اسکی تلقین فرماتے رہے آپ ہر ایک بیلی سے یہ ارشاد فرماتے کہ ’’برخودار! جب بھی کوئی کام کرنے لگو تو پہلے یہ معلوم کر لو کہ کیا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کام میں راضی ہیں (اور وہ کام شریعتِ مطہرہ کے مطابق ہے) تو اسے کر لو اور اگر وہ راضی نہیں (اور وہ کام شریعتِ مطہرہ کے مطابق نہیں بلکہ مخالف ہے) تو بھول کر بھی اس کام کے کرنے کا خیال نہ کرنا‘‘ اور یہ بھی فرمایا کرتے کہ ’’برخوردار! ہم چند سال قبل اس دنیا میں نہیں تھے اور چند سال بعد بھی اس دنیا میں نہیں ہوں گے یہ دنیا کا مال و اسباب سب یہیں رہ جائے گا صرف ایمان اور اعمالِ صالحہ کی دولت ساتھ جائے گی پس اس دولت کو حاصل کرنے کیلئے کوئی لمحہ ضائع نہیں کرنا چاہیے اور خوب محنت کرنی چاہیے ۔آپ کے معمولات شریف میں یہ بھی ہے آپ کثرت سے ذکرِ خفی فرماتے تھے اور درود شریف آپ کا محبوب وضیفہ تھا اس کی بہت ہی کثرت فرماتے اور قرآن کریم کی تلاوت بھی کثرت سے فرماتے آپ قرآنِ کریم کی تلاوت امامِ اہل سنت الشّاہ احمد رضا خان

فاضلِ بریلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترجمہ قرآن ’’کنزالایمان شریف‘‘ کے ساتھ فرماتے اور کتبِ تصوف میں کشف المحجوب شریف ’’مکتوبات امامِ ربانی اور کیمیاءِ سعادت پڑھنے کا ارشاد فرماتے راقم الحروف (محمد احسان اللہ نقشبدی غفرلہ) نے آپ کو کشف المحجوب شریف کا مطالعہ خود دیکھا ہے۔

حضور غوث العالم قدّس سرّہٗ العزیز کا کرنل منظور حسین صاحب کی طرف ایک مکتوب شریف لکھا اور اس میں کتبِ تصوف کے مطالعہ اور کچھ دیگر اُمور سے متعلق کچھ اس انداز سے واضحت فرمائی ہے: آپ فرماتے ہیں ’’برخودار منظور حسین صاحب!

اسلام علیکم : آپ کا خط ملا،مکتوبات شریف،قصیدہ بردہ شریف، کیمیاءِ سعارت حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور ورور تاج شریف پڑھتے رہا کریں۔آپ نے زیارت کے متعلق لکھا ہے،این سعادت بزورِ بازو نیست ۔وروروشریف پڑھنے میں یک سوئی اور آرام سے پڑھنا چاہیے جس بزرگ کی جو بھی کتاب پڑھیں اسے مکتوبات شریف پر رخ لیا کریں اگر مکتوبات شریف سے مطابقت ہو تو پڑھا کریں ورنہ خیر ۔قرب قرب ہی ہے اور دوری دوری ہی ہے لیکن اگر نسبت بحال ہو تو پھر دوری بھی قرب بن جاتا ہے ۔قرآنِ کرین کا حفظ یا ناظرہ پڑھنا اپنے اوپر لازم کر لیں ۔تصوف کی کتابیں بیشک پڑھا کریں لیکن مکتوبات شریف کی روشنی میں ہی چلنا بہتر ہے اگر کسی بزرگ یا کسی دربار شریف کی حاضری سے یا کسی وظائف سے کچھ حاصل ہو تو وہ اپنے ہی سلسلے والے بزرگوں سے سمجھیں ۔حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر کوئی راستہ نصیب نہیں ہوتا اس کا خاص خیال رکھیں اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر فرماوئیں۔

والسّلام ۔(بتاریخ ۲۴ اپریل ۱۹۹۴ء)

آپ کے خلیفۂ مجاز اور منظورِ نظر قبلہ قاری خالد محمود صاحب مدّ ظِلُہ العَالی فرماتے ہیں کہ آپ کے معمولات شریف میں یہ بھی تھا کہ آپ نے خاندان سادات میں سے حاجت مند حضرات کے لیے اور ان کے علاوہ دیگر ضرورت مند لوگوں کے لیے بھی ایک خاص امداد کا اہتمام فرما رکھا تھا اور یہ سب کچھ آپ اپنی جیبِ خاص سے عنایت فرمایا کرتے تھے وصال شریف کے وقت تک آپ کا یہ ماہانہ امدادی فنڈ نوّے ہزار تک پہنچا ہوا تھا ۔اس کے علاوہ سال بھر بیلیوں کے لیے لنگر شریف کا اہتمام بھی فرماتے اور آستانہ عالیہ کے خُدّام کی ضروریات کی بھی کفالت کرتے اور عرس اعلیٰ حضرت سرکارِ کیلانی سیّد نورالحسن شاہ صاحب بخاری قدّس سرّہٗ العزیز اور حضرت قبلہ شاہ جی صاحب قدّس سرّہٗ العزیز کے عرس شریف کے تمام اخراجات بھی خود برداشت فرماتے ۔(آخری کچھ سالوں سے

آپ کے خلیفۂ مجاز حاجی محمد شفقت صاحب لاہوری مدَّظِلُہ الْعَالی نے عرس شریف کے موقع پر لنگر شریف کی کافی خدمات اپنے ذمہ لے لیں ہیں) اس کے علاوہ آپ قُدِّس سِرُّہٗ العزیز اپنی تمام اولاد کی بھی مالی اعانت فرماتے۔ آپ نے کٹھن سے کٹھن حالات میں بھی کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں فرمایا اور نہ ہی عمر بھر دولت کے حصول کے لیے کہیں سفر فرمایا آپ انتہائی مستغنی طبعیت کے مالک تھے اور رب تعالیٰ کی صفتِ صمدیت کے خاص مظہر تھے۔

باب نہم

غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری

قدس سِرُّہٗ العزیز

کے

مُبَشِّرات

ورؤیائے صالحہ

روئیاء صالحہ کی صحت وحقیقت سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہے حتی کہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''برصحتِ رؤیائے صالحہ وحقیقت آں اجماع ست مر اہلِ حق را''

(اشعۃ اللمعات کتاب الرویا جلد۲ ص ۶۷۸)

ترجمہ: رؤیائے صالحہ (نیک و سچی خوابوں) کی صحت وحقیقت پر اہلِ حق کا اجماع واتفاق ہے''۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

'' قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ'' رواہ البخاری و زاد مالک عن عطاء بن یسار '' یَرَاھَا الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰی لَہٗ''

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرؤیا ص ۳۹۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نبوت کے آثار سے باقی نہیں رہیں مگر مبشّرات (اچھی خوابیں جو دیکھنے والے کو خوشخبری دیں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: مبشرات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیک سچی خوابیں۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت فرمایا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے عطا ابن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت سے اس قدر مزید روایت کیا ہے کہ ''اچھی و سچی خوابیں جنہیں مسلمان شخص (خود) دیکھتا ہے یا اس کے بارے میں کسی اور مسلمان شخص کو دکھائی جاتی ہیں۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہ صلّی اللّٰہ عیہ وسلم ''اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ جُزْءٌ مِن سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ

جُزْءً مِنَ النُّبُوَّۃِ'' (متفق علیہ)

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرؤیا ص ۳۹۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سچی خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے''۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث مبارک کے تحت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ جزئیت سے مراد اس کی وہ حقیقت نہیں جو اہلِ معقول کے ہاں متعارف اور ان کی اصطلاح ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ سچی خواب لواحقِ نبوت اور صفات انبیاء کرام علیہم السلام سے ہے۔ اور صفات انبیاء کرام علیہم السلام ان کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی باقی رہتی ہیں۔ غیر انبیاء ان سے متصف ہوتے رہتے ہیں۔ مقصود سچی خواب کی مدح اور اس کی بلندیٔ مرتبہ کا بیان ہے۔ یعنی سچی خواب اس عالم (عالم نبوت) کا پرتو اور اس سے مشابہ ہے۔ اگرچہ سچی خوابیں دیکھنے والا نبی نہیں ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیث مبارک میں آیا ہے کہ '' نیک وروشن راہ، علم وگرانباری اور میانہ روی نبوت سے ہے''۔ بلکہ جمیع صفاتِ کمال دراصل وہیں سے ہیں۔ یہ تخصیص مزید اختصاص وامتیاز کیلئے ہوگی اور بلاشبہ یہ غیر انبیاء میں بھی موجود ہیں۔ آخر ولایت بھی تو نبوت ہی کا ظل ہے اور جو کچھ وہاں ہے اسی کا یہاں پرتو پڑ رہا ہے

(اشعۃ اللمعات ص ۶۸۰)

بالخصوص جس خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو اس کے سچا ہونے اور خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے آپ ہی کی زیارت ہونے پر متعدد احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

''اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ ''مَنْ رَّاٰنِیْ فِیْ الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ

الشَّیُطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیُ صُوُرَتِیُ"۔(متفق علیہ)

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرؤیا۳۹۴)

ترجمہ؛ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل نہیں بن سکتا۔(بخاری و مسلم)

اسی طرح حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں

قَالَ رَسُوُلُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم "مَنُ رَّاٰنِیُ فَقَدُ رَاَی الُحَقَّ"۔(متفق علیہ)

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرویاص۳۹۴)

ترجمہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے (خواب میں) دیکھا اس نے حق دیکھا"۔(بخاری و مسلم)

مزید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ایک اور روایت میں فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوُلُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم "مَنُ رَّاٰنِیُ فِیُ الُمَنَامِ فَسَیَرَانِیُ فِیُ الُیَقُظَۃِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیُطَانُ بِیُ"۔(متفق علیہ)

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرؤیاص۳۹۴)

ترجمہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب بیداری میں بھی میری زیارت سے مشرف ہوگا اور شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا"۔(بخاری و مسلم)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ان احادیث کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

یہ احادیث مبارکہ باوجود تعدد طرق اور اختلاف الفاظ کے اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ جس نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے حق دیکھا اور تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیارت سے مشرف ہوا کیونکہ آپ کی حقانیت وعزت کے سراپردہ کے گرد کذب

و بطلان کو راہ نہیں ہے اور شیطان کہ جس کا کام ہی یہ ہے کہ لوگوں کیلئے خواب و بیداری میں مختلف صورتوں میں متمثّل و متلبّس ہوتا رہتا ہے' وہ ہرگز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں نہیں آسکتا۔اور نہ ہی کسی صورت میں آکر دیکھنے والے کے سامنے ایسا جھوٹ ہی بول سکتا ہے (کہ وہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے) اور نہ ہی اس کے دل میں ایسا خیال ہی ڈال سکتا ہے۔ سنت الٰہی اسی طرح جاری ہے۔علماءِ حق نے اس امر کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص سے شمار کیا ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکم (کہ شیطان آپ کی صورت میں متمثّل نہیں ہوسکتا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کیلئے نہیں ہے۔

(اشعۃ اللمعات کتاب الرؤیا جلد نمبر۲ص ۶۲۸)

شیخ محقق ہی دوسرے مقام پہ فرماتے ہیں:

بعض محققین نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان خواب میں خدا بن کر تو آسکتا ہے اور یہ جھوٹ بول سکتا ہے اور دیکھنے والے کے دل میں ایسا وسوسہ ڈال سکتا ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ اس صورت میں متمثّل ہے۔مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں ہرگز نہیں آسکتا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسا جھوٹ باندھ سکتا ہے۔کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مظہرِ ہدایت ہیں اور شیطان مظہرِ ضلالت ۔اور ہدایت و ضلالت آپس میں دونوں ضدیں ہیں۔ حضرت حق تعالیٰ و تقدس مطلق ہے صفت اضلال و ہدایت کا جامع ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہادی بھی ہے اور مُضِلّ بھی اور جمیع صفات متضادہ کا جامع ہے۔اور مخلوقات سے الوہیت کا دعویٰ ویسے بھی صریح البطلان ہے۔اور اس میں کسی قسم کا اشتباہ نہیں، برخلاف دعویٰ نبوت کے۔یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی الوہیت کا دعویٰ کرے تو اس سے خرقِ عادت کا صدور ممکن ہے مگر جھوٹے نبوت کے دعویدار سے اس کے دعوے کے موافق ہرگز خرقِ عادت ظاہر نہیں ہوسکتا"۔

(اشعۃ اللمعات کتاب الرؤیا جلد۲ ص۶۸۲)

مزید فرماتے ہیں:

''محققین کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ ان احادیث مبارکہ (کہ جن میں آیا ہے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اس نے حقیقۃً آپ ہی کی زیارت کی) کا مُحمل یہ ہے کہ کسی نے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مخصوص صورتِ مبارکہ اور مخصوص حلیۂ مبارکہ میں زیارت کی ہو جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ پھر ان میں سے بعض نے قدرے وسعت و عموم سے کام لیا اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اس حقیقی صورت میں دیکھے جو عمر شریف کے خواہ کسی بھی حصہ یعنی جوانی، کہولت اور آخری ایام میں آپ کو حاصل رہی ہو۔ اور بعض نے اس کا دائرہ مزید تنگ کرتے ہوئے کہا ہے کہ (ان احادیث مبارکہ کا مُحمل یہ ہے کہ کسی نے خواب میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مخصوص صورت و حلیہ مبارکہ میں دیکھا جس صورت و حلیہ مبارکہ پر آپ آخری ایام میں اس دنیا سے تشریف لے گئے حتی کہ آپ کے اس وقت سر اقدس اور رِیش مبارک کے سفید موئے مبارکہ جو بیس تک بھی نہ پہنچے تھے، کی تعداد کا بھی اعتبار کیا۔ اور حضرت حماد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس جب کوئی شخص آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا واقعہ بیان کرتا تو آپ فرماتے کہ تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس شکل و صورت میں دیکھا ہے؟ اگر وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شکل و صورت بیان نہ کرتا جس کے ساتھ آپ دنیا میں تشریف لائے تھے تو آپ اسے فرماتے کہ جاؤ تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی''۔

(اشعۃ اللمعات کتاب الرؤیا جلد۲ ص۶۸۲)

مزید شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں:

''اگرچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک دیگر طریق سے یوں روایت بھی آئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا تحقیق اس نے مجھے ہی

دیکھا کیونکہ بہر صورت (جس میں دیکھنے والا مجھے دیکھے) میں ہی دیکھا جاتا ہوں''۔ لیکن کہا گیا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ واللہ اعلم۔ اور ایک اور جماعت کا مذہب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کے حلیہ مخصوص اور صفات مخصوصہ کے ساتھ دیکھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقۃً زیارت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ کا ادراک ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص صفات کے علاوہ دیگر صفات پر زیارت آپ کی صورت مثالی کا ادراک ہے۔ اور دونوں قسم کی خواب حق ہے، اضغاثِ احلام سے نہیں ہے۔ اور نہ ہی شیطان کیلئے اس میں کسی طرح تمثّل کی گنجائش ہے۔ مگر پہلی خواب حق ہے اور حقیقت و تحقیق، اور دوسری بھی حق ہے مگر تمثیل و تاویل، اول کیلئے تعبیر کی گنجائش نہیں کیونکہ وہاں نہ تلبیس ہے اور نہ ہی متخیّلہ تصویر، اور دوم تعبیر کی محتاج ہے۔ پس ''فَقَدْ رَاٰنِی'' یا ''فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ'' کا معنی یہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس صورت میں بھی زیارت کی ہو حق ہے اور حق کی طرف سے ہے، باطل نہیں اور نہ ہی شیطان کی طرف سے ہے۔ امام محی الدین نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قول (کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں حلیہ مخصوصہ کے ساتھ زیارت کی اس نے حقیقۃً آپ کی زیارت کی اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مخصوصہ اور صفات مخصوصہ کے علاوہ کسی اور حلیہ و صفات پر زیارت کی اس نے حقیقۃً آپ کی زیارت نہیں کی بلکہ آپ کی صورت مثالی کا ادراک کیا ہے) بھی ضعیف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے حقیقۃً آپ ہی کی زیارت کی ہے خواہ کسی بھی صفت پر اسے زیارت ہوئی ہو۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت معروفہ اور حلیہ مخصوصہ پر ہوئی ہو یا اس کے علاوہ کسی اور صفت پر، کیونکہ صفات کا مختلف ہونا ذات کے مختلف ہونے کا مُوجِب نہیں ہے۔ جیسے زمان و مکان کا مختلف ہونا ذات کے مختلف ہونے کا مُوجِب نہیں ہوتا۔ پس مَرئی (دکھائی دینے والا) جس لباس اور جس صفت پر بھی ہو، ذات ہی ہے اور صفات پردۂ ذات ہیں''۔ (اشعۃ اللمعات کتاب الرؤیا جلد نمبر۲)

امام ربانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قُدِّس سِرُّہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

صاحبِ فتوحاتِ مکیّہ عدمِ تمثُّلِ شیطان را مخصوص بصورت خاصۂ آں سرورَ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ مدفون در مدینہ است میسازد۔ وحکم بعدمِ آں تمثُّل بہر صورتیکہ بینند، تجویز نمی نماید۔ و شک نیست کہ تشخُّصِ آں صورت علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات خصوصاً در منامات بسیار متعسِّر است۔ پس چگونہ شایان اعتماد بود؟ واگر عدمِ تمثُّلِ شیطان را مخصوص بصورتِ خاصۂ آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم نسازیم و بہر صورتیکہ بہ بینند، عدم آں تمثُّل را دراں صورت تجویز نمائیم، چنانکہ بسیارے از علماء بداں رفتہ اند، نیز مناسبِ رفعتِ شانِ آں سرور است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔

(مکتوب ۲۷۳ دفتر اول)

ترجمہ؛ صاحب فتوحات مکیہ (الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی قُدِّس سِرُّہٗ) شیطان کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں متمثل نہ ہو سکنے کے حکم کو اس صورتِ خاصہ کے ساتھ مختص قرار دیتے ہیں جو کہ مدینہ شریف میں مدفون ہے۔ اور اس صورتِ خاصہ کے علاوہ جس صورت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو شیطان آپ کی صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا، اس حکم کو جائز نہیں سمجھتے ہیں۔ (یعنی شیخ اکبر کے نزدیک شیطان کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں متمثل نہ ہو سکنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صورت مبارکہ کے ساتھ خاص ہے جو کہ مدینہ شریف میں مدفون ہے۔ اس کے علاوہ اور جس صورت میں بھی خواب میں دیکھیں، شیطان متمثل ہو سکتا ہے اور امام محمد بن سیرین بھی اسی طرف گئے ہیں) اور اس میں شک نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس صورت خاص کی پہچان وتمیز خصوصاً خوابوں میں بہت دشوار و مشکل ہے۔ پھر یہ بات کس طرح اعتماد کے لائق ہو گی؟ اور اگر شیطان کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں متمثل نہ ہو سکنے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صورت خاصہ (جو کہ مدینہ شریف میں مدفون ہے) کے ساتھ مختص نہ

بھی کریں اور جس صورت میں بھی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں اس صورت میں شیطان کے متمثل ہو جانے کو جائز قرار نہ دیں۔ جیسا کہ بہت سے علماء کرام اس طرف بھی گئے ہیں تو یہ بات بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان کے نہایت مناسب ہے''۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں ایک مقام پر امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کلام نقل فرما کر اس کا حاصل یوں بیان فرمایا ہے:

''مرئی (دکھائی دینے والے) بہر صورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے ہیں مگر صورتِ مثالیہ کے ساتھ، اور باوجود یکہ مرئی ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتی ہے اور وہ واحد ہی ہے مگر صورت مثالیہ کا مختلف ہونا اس جہت سے ہے کہ دیکھنے والوں کے قلوب کے آئینوں کے احوال کا اس میں دخل ہے۔ اور صورت مثالیہ مرئیہ کے حسن و جمال میں جو اختلاف وتفاوت پایا جاتا ہے اس کا سبب بھی یہی ہے۔ جیسا کہ آئینوں کے احوال مختلف ہونے سے صورتوں کے احوال میں تفاوت ظاہر ہوتا ہے۔ پس جس کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں صورتِ حَسَن میں زیارت کی تو اس رائی (دیکھنے والے) کے حُسنِ دین کے باعث ہے۔ اور جس نے اس کے برخلاف مشاہدہ کیا تو اس کے دین وایمان کی ناقص ہونے کی بنا پر ہے۔ اسی طرح کسی نے آپ کو بڑھاپے والی صورت میں دیکھا اور کسی نے جوانی والی صورت میں، کسی نے اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے راضی نظر آئے۔ اور کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غضبناک دیکھا، کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت گریہ میں دیکھا اور کسی نے مسکراتے ہوئے، کسی نے خوش دیکھا اور کسی نے ناخوش، تو ان تمام احوال کے مختلف ہونے کا باعث رائی (دیکھنے والے) کے حال کا مختلف ہونا ہے۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھنا دیکھنے والے کے باطن کے احوال کی معرفت کا معیار ہے۔ اور اس میں سالکان طریقت کیلئے ایک مفید ضابطہ ہے کہ جس سے اپنے باطنی احوال کو جان سکتے ہیں''۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب الرؤیا جلد۲ص ۲۸۳)

الحاصل جس نے خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مخصوصہ معروفہ میں کی ہو یا صورت مثالیہ میں، بہرصورت وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیارت سے مشرف ہوا اور اس نے حق دیکھا اور حق سنا۔

اب ہم حضور غوث العالم مدظلہ العالی کے کچھ مبشرات ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلفاء راشدین اور اہلبیت پاک رضی اللہ عنہم سمیت حضور غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز کو اپنے دیدار سے مشرف فرمانا:

حضور غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز کی ایک مرتبہ طبیعت مبارک قدرے ناساز ہوئی اور آپ لاہور ہسپتال تشریف لے گئے ان دنوں اکثر آپ پہ استغراقی کیفیت رہنے لگی۔ ایک دفعہ اسی کیفیت میں تھے کہ حضرت اعلیٰ شرقپوری قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز تشریف لائے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت اعلیٰ شرقپوری قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز نے آکر ارشاد فرمایا کہ آؤ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں چلیں۔ اور یہ کہہ کر مجھے ساتھ لے کر چل پڑے۔ آگے ایک بہت ہی عمدہ کمرہ تھا جس میں انتہائی نفیس قسم کا قالین بچھا ہوا تھا جس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپ کی ایک جانب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔ اور دوسری جانب حضرت سیدنا علی المرتضٰی مشکل کشا حیدر کرار اور حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہم تھے اور اسی طرف مگر تقریباً دس فٹ کے فاصلہ پر حضرت سیدہ خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ایک انتہائی سفید چادر مبارک سر سے لے کر پاؤں تک اس انداز سے اوڑھے ہوئے تشریف فرما تھیں کہ اس میں سے آپ کا ناخن مبارک بھی نظر نہیں آتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت اعلیٰ شرقپوری قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے۔ اور مجھے بھی اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ میں نے تھوڑا سا پیچھے ہونا چاہا تو آپ نے

اپنے دست مبارک سے مجھے اپنے ساتھ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پیچھے نہیں ہٹنا بالکل ساتھ ہی رہنا ہے۔ پھر کافی دیر تقریباً اڑھائی گھنٹے تک اسی انداز سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضری نصیب رہی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ ارشادات فرماتے رہے۔ حتی کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور شہنشاہ ولایت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ آپ نماز کے لیے جماعت کروائیں انہوں نے عرض کیا حضور آپ کی موجودگی میں میں کیسے جماعت کروا سکتا ہوں۔ حضور غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بازو مبارک تھام کر عرض کیا کہ حضور آپ کی موجودگی میں کوئی بھی جماعت نہیں کروائے گا۔ آپ خود ہی کرم فرمائیں اور نماز پڑھائیں۔ ہم سبھی چاہتے ہیں کہ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھیں۔ پس میری استدعا پہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود امامت کروائی۔ حضور غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ جب ہم سجدہ میں جاتے تھے تو حضرت اعلیٰ شرقپوری قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز کا سر اقدس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں تلوے مبارک کے پیچھے بالکل ساتھ ہوتا اور میرا سر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں تلوے مبارک کے پیچھے بالکل ساتھ ہوتا تھا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اجازت عطا فرمائی۔ حضور غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار مرتبہ اپنے اس غلام (حضور غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز) پر کرم فرمایا اور اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے لیے سب سے زیادہ وقت اسی دفعہ میسر آیا۔ **فللّٰہ الحمد**

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حضور غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز کی مقبولیت و محبوبیت:

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے خادم حاجی محمد اسلم صاحب کیلانی لاہوری

کی دختر نیک اختر جو کہ انتہائی پارسا، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور سرکارِ دو عالم کی بارگاہِ اقدس میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنے والی ہے، کو خواب میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا اور ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور غوث العالم قُدِّس سرُّہٗ العزیز کی طرف اشارہ کر کے اسے فرمایا کہ تُم ان کی بیعت کرلو ان کی بیعت میری ہی بیعت ہے۔ جب یہ بات حضور غوث العالم قُدِّس سرُّہٗ العزیز کے خلیفہ مجاز حاجی محمد شفیق صاحب لاہوری مدظلہ العالی کے حضور عرض کی گئی تو انھوں نے جس وقت حضور غوث العالم قُدِّس سرُّہٗ العزیز ان کے ہاں لاہور تشریف لائے، حاجی محمد اسلم صاحب کو ان کی بیٹی سمیت اپنے ہاں بلا لیا۔ اور آپ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور ہمارے گھر کی عورتیں آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنا چاہتی ہیں اور آپ کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتی ہیں مہربانی فرما کر آپ پانچ منٹ کے لیے انھیں حاضری کا موقع عطا فرما دیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں عورتوں سے ملاقات تو نہیں کیا کرتا بہر حال وہ باپردہ آئیں اور دور ہی سے ہو کر واپس چلی جائیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ ان میں حاجی محمد اسلم صاحب کی بیٹی بھی تھی۔ جب اُس سے اس کے بعد پوچھا گیا کہ خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی طرف اشارہ فرما کر تمہیں ان کی بیعت ہونے کا حکم فرمایا تھا، کیا وہ یہی ہیں؟ تو اس لڑکی نے قسم کھا کر کہا کہ خدا کی قسم بالکل وہ یہی ہیں۔ اس کے بعد حاجی محمد شفیق صاحب مدظلہ العالی نے حضور غوثِ عالم قُدِّس سرُّہٗ العزیز کی بارگاہ میں اس لڑکی کا معاملہ عرض کیا اور اسے بیعت فرما لینے کی بھی گزارش کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں عورتوں کو بیعت نہیں کیا کرتا اور نہ ہی ان سے ملتا ہوں۔ ہاں وہ حضرت کیلیانوالہ شریف آ جائیں تو میں چن جی صاحب کی والدہ (حضور غوثِ العالم قُدِّس سرُّہٗ العزیز کی زوجہ محترمہ) کو جو کچھ انھیں بتانا ہے بتا دوں گا اور وہ میری طرف سے انھیں بتا دیں گی۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور آپ کے ارشاد کے مطابق اسی طریقہ کے مطابق سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گئیں۔

ابھی سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے چند دن ہی گزرے تھے کہ دوبارہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرمایا اور اپنی زیارت سے اس انداز میں اسے مشرف فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ مقدس میں پانچ انتہائی نورانی صورت شخصیات موجود ہیں۔ جن میں سے ایک حضور غوث العالم قُدِّس سرُّہٗ العزیز بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور غوث العالم قُدِّس سرُّہٗ العزیز کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: وہ یہی ہیں نا کہ جن کی بیعت کے متعلق میں نے تمہیں کہا تھا۔'' اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ''اس وقت پوری دنیا میں ان پانچ سے بڑھ کر مجھے کوئی پیارا نہیں اور حضور غوث العالم قُدِّس سرُّہٗ العزیز کے کندھے مبارک پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ان پانچ میں سے بھی مجھے سب سے زیادہ پیارے ہیں''۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضور غوث العالم قُدِّس سرُّہٗ العزیز کی عیادت کے لیے تشریف لانا:

جن دنوں حضور غوث العالم قُدِّس سرُّہٗ العزیز کے دل کا بائی پاس تھا اور آپ لاہور ہسپتال میں تھے تو ایک رات ہسپتال کے چوکیدار نے خواب میں دیکھا کہ ایک انتہائی نورانی صورت ہستی تشریف لا رہے ہیں اور ان کے ساتھ بھی بہت سارے نورانی صورت بزرگ ہیں۔ چوکیدار نے جب ان کے متعلق دریافت کیا تو ساتھ والوں نے فرمایا کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ اور خدام ہیں۔ چوکیدار نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا؛ حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہسپتال میں تشریف لانا کیونکر ہوا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ارشاد فرمایا کہ کمرہ نمبر ۸ بیڈ نمبر فلاں پر سید محمد باقر علی شاہ صاحب نام کے جو شخص ہیں، جن کا کل دل کا آپریشن ہوا ہے، ہم ان کی عیادت کے لیے آئے ہیں لہذا تُم نے کسی کو اندر آنے سے منع نہیں کرنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہسپتال میں حضور غوث العالم قُدِّس سرُّہٗ العزیز کے کمرہ میں اُن کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ صبح

چوکیدار نے ہسپتال کے تمام عملہ سے رات کا تمام معاملہ بیان کردیا پس ہسپتال کا عملہ اور دیگر وہ تمام لوگ بھی جنھیں یہ معاملہ معلوم ہوتا گیا حضورغوث العالم کے کمرہ اور اس کے سامنے والی گلی میں جمع ہونا شروع ہو گئے ۔ جب آپ کا معالج ڈاکٹر آیا اور اس نے یہ صورتِ حال دیکھی تو لوگوں کی اس قدر آپ کے پاس بھیڑ دیکھ کر پریشان ہو گیا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یہ سب کچھ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو کسی کو ادھر آنے کی دعوت نہیں دی آپ ان لوگوں سے خود ہی دریافت کرلیں کہ وہ کیوں اس طرح ہجوم کرتے چلے آرہے ہیں؟ جب ہسپتال میں لوگوں کا ہجوم بہت بڑھ گیا اور ہسپتال کا عملہ اسے کنٹرول کرنے سے عاجز آ گیا تو آپ نے اپنے معالج ڈاکٹر سے ارشاد فرمایا کہ ہمیں ہسپتال سے چھٹی دے دی جائے اور ہماری رہائش گاہ یہاں سے قریب ہی ہے وہاں سے ہم روزانہ آکر چیک اپ کروالیا کریں گے ۔ پس لوگوں کے اس قدر ہجوم کی وجہ سے آپ کو آپریشن کے دوسرے دن ہی اپنی رہائش گاہ پہ تشریف لانا پڑا۔سرکارِ دوعالم صلی اللہ علی وسلم کی آپ کے ہاں تشریف آوری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ پر کرم کے باعث آپ نے اتنے بڑے آپریشن کے دوسرے دن ہی اپنے معالج ڈاکٹر کے چیک اپ کرنے کے لیے آنے سے قبل ہی غسل فرمالیا اور اس دوران تمام قضا شدہ نمازیں بھی ادا فرمالیں اور ڈاکٹر کے آنے تک آپ لیٹے ہوئے درود شریف پڑھ رہے تھے جب ڈاکٹر نے یہ صورتِ حال دیکھی تو دنگ رہ گیا اور حیرت سے پوچھنے لگا کہ کیا آپ نے غسل کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا؛ ہاں! تو اس نے پوچھا کہ اب کیسا محسوس کرر ہے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ بہت فرحت محسوس کرر ہا ہوں فقط بدن میں تھوڑی سی کمزوری محسوس ہوتی ہے۔اس آپریشن کے دوران جب ڈاکٹروں نے آپ کے دل کی پاور معلوم کی تو ان کی رپورٹ یہ تھی کہ آپ کے دل کی پاور عام شیر کے دل کی پاور کے برابر ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضورغوث العالم قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز کو اپنے سینۂ اقدس سے لگانا اور اپنے نعلین شریفین عطا فرمانا:

حضورغوث العالم قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز کے خادمِ خاص سید محمد قاسم علی شاہ صاحب بخاری سلّمہٗ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں اکیلا ہی آپ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: قاسم علی! اب تھوڑی دیر آرام کرلیں ۔شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میں آپ سے اجازت لے کر جامعۃ النور چلا گیا وضو کیا اور کچھ دیر قرآن کریم کی تلاوت کی اور سو گیا آنکھ لگتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ حضورغوث العالم قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز تشریف لائے ہیں اور بازو سے پکڑ کر فرمار ہے ہیں کہ قاسم علی اُٹھو جلدی کرو۔حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لار ہے ہیں آپ نے دو دفعہ فرمایا اُٹھو اُٹھو میں اُٹھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک باغیچہ میں ہوں اور ایک کیاری ہے جس میں بہت زیادہ سبزہ ہے آپ نے آگے ہاتھ بڑھایا اور فرمایا کہ میرے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھو میں نے آپ کے دستِ مبارک کے اوپر اپنا ہاتھ رکھ دیا آپ نے اس کے اوپر اپنا صافہ ڈال دیا اور اس کے اوپر میں نے بھی اپنا صافہ ڈال دیا۔ پھر اسی کیاری میں مغرب کی جانب چلنے لگے ۔کیاری سے آگے مغرب کی جانب ایک راستہ فرش کی طرف نکلتا تھا اس سے فرش کی طرف نکلے اور جانبِ جنوب چلنے لگے۔ بس تین قدم ہی چلے تھے کہ آگے تین سیڑھیاں آ گئیں جب ہم سیڑھیوں پر چڑھے تو آگے دروازہ تھا جب میں نے دروازہ کھولا تو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی پھول ہاتھوں پر رکھ دیا گیا ہو ابھی حجاب نہیں اُٹھا تھا پھر حجاب اُٹھ گیا اور نگاہ اُٹھی تو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک ہمارے ہاتھوں پر رکھا ہوا ہے۔ ہم ایک سیڑھی پیچھے ہٹے آپ آگے تشریف لائے اسی طرح ہم پیچھے ہٹتے گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے تشریف لاتے گئے حتیٰ کہ پھر اسی کیاری میں آ گئے ۔ جب کیاری کے درمیان میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضورغوث العالم قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز کو اپنے سینہ مبارک سے لگالیا اور میں آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی قدمبوسی کرنے لگا۔کبھی آپ کے دائیں قدم مبارک کو بوسہ دیتا ہوں اور کبھی بائیں قدم مبارک کو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تقریباً پانچ منٹ تک اپنے سینہ مبارک سے لگائے رکھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے ہو کر مجھے بازو سے پکڑ کر اوپر اُٹھایا اور دوبارہ حضور غوث العالم قُدِّس سِرُّہٗ العزیز کو اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا اور تقریباً پانچ منٹ تک اسی طرح اپنے سینہ مبارک سے لگائے رکھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرق کی جانب چہرہ اقدس کر کے بیٹھ گئے۔اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر تک حضور غوث العالم قُدِّس سِرُّہٗ العزیز سے گفتگو فرماتے رہے اور آپ قُدِّس سِرُّہٗ العزیز بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کچھ معروضات پیش کرتے رہے پھر حضور غوث العالم قُدِّس سِرُّہٗ العزیز نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں میرے متعلق عرض کیا کہ حضور! یہ بھی میرا بیٹا ہے اس پہ بھی کرم ہو جائے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں دست مبارک میرے سر پر اور بایاں دستِ مبارک میرے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ ان (حضور غوث العالم قُدِّس سِرُّہٗ العزیز) کی خدمت میں لگے رہنا تمہیں دین و دنیا کے رنگ لگ جائیں گے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ہم چلتے ہیں یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور تیسری مرتبہ حضور غوث العالم قُدِّس سِرُّہٗ العزیز کو اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا پھر قبلہ کی جانب چہرہ اقدس کر کے چل پڑے ہم ابھی وہیں کھڑے تھے دو قدم چل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور حضور غوث العالم قُدِّس سِرُّہٗ العزیز سے فرمایا کہ میرے نعلین تم پہن لو اور تمہارے نعلین میں پہن لیتا ہوں۔حضور غوث العالم قُدِّس سِرُّہٗ العزیز اس امر سے کچھ ہچکچائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جو کہہ رہا ہوں کہ پہن لو، پس حضور غوث العالم قُدِّس سِرُّہٗ العزیز نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعلین مبارک پہن لیے وہ اس قدر خوبصورت اور چمکدار تھے کہ ان پر نظر نہیں ٹھہرتی تھی یوں معلوم ہوتا تھا کہ ان پر

موتی جڑے ہوئے ہوں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ قُدِّس سِرُّہٗ العزیز کے نعلین شریفیں پہن لیے اور قبلہ کی جانب چل دیئے ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل پڑے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی راستے سے ان تین سیڑھیوں سے ہوتے ہوئے اندر تشریف لے گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔

حضور غوث العالم قُدِّس سِرُّہٗ العزیز کے پاس سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت علی شیر ربانی کی تشریف آوری:

حضور غوث العالم مدظلہ العالی کی پوتی اور قبلہ چن جی حضور غوث العالم مدظلہ العالی کی صاحبزادی صاحبہ نے عالمِ خواب میں دیکھا کہ قبلہ دادا جی (حضور غوث العالم قُدِّس سِرُّہٗ العزیز) کے پاس حضرت اعلیٰ شرقپوری قُدِّس سِرُّہٗ العزیز تشریف لائے پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی آپ ایک بہت ہی عمدہ کارنما سواری پہ تشریف لائے جیسے آپ نے حضور غوث العالم قُدِّس سِرُّہٗ العزیز کے حجرہ شریف کے صدر گیٹ کے پاس کھڑا کیا حضور غوث العالم قُدِّس سِرُّہٗ العزیز نے حضرت اعلیٰ شرقپوری قُدِّس سِرُّہٗ العزیز کی معیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضور غوث العالم مدظلہ العالی کے حجرہ مبارک کی طرف آگے آگے چل پڑے ان کے پیچھے حضرت اعلیٰ شیر ربانی قدس سترہ تھے اور ان کے پیچھے حضور غوث العالم مدظلہ العالی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حجرہ مبارک میں تشریف لائے تو حضور غوث العالم مدظلہ العالی کے بیڈ پر بیٹھ گئے اور حضرت اعلیٰ شرقپور اور حضور غوث العالم مدظلہ العالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نیچے قالین پر بیٹھ گئے آپ فرماتی ہیں کہ تھوڑی دیر بعد حضور غوثِ اعظم الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی سواری فضا میں بہت دور سے ایک ستارے کی مانند آتی ہوئی دکھائی دی حضور غوث العالم مدظلہ العالی آپ کے استقبال کے لیے باہر تشریف لائے۔حضرت غوثِ اعظم کی سواری جوں جوں قریب آتی گئی اس کا حجم بڑھتا

گیا حتیٰ کہ وہ ایک بہت بڑی پالکی ظاہر ہوئی اور آپ کے حجرہ مبارک کے باہر حویلی کے اندر شیڈ کے قریب اس کا نزول ہوا جس سے حضور غوثِ اعظمؒ باہر تشریف لائے آپ کا رنگ مبارک سرخ وسفید تھا اور قد مبارک چھ فٹ کے قریب تھا لباس انتہائی سفید زیب تن فرما رکھا تھا پالکی سے باہر تشریف لا کر حضور غوث العالم مدظلہ العالی سے ملے اور دریافت فرمایا کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں آپ نے عرض کیا کہ اندر کمرہ میں تشریف فرما ہیں پس حضور غوثِ اعظمؒ آگے آگے کمرہ کی جانب چل پڑے اور پیچھے پیچھے حضور غوث العالم مدظلہ العالی تھے اس طرح وہ بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے کچھ دیر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ارشادات عالیہ سے نوازتے رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اب چلتے ہیں اس کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لانے لگے ان کے پیچھے حضور غوثِ اعظمؒ تھے اور انکے پیچھے حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سترہ العزیز تھے اور انکے پیچھے حضور غوث العالم مدظلہ العالی تھے۔ ان سب نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو الوداع کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری میں بیٹھ کر تشریف لے گئے پھر حضرت غوثِ اعظمؒ کو الوداع فرمایا گیا اور وہ بھی اپنی سواری میں بیٹھ کر تشریف لے گئے اور ان کی سواری اسی طرح فضا میں پرواز کر گئی۔

حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سترہ العزیز کا حضور غوث العالم مدظلہ العالی کی عیادت کے لیے تشریف لانا:

حضور غوث العالم مدظلہ العالی کے خادم خاص سید قاسم علی شاہ صاحب بخاری مسلم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور غوث العالم مدظلہ العالی کی طبیعت مبارک ناساز تھی۔ میں نے عالم رؤیا میں دیکھا کہ آپ اپنے حجرہ مبارک میں کرسی پر تشریف فرما ہیں کہ اچانک آپ اُٹھ کر اپنے حجرہ مبارک کے دروازے کی جانب تشریف لے گئے ادھر سامنے سے حضرت اعلیٰ

شرقپوری قدس سترہ العزیز تشریف لا رہے تھے آپ نے بہت عمدہ دستار مبارک باندھ رکھی تھی جس کے اوپر طرہ تھا اور عینک لگا رکھی تھی ہاتھ مبارک میں چھری مبارک تھی حضور غوث العالم مدظلہ العالی نے آگے بڑھ کر حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سترہ العزیز کا استقبال فرمایا حضرت اعلیٰ شرقپوری آپ کے حجرہ مبارک میں تشریف لے آئے اور آپ کے بیڈ مبارک پر بیٹھ گئے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں اور حضور غوث العالم مدظلہ العالی نیچے قالین پر دوزانو بیٹھ گئے۔ حضرت اعلیٰ شرقپوری قدس سترہ العزیز نے اپنا دست شفقت حضور غوث العالم مدظلہ العالی کے کندھے مبارک پر پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہم تمہاری طبیعت کا پوچھنے آئے ہیں لہذا اب طبیعت کا کیا حال ہے پھر تھوڑی گفتگو فرماتے رہے اس کے بعد واپس تشریف لے جانے لگے اور حضور غوث العالم مدظلہ العالی سے ارشاد فرمایا کہ آپ یہیں کمرے میں ہی بیٹھیں باہر بہت گرمی ہے اور خود اکیلے ہی تشریف لے گئے۔

حضور غوث العالم مدظلہ العالی کی عمر مبارک میں اضافہ فرمایا جانا اور آپ کا دنیا سے تشریف لے جانا آپ کی مرضی پہ چھوڑ دیا جانا:

حضور غوث العالم مدظلہ العالی کے خادمِ خاص سید قاسم علی شاہ بخاری سلمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب حضور غوث العالم مدظلہ العالی کہ عمر مبارک اسی سال ہونے کے قریب تھی اور صرف چند ماہ باقی رہ گئے تھے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے حجرہ مبارک میں ایک انتہائی نورانی صورت بلند و قامت بزرگ تشریف لائے جن کا رنگ مبارک سفید تھا اور ریش مبارک سرخ تھی اور آپ کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے کہ ان (حضور غوث العالم مدظلہ العالی) کی عمر مبارک اسی سال ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے بیدار ہونے کے بعد یہ معاملہ آپ کی بارگاہ میں عرض کیا آپ نے فرمایا انشراح الصدور لاؤ جس میں آپ کی عمر مبارک یعنی تاریخ ولادت درج تھی جب انشراح الصدور دیکھی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ معاملہ اسی

طرح ہے جیسا کہ تمہیں دکھایا گیا ہے۔شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے کچھ دنوں بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ پہلے بیڈ پر تشریف فرما تھے پھر نیچے قالین پر لیٹ گئے اور میں آپ کے قدمین شریفین اور پنڈلیاں مبارک دبا رہا تھا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کا بدن مبارک گرم اور سرخ ہونا شروع ہو گیا حتیٰ کے پنڈلیاں مبارک بالکل سرخ ہو گئیں تو میں نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور آپ کو جب اس قدر تکلیف ہے تو آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ مقدس میں اس بارے میں عرض کیوں نہیں کرتے ؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں۔پھر تھوڑی دیر بعد بدن مبارک اس قدر گرم اور سرخ ہونا شروع ہو گیا کہ پنڈلیوں کے اوپر کی کھال جلتی ہوئی محسوس ہونے لگی پس دوبارہ میں نے وہی عرض کیا تو اس دفعہ آپ نے اشارے سے منع فرما دیا اور اس کے بعد آپ نے آنکھیں بند فرما لیں میں رونے لگا اور بستر اگول کرنے لگا کہ اب ہمارا یہاں کون ہے جب آدھا بستر اگول کر چکا تو آپ نے پیچھے سے آواز دی قاسم علی ! کدھر؟ میں نے پلٹ کر دیکھا تو آپ خوبصورت سفید لباس زیب تن کیے پہلے سے بھی زیادہ پُر نور صورت میں کھڑے ہیں اور دوسرا جسم اسی طرح پاس پڑا ہوا ہے۔میں نے عرض کیا کہ حضور یہ کیا اور وہ کیا ؟ آپ نے عرض کیا کہ وہ میرا امتحان اور آزمائش تھی اور یہ اس میں کامیابی ہے گویا وہ فنا تھی اور یہ اس کے بعد بقا ہے۔شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ابھی یہ واقع کسی سے بیان نہیں کیا تھا کہ انہی دنوں آپ کی طبیعت ناسار ہو گئی اور آپ گوجرانوالہ ہسپتال تشریف لے گئے وہاں آپ کی طبیعت لمحہ بہ لمحہ زیادہ ناساز ہوتی جارہی تھی حتیٰ کہ آپ نے آخری وصیتیں فرمانا شروع کر دیں اور قبلہ چن جی اور حضور مدظلہ العالی اور دیگر عزیز و اقارب کو بلا لینے کا حکم ارشاد فرما دیا تھوڑی دیر کے بعد فرمانے لگے کہ اس وقت یہ معاملہ ٹل گیا ہے اور عمر میں اضافہ فرما دیا گیا ہے پس انھیں کہو کہ ابھی نہ آئیں۔قبلہ چن جی حضور مدظلہ العالی اور دیگر صاحبزدگان ابھی ورپال چٹھہ کے قریب ہی پہنچے تھے کہ انھیں واپس تشریف لے جانے کا فون بھی کروا دیا پھر کچھ دنوں بعد طبیعت مبارک

پھر ناساز ہو گئی تو آپ لاہور ہسپتال تشریف لے گئے وہاں تمام ڈاکٹروں نے آپ کا چیک اپ کرنے کے بعد یہی نتیجہ اخذ کیا کہ آپ کا آدھے گھنٹے تک وصال ہو جائے گا جب آپ کے معالج ڈاکٹر سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ تمام ڈاکٹرز یہی فیصلہ دے چکے ہیں کہ آپ کے لیے آدھے گھنٹے کی مہلت رہ گئی ہے اور میرے نزدیک بھی آپ کا ایک گھنٹے سے زیادہ کا ٹائم نہیں ہے اور اس وقت کوئی دوائی کارگر نہیں ہو رہی ہے یہ کہہ کر ڈاکٹر اپنی رہائش گاہ پہ چلا گیا وہ اسی معاملہ میں فکرمند بیٹھا تھا اور اس کا بچہ اس کی گود میں کھیل رہا تھا کہ اونگ و بیداری کی درمیانی حالت میں دیکھتا ہے کہ ایک نورانی صورت دراز قد بزرگ تشریف لائے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک گولی تھی اور فرمانے لگے کہ انھیں (حضور غوث العالم مدظلہ العالی) جلد از جلد یہ گولی کھلا دیں اور اس کے بعد دو گھونٹ پانی پلا دیں تو انھیں صحت مل جائے گی ورنہ معاملہ ہاتھ سے نکل جائے گا ڈاکٹر صاحب فوراً ہسپتال پہنچے اور آپ کو وہ گولی اسی طرح کھلا دی اسی وقت صحت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تقریباً دس منٹ بعد آپ بالکل تندرست ہو گئے اور اس کے بعد وہ ڈاکٹر باقی تمام ڈاکٹروں کو بلا لایا وہ سبھی آپ کی کیفیت دیکھ کر حیران رہ گئے سبھی ڈاکٹرز کہتے تھے کہ ڈاکٹری کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ کوئی مریض اس مرض میں اس اسٹیج پر پہنچنے کے بعد صحت یاب ہوا ہے۔حضور غوث العالم مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ اس دوران حضور حضرت سرکار گیلانی قدس سترہ العزیز تشریف لائے تھے اور مجھے ساتھ لگا کر پیار فرمایا اور ارشاد فرمانے لگے کہ کیا اب چلنے کا خیال نہیں ہے؟ بہت عرصہ دنیا میں رہ لیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ سائیوں کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم ہے مگر میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہو کیا بات ہے حضور غوث العالم مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ابھی میرے بچوں کے کچھ کام ادھورے ہیں اور بیبیوں کے کام بھی ادھورے ہیں اور میں خود بھی کچھ دیر اور رہنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اچھا یہ بات ہے تو اب جس وقت تم خود کہو

گے اس وقت ہی تمہیں لے جائیں گے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ بس یہی ٹھیک ہے کہ جس وقت چاہوں مجھے تبھی دُنیا سے لے جایا جائے۔

باب دہم

غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری

قدس سِرُّہٗ العزیز

کے

کشف و کرامات

کرامات اولیاء کی حقانیت پر اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے اور اس کے منکرین گمراہ و بے دین ہیں۔ العقائد النسفیہ میں ہے:

”کرامات الاولیاء حق فتظهر الكرامة على طريق نقض العادة للولى من قطع المسافة البعيدة فى المدة القليلة وظهور الطعام والشراب واللباس عندا لحاجة والمشى على الماء والطيران فى الهواء وكلام الجماد والعجماء وغير ذالک من الاشياء ويكون ذالک معجزة للرسول الذى ظهرت هذه الكرامة لواحد من امته لا نه يظهربها انه ولى ولن يكون وليا الاوان يكون محقا فى ديانته وديانته الاقرار برسالة رسوله“۔

(شرح العقائد النسفیہ ص۱۷۳)

ترجمہ: اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں پس ولی کیلئے خرق عادت کے طریق پر کرامت ظاہر ہوتی ہے یعنی لمبا سفر تھوڑی سی مدت میں طے کر لینا، ضرورت کے وقت کھانا پانی اور لباس کا ظاہر ہو جانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، بے جان چیزوں کا اس سے کلام کرنا، بے زبان اشیاء کا گفتگو کرنا اور اسی طرح دیگر خرق عادت امور کا ظاہر ہونا اور ان خوارق عادت امور میں کسی امر کا ولی سے ظاہر ہونا درحقیقت اس رسول کا معجزہ ہے جس کی امت کے افراد میں سے کسی ایک فرد کے ہاتھ پر یہ کرامت ظاہر ہوئی ہے کیونکہ اس کرامت کے باعث ظاہر ہوگا کہ وہ ولی ہے اور وہ اس وقت تک ولی نہیں ہو سکتا

جب تک کہ وہ دیانت (دینداری) میں حق پر نہ ہو اور اس کی دینداری یہی ہے کہ وہ رسول کی رسالت کا زبان و دل سے اقرار کرے۔ یعنی ایسا اقرار جو امتثال اوامر اور اجتناب نواہی سے مقرون ہوحتی کہ اگر اس نے خوارق عادت امور کے اظہار میں اپنے مستقل ہونے اور رسول کی اطاعت نہ کرنے کا دعویٰ کیا تو وہ ہرگز ولی نہ ہوگا بلکہ کافر ہوگا“۔

عارف باللہ علامہ عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ العزیز نے نفحات الانس میں حافظ الحدیث امام مستغفری کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے:

کرامات الاولياء حق بكتاب الله تعالىٰ والآثار الصحيحة المروية و اجماع اهل السنة والجماعة على ذالک۔

(نفحات الانس ص۱۹)

ترجمہ: اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں ان کی حقانیت کتاب اللہ اور آثار صحیحہ مرویہ سے ثابت ہے اور اہل سنت و جماعت کا اس پہ اجماع ہے۔

حضرت سیدنا داتا علی بن عثمان ہجویری گنج بخش قدس سرہ العزیز کشف المحجوب شریف میں فرماتے ہیں:

اہل ولایت کے ہاتھ پر خرق عادت افعال اور کرامت کی صحت پر کتاب و سنت ناطق ہیں اور ان تمام کا انکار نصوص قطعیہ کا انکار ہوگا ان سے ایک یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے ہمیں اپنی کلام میں خبر دی ہے:

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى

(سورۃ بقرہ آیت ۵۷ پارہ۱)

ترجمہ: ہم نے تم پہ بادل کا سایہ کیا اور تم پہ من وسلویٰ نازل کیا۔

بادل ہمیشہ (بنی اسرائیل) کے سروں پہ سایہ کیے رکھتا تھا اور ہر رات تازہ من وسلویٰ ان کیلئے اترتا تھا منکرین میں سے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ وہ تو موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ (نہ کہ بنی اسرائیل کی کرامت) تو ہمارے لیے اس کا یوں جواب دینا ممکن ہے کہ یہ اولیاء اللہ کی کرامت بھی تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی ہیں اگر کوئی یوں اعتراض کرے کہ وہ تو اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ٹھہرا کہ آپ کی موجودگی میں تھا اور یہ کرامات تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنیا سے پردہ فرما لینے کے بعد ظاہر ہو رہی ہیں پس یہ کیونکر آپ کا معجزہ ہوسکتی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے تو آپ کی عدم موجودگی میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ پس غیبت مکانی اور غیبت زمانی میں کیا فرق ہے؟ پس وہاں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیبت مکانی کے باوجود آپ کا معجزہ ظاہر ہوسکتا ہے تو یہاں بھی حضور ﷺ کی غیبت زمانی کے باوجود آپکا معجزہ درست ھے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں (حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی) حضرت آصف بن برخیا کی کرامت کے متعلق خبر دی ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ بلقیس کا تخت اس کے آپ کی بارگاہ میں پہنچنے سے پہلے آپ کے دربار میں حاضر کیا جانا چاہیئے۔ اور خداوند تعالیٰ نے بھی حضرت آصف بن برخیا کا شرف لوگوں کو دکھانے اور ان کی کرامت ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا اور اہل زمانہ کو دکھانا چاہا کہ اولیاء اللہ کی کرامات جائز ہیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کون ہے جو بلقیس کے یہاں پہنچنے سے قبل اس کا تخت یہاں حاضر کردے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

”قَالَ عِفْرِیْتٌ مِنَ الْجِنِّ اَنَا آتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ“

(سورۃ النمل آیت ۳۹)

ترجمہ؛ ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں تو اس سے بھی جلدی چاہتا ہوں تو حضرت آصف بن برخیا نے عرض کیا:

”اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ“

(سورۃ النمل آیت ۴۰)

ترجمہ؛ میں اس کو حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے (یعنی ایک پلک جھپکنے سے پہلے)

حضرت آصف بن برخیا کی یہ بات سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے نہ تو ان پہ ناراضگی کا اظہار فرمایا اور نہ ہی انکی اس بات کا انکار فرمایا اور نہ ہی اسے محال قرار دیا۔ اور یہ کسی طرح بھی معجزہ نہ تھا کیونکہ حضرت آصف بن برخیا پیغمبر نہ تھے (بلکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ولی تھے) تو لامحالہ اسے کرامت ہی ہونا چاہئے کیونکہ اگر معجزہ ہوتا تو اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ پہ ظاہر ہونا چاہئے تھا۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت مریم سلامُ اللہ علیہا اور حضرت زکریا علیہ السلام کے قصہ سے متعلق خبر دی ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام گرمیوں کے موسم میں حضرت مریم سلامُ اللہ علیہا کے حجرے میں آتے تو سردیوں کے پھل اور سردی کے موسم میں ان کے پاس آتے تو گرمیوں کے پھل ان کے پاس موجود پاتے۔ یہاں تک کہ ان سے پوچھتے:

”یَا مَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ“

(سورۃ آل عمران آیت ۳۷)

ترجمہ؛ اے مریم یہ پھل تمہارے پاس کہاں سے آئے تو وہ جواب دیتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئے ہیں۔

حالانکہ سیدہ مریم پیغمبر نہ تھیں نیز رب تعالیٰ نے ہمیں بڑے واضح انداز میں ان کے متعلق خبر دی ہے اور فرمایا ہے کہ

''وَھُزِّیٓ اِلَیۡکِ بِجِذۡعِ النَّخۡلَۃِ تُسَاقِطۡ عَلَیۡکِ رُطَباً جَنِیًّا''

(سورۃ مریم آیت ۲۵)

ترجمہ؛ اور کھجور کا تنا پکڑ کے اپنی طرف ہلا تجھ پر تازہ پکی کھجوریں گریں گی۔

نیز اصحاب کہف کے احوال، کتے کا ان کے ساتھ گفتگو کرنا، ان کا سونا اور غار کے اندر انہیں دائیں بائیں کروٹیں بدلوانا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

''وَنُقَلِّبُھُمۡ ذَاتَ الۡیَمِیۡنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَکَلۡبُھُمۡ بَاسِطٌ ذِرَاعَیۡہِ بِالۡوَصِیۡد''

(سورۃ الکہف آیت ۱۸ پارہ ۱۵)

ترجمہ؛ اور ہم ان کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں اور ان کا کتا کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر۔

یہ تمام افعال عادت کے خلاف ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ معجزہ نہیں ہیں تو لامحالہ کرامت ہیں۔

(کشف المحجوب ص ۲۰۵)

کرامات اولیاء کی حقانیت پر قرآن مجید کے علاوہ متعدد احادیث مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دلالت کرتی ہیں جیسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذشتہ زمانہ کے تین مسافروں کے متعلق خبر دینا جو ایک غار میں داخل ہوئے اور اوپر سے ایک بہت بڑا پتھر گرا جس نے غار کا منہ بند کر دیا تو ان میں سے ہر ایک نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے اپنے نیک عمل کا واسطہ دے کر دعا مانگی۔ تو رب تعالیٰ نے اس پتھر کو ہٹا دیا اور انہیں نجات عطا فرمادی۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث مبارک کہ جس میں آپ نے بنی اسرائیل کے ایک راہب جریج پر ایک فاحشہ عورت کی تہمت کا ذکر فرمایا کہ جس نے ایک چرواہے سے بدکاری کر کے بچہ جنا اور حضرت جریج پر تہمت لگا دی تو حضرت جریج نے اس نومولود بچے سے فرمایا بتاؤ تمہارا باپ کون ہے؟ تو اس نومولود بچے نے بول کر کہا میری ماں جھوٹ بول رہی ہے اور جھوٹی تہمت لگا رہی ہے میرا باپ تو فلاں چرواہا ہے۔ حضرت جریج کے کہنے پر نومولود بچے کا بولنا خرق عادت ہے۔ حالانکہ حضرت جریج بنی اسرائیل کے ایک راہب اور ولی تھے نبی نہیں تھے۔

احادیث مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ بکثرت آثار صحابہ بھی اس بارے میں وارد ہیں۔ جیسے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مسجد نبوی شریف میں خطبہ جمعہ شریف کے دوران سینکڑوں میل دور نہاوند کے مقام پر جہاد میں مصروف حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو دشمن کی سازش سے آگاہ کرتے ہوئے مدینہ شریف سے آواز دینا: ''یَاسَارِیَۃُ الۡجَبَلَ یَا سَارِیَۃُ الۡجَبَل'' اور حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کا وہاں آپ کی آواز کو سن کر آپ کی ہدایت پر عمل کر کے دشمن کی سازش سے محفوظ ہو جانا اور فتح یاب ہو جانا، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دریائے نیل کی طرف چٹھی بھیج کر اسے چلانا۔ اسی طرح علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو جب سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم نے لشکر دے کر ایک جنگ پہ بھیجا تو راستے میں ایک دریا آ گیا۔حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے پانی پہ قدم مبارک رکھا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح کیا اور سبھی نے دریا عبور کر لیا اور کسی کا باؤں تک تر نہ ہوا۔ جیسا کہ کشف المحجوب شریف اور دیگر کتب احادیث وسِیَر میں یہ آثار موجود ہیں۔اور واقعات اولیاءاللہ کا تو شمار نہیں کتب تذکرہ جات ان سے مَملُوْء ہیں ہم اسی پہ اکتفا کرتے ہوئے حضور غوث العالم قدّس سرُّہُ العزیز کے چند خوارق و کرامات قارئین کی نذر کرتے ہیں۔

کرامت:

حضور غوث العالم قدّس سرُّہُ العزیز کے خادم خاص صوفی محمد اشرف صاحب ساکن سیدے والی نزد احمد نگر چٹھہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور غوث العالم قدّس سرُّہُ العزیز کا معمول شریف یہ تھا کہ آپ اپنے صبح کے معمولات شریف تا نماز اشراق ادا فرمانے کے بعد روزانہ اپنے ڈیرہ پر تشریف لے جاتے تھے ایک دن اسی طرح آپ ڈیرہ پر تشریف لائے۔ دھان کی بیجائی کا موسم تھا اور چار جوڑیاں بیل کدو کے لیے جوتے ہوئے تھے۔آپ کا ایک خادم محمد حسین چٹھہ ساکن موہلن کے، ہل چلا رہا تھا۔آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ یہ کرایہ لے لو اور غسل کر کے کپڑے بدل کر فوراً اپنے گھر موہلن کے، چلے جاؤ۔اس نے عرض کیا: حضور کام تو ابھی ختم نہیں ہوا۔شائد مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں اور مجھے چلے جانے کا حکم ہو رہا ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا: ناراضگی کی کوئی بات نہیں۔سائیں تم پہ خوش ہیں۔مگر تم فوراً گھر چلے جاؤ۔اس نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور گھر چلا گیا گھر والوں نے بھی پوچھا کہ کہیں سائیں ناراض تو نہیں ہو گئے کہ تمہیں گھر بھیج دیا ہے اس نے کہا نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔بلکہ آپ نے بخوشی اجازت عطا فرمائی ہے اس نے گھر پہ ظہر کی نماز ادا کی پھر عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں اپنے اپنے وقت پر ادا کیں۔عشاء کی نماز کی ادائیگی تک وہ بالکل تندرست تھا

اس کے بعد کہنے لگا کہ مجھے جسم میں درد اور کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔بس تھوڑی دیر کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

کرامت:

آپ کے خادم میاں احمد یار ساکن بار موسیٰ فرماتے ہیں کہ جب اعلیٰ حضرت سرکار کیلانی قدّس سرُّہُ العزیز کا وصال شریف ہوا تو میرا نوعمری کا زمانہ تھا اور آپ کے ساتھ انتہائی عقیدت و محبت تھی۔جس کی وجہ سے اکثر آپ کے فراق میں روتے ہوئے وقت گذرتا تھا۔حضور غوث العالم قدّس سرُّہُ العزیز نے شفقت فرمائی اور مجھے اپنے پاس رکھ لیا۔ایک دن آپ نے مجھے ارشاد فرمایا: کہ آؤ عنایت شاہ ولی چلیں اور مجھے لوٹا پکڑا دیا۔میں آپ کے پیچھے پیچھے چل دیا جب وہاں پہنچے تو آپ کھال کی مینڈھ پہ تشریف فرما ہو گئے اور مجھے بھی بیٹھنے کا ارشاد فرمایا: جب میں بیٹھ گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب تمہاری شادی بھی کرنی ہے۔میں نے عرض کیا میرا اس طرف کچھ رجوع نہیں اور حقیقت یہ تھی کہ اعلیٰحضرت سرکار کیلانی قدّس سرُّہُ العزیز کے وصال شریف کے بعد آپ کے ہجر و فراق میں گھل گھل کر ایسی حس و خواہش ہی ختم ہو گئی تھی اس لیے میں شادی سے کنارہ کر رہا تھا۔آپ نے ارشاد فرمایا: شادی سنت ہے اس لیے شادی کرنی ہے۔اچھا چلو تمہارے بیٹوں کے نام شمار کرتے ہیں ۔آپ نے اپنی انگلی مبارک کے پورے پہ اپنے انگھوٹھے مبارک کو رکھ کر ارشاد فرمایا: پہلے بیٹے کا نام سیف اللہ اور دوسرے پورے پہ انگوٹھا رکھ کر فرمایا: ارشاد اللہ پھر انگلی کے تیسرے پورے پہ انگوٹھا رکھ کر ارشاد فرمایا: شوکت نواز پھر اسی طرح چوتھے پورے پہ انگوٹھا رکھ کر فرمایا: حفیظ اللہ پھر پانچویں پہ رکھ کر فرمایا: محمد شریف پھر چھٹے پورے پہ انگوٹھا مبارک رکھا لیکن نام ارشاد نہ فرمایا اس کے بعد میری شادی ہو گئی۔اور جب پہلی دفعہ امید ہوئی تو پیدائش کا وقت قریب آیا تو آپ نے گھٹی بنا کر بھیجی پھر جب بیٹا ہوا تو میرے والد صاحب نے آپ کو خط لکھا اور بیٹے کی پیدائش کی خبر عرض کی اور ساتھ بیٹے کے نام کیلئے بھی عرض

کیا۔آپ نے جواب میں سیف اللہ نام ارشادفرمایا۔اور ساتھ تعویذ بھی بھیج دیئے ۔پھر دوسری امید پر بھی اسی طرح آپ نے پہلے گھٹی بھیج دی اور بیٹے کی ولادت کی جب اطلاع بھیجی گئی تو آپ نے تعویذ بھی بھیجے اور ساتھ ہی ارشاداللہ نام ہی ارشادفرمایا۔پھر تیسری، چوتھی اور پانچویں مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا کہ ہر دفعہ بیٹا ہی پیدا ہوااور آپ نے بہ ترتیب وہی نام شوکت نواز،حفیظ اللہ اور محمد شریف ارشادفرمائے جو پہلے دن ارشادفرما دیئے تھے۔آخر جب چھٹی مرتبہ امیدواری ہوئی تو اس وقت بیٹی پیدا ہوئی جب آپ کی بارگاہ میں اس کا نام رکھنے کے لیے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کا جو چاہو نام رکھ لو اور خود کوئی نام ارشاد نہ فرمایا اور یہ سارا معاملہ بعینہ اسی طرح ہوا جیسا کہ پہلے دن آپ نے ارشادفرمایا دیا تھا اور چونکہ پہلے دن بھی چھٹی مرتبہ خاموشی اختیار فرمائی تھی اور کوئی نام ارشادنہیں فرمایا تھالہذا اب بھی اسی طرح ہوا۔

کرامت:

حضورغوث العالم قدّس سِرُّ ہُ العزیز کے خادم خاص سیدنا قاسم علی شاہ صاحب بخاری فرماتے ہیں کہ آپ ایک دن اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے۔آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے ارشادفرمایا: قاسم علی !تمہیں ایک بات بتاؤں؟ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ کے پوتے اور صاحبزادے سیدفراست علی شاہ صاحب بخاری کے بیٹے سید کاشف علی شاہ صاحب کے ہاں پہلی صاحبزادی تولد ہوئی تھیں ۔آپ نے ارشادفرمایا: سید کاشف علی صاحب کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے اور دوسری بھی بیٹی ہی ہوگی اور تیسری بھی بیٹی ہی ہے۔اس کے بعد دیکھا جائے گا۔اور یہ بات تم نے کسی پہ ظاہر نہیں کرنی ۔ چنانچہ پہلی بیٹی کے بعد ان کے ہاں دوسری بھی بیٹی ہی پیدا ہوئی اور پھر جب تیسری مرتبہ امید کے بعد الٹراساؤنڈ کروایا گیا تو ڈاکٹروں نے کہا بیٹی ہے۔کئی دفعہ الٹراساؤنڈ کروایا گیا ہر دفعہ ڈاکٹر یہی کہتے کہ بیٹی ہی ہے۔حتیٰ کہ جب ولادت میں بہت تھوڑے دن باقی رہ گئے تو سید کاشف علی صاحب کی زوجہ محترمہ نے

بڑے امی جان (سیدفراست علی شاہ صاحب بخاری کی والدہ محترمہ) کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ دو بیٹیاں پیدا ہو چکی ہیں اور تیسری بھی ڈاکٹر بیٹی ہی بتا رہے ہیں اور میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں کہ آپ دادا جان (حضورغوث العالم اقدّس سِرُّ ہُ العزیز) کی بارگاہ میں میری سفارش کریں۔تاکہ آپ کی توجہ اور دعا سے مولیٰ کریم مجھے بیٹے کی بھیک عطا فرمادے۔جب یہ معاملہ حضورغوث العالم قدّس سِرُّ ہُ العزیز کی بارگاہ میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اچھا مولیٰ کریم بیٹا ہی عطا فرمائے گا اور انشاءاللہ بیٹا ہی ہوگا۔انہوں نے عرض کیا: ڈاکٹر بار بار الٹراساؤنڈ میں بیٹی بتا رہے ہیں آپ نے ارشادفرمایا: ڈاکٹروں کو اس معاملے کا کیا پتہ۔تھی تو بیٹی ہی مگر اس کی تقدیر بدل دی گئی ہے اور اب انشاءاللہ تعالیٰ بیٹا ہی ہوگا۔انہوں نے عرض کیا: کیا اپنے خاوند سید کاشف علی صاحب کو یہ بات بتا دوں؟ آپ نے ارشادفرمایا: بیشک بتا دو جب انہوں نے سید کاشف علی شاہ صاحب کو یہ بات بتائی تو دوبارہ الٹراساؤنڈ کروایا گیا اور ڈاکٹر رپورٹ دیکھ کر حیران ہوگئے اور کہنے لگے یہ تو بیٹا ہے اور اللہ کریم کے فضل وکرم سے بیٹا ہی پیدا ہوا۔ڈاکٹر کہتے تھے کہ یہ دراصل بیٹی تھی مگر بعد میں بیٹا بن گیا ہے۔

کرامت:

حضورغوث العالم قدّس سِرُّ ہُ العزیز کے پوتے اور سیدفراست علی شاہ صاحب بخاری سلمہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے سید عاطف علی شاہ صاحب بخاری کا ایک دفعہ موٹر سائیکل پہ علی پور چٹھہ جاتے ہوئے ایکسیڈنٹ ہوگیا اور ان کی کمر کھمبے سے لگی اور مہرے ڈیمج ہوگئے۔ جب علی پور ہسپتال لیکر گئے اور انہوں نے ایکسرے کیا تو کہا کہ ان کے تین مہرے ختم ہو چکے ہیں۔ ہمارے پاس ان کا کوئی علاج نہیں ۔ وہاں سے انہیں گوجرانوالہ گوندل کمپلیکس ہسپتال میں لیجایا گیا جو اس وقت شہر گوجرانوالہ کا مشہور ہسپتال تھا۔وہاں کے عملہ نے دوبارہ ایکسرے کیا اور یہی جواب دیا کہ تین مہرے ختم ہو چکے ہیں اور ہمارے پاس ان کا کوئی علاج نہیں ۔پھر وہاں سے لاہور

ڈاکٹر ہسپتال میں لے گئے جو اس وقت لاہور کا سب سے ٹاپ کلاس ہسپتال تھا۔ وہاں تیسری مرتبہ ایکسرے کیا گیا تو وہاں کے سرجن نے کہا کہ ان کے صرف تین ہی نہیں بلکہ چار مہروں کا مسئلہ ہے جن میں سے تین تو بالکل ختم ہو چکے ہیں اور چوتھا بھی ڈیمج ہے۔ اب ان کا کوئی علاج ہے ہی نہیں۔ صاحبزادہ سید فراست علی شاہ صاحب زید مجدہٗ بخاری فرماتے ہیں کہ میں قبلہ اباجی حضور (غوث العالم قدّس سرّہٗ العزیز) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور! عاطف علی جو آپ کو انتہائی پیارے بھی ہیں ان کی یہ صورت حال ہے۔ اور ڈاکٹروں نے انہیں لا علاج قرار دے دیا ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں اور ہمیں اللہ کریم سے نئے سرے سے دلوادیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبح بتاؤں گا۔ جب صبح حاضر ہوا تو آپ سے ارشاد فرمایا: کہ جاؤ سائیوں کی طرف سے منظوری ہوگئی ہے اور مولیٰ کریم نے اسے صحت عطا فرمادی ہے۔ اِدھر آپ نے یہ ارشاد فرمایا: اُدھر جب MRI کروائی گئی اور ڈاکٹر کے سامنے رکھی گئی تو وہ حیران و ششدر رہ گیا اور کہنے لگا کہ یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے اور یہ کسی عظیم دعا کا نتیجہ ہے۔ یہ (سید عاطف علی صاحب) بالکل تندرست ہیں اس وقت انہیں کچھ بھی مسئلہ نہیں ہے۔ پھر سید عاطف علی شاہ صاحب سے کہنے لگا کہ بیٹا آپ ویٹ لفٹنگ کیا کریں، صاحبزادہ سید عاطف علی شاہ صاحب دوسرے دن بالکل تندرست تھے اور ویٹ لفٹنگ کر رہے تھے اور اس کے بعد آج تک انہیں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔ وہ ویٹ لفٹنگ میں ایک سو پینتیس (۱۳۵) کلو بینچ پریس لگاتے ہیں اور انہیں کچھ محسوس ہی نہیں ہوتا۔

کرامت:

آپ کے خادم خاص سید قاسم علی شاہ صاحب بخاری فرماتے ہیں کہ ایک دن ہمارے پاس ایک شیعہ عورت آئی جو دور کی کچھ رشتہ دار بھی تھی۔ اس نے ام المومنین حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق کچھ سخت نازیبا الفاظ بولے مجھ سے برداشت نہ ہو سکا۔ میں نے اسے کہا: اے کتیا! یہاں سے دفع ہو جا وہ کہنے لگی اگر ایسی بات ہے تو علَم کی قسم اگر تمہارے ہاں اولاد ہوئی تو مجھے کہنا۔ یہ کہہ کر وہ چلی گئی اس کے بعد میں حضور غوث العالم قدّس سرّہٗ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے آتے ہی دریافت فرمایا کہ شادی ہوئے کتنی دیر ہوگئی ہے میں نے عرض کیا کہ تقریباً ڈیڑھ سال ہوگیا ہے۔ آپ نے فرمایا: کچھ امید لگی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا کہ ابھی ابھی ایک شیعہ عورت نے اس قسم کا طعنہ بھی دیا ہے۔ اور یہ دعویٰ بھی کیا ہے تو آپ نے فرمایا: وہ تو کتے ہیں اور بھونکتے ہی رہتے ہیں انہیں کیا معلوم؟ انشاء اللہ مولیٰ کریم تمہیں بیٹا عطا فرمائیں گے۔ جو بلند قسمت ہوگا۔ شیخ القرآن اور شیخ الحدیث ہوگا خاندان کیلئے باعث عزت ہوگا۔ اس کے بعد امید لگ گئی اور جب بچے کی ولادت کا وقت قریب آیا تو ان دنوں آپ طبیعت کی ناسازگی کے باعث لاہور ہسپتال میں تھے۔ اور میں بطور خادم ساتھ ہی تھا۔ ان دنوں اکثر آپ پہ حالت استغراق طاری رہتی تھی۔ جب مجھے گھر سے بچے کی ولادت کی خبر دینے کے لیے فون کیا گیا اور میں فون سننے کیلئے آپ کے کمرہ سے باہر چلا گیا تو بعد میں آپ نے خادم (آپکا ڈرائیور) سے فرمایا: کہ قاسم علی کو مبارکباد دو اللہ کریم نے اسے بیٹا عطا فرمایا ہے اور سے بلاؤ جب میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: مبارک ہو باپ بن گئے ہو اور چونکہ آپ نے بیٹے کو گھٹی عطا فرمانے اور اس کا نام رکھنے کا پہلے سے وعدہ فرمایا ہوا تھا۔ اس لیے جب اس بارے میں عرض کی گئی تو آپ نے گھٹی بھی عطا فرمائی اور بیٹے کا نام اپنے نام پہ سید محمد باقر علی شاہ ارشاد فرمایا۔ اور اسی وقت اجازت عطا فرمائی کہ گھٹی لیجا کر بچے کو دو میں رات دو بجے لاہور سے روانہ ہوا اور بچے کی ولادت کے تقریباً سات گھنٹے بعد اسے آپ کی عطا کردہ گھٹی دی۔ تب اس نے آنکھ کھولی اس وقت تک وہ سویا ہی رہا اور ابھی تک کوئی چیز کھائی پی نہ تھی۔

کرامت:

حضورغوث العالم قدّس سرُّہٗ العزیز کے لخت جگر صاحبزادہ سید فراست علی شاہ صاحب بخاری سلمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے خصوصی خدام سے تھے اور آستانہ عالیہ شرقپور شرف کے ساتھ بھی ان کا اسی طرح تعلق تھا (یہ مولوی محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ تعالیٰ وہابیہ کے مولوی محمد حسین شیخوپوری کے علاوہ ہیں) ان سے آپ (حضورغوث العالم قدّس سرُّہٗ العزیز) نے ارشاد فرمایا: کہ ان (سید فراست علی شاہ صاحب بخاری) اور فلاں فلاں صاحبزادہ صاحب کو کسی وقت شرقپور شریف لے جائیں اور شبیہ شیر ربانی حضرت میاں غلام احمد صاحب شرقپوری قدّس سرُّہٗ العزیز کے حضور عرض کریں کہ اگر ان (صاحبزادگان) کی دین و دنیا کی ذمہ داری اٹھاتے ہو تو انہیں سلسلہ میں داخل فرمالو۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ مگر ہم کسی طرح لیٹ ہو گئے اور شرقپور شریف حاضر نہ ہو سکے۔ ویسے بھی دل میں یہی خیال تھا کہ آپ خود مہربانی فرما کر بیعت فرمالیں۔ پھر کچھ عرصہ گذرنے کے بعد آپ نے دوبارہ ارشاد فرمایا اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اس وقت وہاں جو مقام ہے پھر آئندہ شائد نہ ہو مگر ہم پھر بھی نہ جا سکے ان دنوں لکی مروت کے ایک فوجی میجر صاحب کی ادھر ہمارے علاقے میں ڈیوٹی تھی اور وہ اکثر حضورغوث العالم قدّس سرُّہٗ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ اور آپ بھی ان پہ کافی شفقت فرماتے تھے۔ میجر صاحب کا یہاں سے سیاچن تبادلہ ہو گیا اور وہ اجازت لینے کیلئے اور آپ سے دعا کروانے کے لیے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اس وقت بھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے انہیں (صاحبزادگان) کو کہا ہے کہ شرقپور شریف کے سجادہ نشین حضرت میاں غلام احمد صاحب شرقپوری قدّس سرُّہٗ العزیز یا مکان شریف کے سجادہ نشین سید محفوظ حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جو اس وقت بھلیر شریف میں مقیم ہیں، میں سے کسی کی بیعت ہو جائیں۔ جو اس وقت وہاں مقام ہے پھر شائد نہ ہو اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں انہیں (صاحبزادگان) کو کیا بتاؤں

کیونکہ بعض باتیں بتانے والی نہیں ہوتیں۔ بحرحال حضرت صاحب شرقپور شریف والوں (حضرت میاں غلام احمد صاحب شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ) کا اب اتنا وقت باقی رہ گیا ہے اور حضرت صاحب مکان شریف والوں (حضرت سید محفوظ حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) کا اتنا وقت باقی ہے اور ساتھ دونوں حضرات کی تاریخ وصال ارشاد فرمادی۔ میجر صاحب کیلئے چونکہ یہ ایک بڑی عجیب اور نادر بات تھی اس لیے انہوں نے دونوں حضرات کی جو جو تاریخ وصال آپ نے ارشاد فرمائی تھی نوٹ کر لی۔ جب حضرت صاحب شرقپور شریف والوں کا آپ کی ارشاد فرمائی ہوئی تاریخ کے مطابق وقت وصال آ گیا تو میجر صاحب نے حضرت کیلیانوالہ شریف خط لکھا اور دریافت کیا کہ حضرت صاحب (حضورغوث العالم قدّس سرُّہٗ العزیز) نے حضرت صاحب شرقپور شریف والوں کے متعلق یہ ارشاد فرمایا تھا کیا ان کا وصال ہو گیا ہے یا نہیں؟ ادھر سے جواب لکھا گیا کہ ان کا آپ کے ارشاد فرمائے ہوئے وقت پر اسی تاریخ کو ہی وصال ہوا ہے۔ پھر جب حضرت صاحب مکان شریف والوں کا وقت وصال آ گیا تو اس وقت میجر صاحب خود ہی حضرت کیلیانوالہ شریف حاضر ہو گئے اور اس وقت بھی آپ کے ارشاد مبارک تصدیق ہو گئی۔ صاحبزادہ سید فراست علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے قبلہ اباجی حضور (غوث العالم قدّس سرُّہٗ العزیز) کی بارگاہ میں عرض کیا کہ کیا حضرت صاحب شرقپور شریف والوں کو بھی اپنے وقت وصال سے آگہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں میرے دل میں خیال آیا کہ شائد انکا وہ مقام نہ ہو تو آپ نے میرے دل کے خطرہ (خیال) سے فوراً آگاہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ ان کے مقام میں تو کوئی شک نہیں تھا۔ مگر انہیں اس طرف توجہ نہیں دلائی گئی تھی۔ راقم الحروف (محمد احسان اللہ نقشبندی غفرلہٗ) نے جب یہ واقعہ صاحبزادہ صاحب کے پاس بیٹھ کر لکھنے کے بعد حضورغوث العالم قدّس سرُّہٗ العزیز کی بارگاہ میں تصدیق کیلئے عرض کیا تو آپ نے سن کر مزید یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حضرت میاں غلام احمد صاحب

شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور میں اور چن جی صاحب مدظلہ العالی شرقپور شریف عرس شریف کے موقع پر اکٹھے اسٹیج پر بیٹھے تھے۔ تو میں نے میاں کی طرف اشارہ کر کے چن جی صاحب مدظلہ العالی سے کہا کہ ان کی صرف ایک رات مہلت رہ گئی ہے اور اس سے اگلی رات ان کا وصال ہو جائے گا۔ چن جی صاحب مدظلہ العالی نے کہا کہ انہیں بھی یہ بات معلوم ہے تو میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس پر چن جی صاحب مدظلہ العالی نے کہا کہ کیا ان کا یہ مقام نہیں ہے؟ تو میں نے کہا کہ ان کے مقام میں تو کوئی شک نہیں البتہ وہ لطیف و نازک طبیعت کے مالک ہیں اس لیے انہیں اطلاع نہیں دی گئی اور مجھے مطلع فرما دیا گیا ہے۔ اور حضرت صاحب بھلیر شریف والوں یعنی سید محفوظ حسین شاہ صاحب قدّس سرّہ العزیز کے متعلق فرمایا کہ انہیں ان کے وصال سے دس روز قبل مکان شریف والے بڑے سائیوں نے مل کر ارشاد فرما دیا کہ محفوظ حسین! تمہاری دس روز مہلت رہ گئی ہے اور تم اپنی تجہیز و تکفین کے تمام معاملات سید محمد باقر علی شاہ صاحب (حضور غوث العالم قدّس سرّہ العزیز) کے سپرد کر دو۔ وہ خود ہی تمام انتظام فرما لیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے سید محفوظ حسین شاہ صاحب قدّس سرّہ العزیز نے خط لکھا اور صورت حال تحریر کرتے ہوئے بھلیر شریف آنے کو کہا: میں نے بھلیر شریف جا کر انہیں کہا کہ آپ کے صاجزادے حسام القیوم صاحب اگر یہ اعلان فرما دیں کہ قبلہ والد گرامی (سید محفوظ حسین شاہ صاحب قدّس سرّہ العزیز) انہیں (غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب قدّس سرّہ العزیز) کو وصیت فرما گئے اور اپنی تجہیز و تکفین کے تمام امور ان کے سپرد فرما گئے ہیں تو میرے لیے ان تمام امور کی انجام دہی میں آسانی رہے گی۔ انہوں نے فرمایا: کہ سائیوں نے اس بارے میں کچھ نہیں فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں کہا کہ آپ سائیوں کی بارگاہ میں میری طرف سے عرض کریں جب انہوں نے عرض کیا تو سائیوں نے دوبارہ مل کر ارشاد فرمایا کہ جو کچھ وہ (غوث العالم قدّس سرّہ العزیز) فرماتے ہیں بالکل درست ہے تم اسی طرح کرو۔ چنانچہ سائیوں کی ارشاد فرمائی ہوئی مہلت پوری

ہونے کے بعد ان کا وصال شریف ہو گیا اور ان کی تجہیز و تکفین کے تمام معاملات ان کی وصیت کے مطابق میں نے خود سرانجام دیئے اور تمام امور کی بجا آوری کے بعد حضرت کیلیانوالہ شریف مراجعت کی۔

کرامت:

صاجزادہ سید فراست علی شاہ صاحب بخاری زید مجدہٗ فرماتے ہیں کہ ہمارے چھوٹے بھائی سید عارف علی شاہ صاحب بخاری نے ایک دفعہ مچھلی فارمز کیلئے حضرت کیلیانوالہ شریف کے قریب ہی موضع معراجکے چٹھہ میں زمین ٹھیکہ پر لی اور فارمز کی تیاری کیلئے بلڈوزرز منگوائے جب بلڈوزرز آ گئے تو سید عارف علی شاہ صاحب کو بوجہ ملازمت حضرت کیلیانوالہ شریف پہنچنے میں چند دن تاخیر ہو گئی۔ حضور غوث العالم قدّس سرّہ العزیز نے حکم دیا کہ بلڈوزرز قبلہ چن جی سرکار دامت برکاتہ العالیہ کے ڈیرے پر چلے جائیں اور ان کے چار ایکڑ میں فارمز تیار کر دیں۔ چند دنوں بعد جب سید عارف علی شاہ صاحب آئے تو انہوں نے عرض کیا: حضور! بارشوں کا موسم قریب ہے اور محکمہ موسمیات والوں کے مطابق فلاں تاریخ کو بارشیں شروع ہونے والی ہیں اور میں فارمز کیلئے زمین ٹھیکہ پر لی ہوئی ہے مگر بلڈوزرز والوں نے آپ کے حکم سے اتنے دن ادھر لگا دیئے ہیں جس کی وجہ سے میرے فارمز لیٹ ہو گئے ہیں اور اب ان کے تیار ہونے سے قبل بارشیں شروع ہو جائیں گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جتنے دن بلڈوزرز والوں نے چن جی صاحب کے فارمز کی تیاری میں لگائے ہیں محکمہ موسمیات کی بتائی تاریخ کے بعد مزید انشاء اللہ اتنے دن بارشیں نہ ہونگی جب محکمہ موسمیات والوں کی بارشوں کے متعلق دی ہوئی تاریخ سے مزید اتنے دن گذر گئے اور ابھی تک بارش شروع نہ ہوئی تو صاجزادہ سید عارف علی شاہ صاحب حضور غوث العالم قدّس سرّہ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ابا جی! جتنی دیر آپ نے بارش نہ ہونے کا وعدہ فرمایا تھا اتنی دیر تو بارش نہیں ہوئی مگر ابھی تک کام ختم نہیں ہوا۔ آپ دعا فرمائیں کہ

ایک ہفتہ اور بارش نہ ہو۔آپ نے فرمایا: انشاءاللہ مولیٰ کریم ایک اور ہفتہ بارش نہیں کرے گا۔ پس جب وہ ہفتہ بھی گزر گیا تو پھر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: ابھی بھی کام ختم نہیں ہوا بس ایک ہفتہ اور مہلت مل جائے آپ نے وعدہ فرمالیا۔ جب یہ ہفتہ بھی اختتام کو پہنچ گیا تو چوتھی مرتبہ حاضر ہوئے اور اس وقت ہر طرف بارشیں شروع ہو چکی تھیں لیکن ان کے فارمز کے علاقہ میں بارش نہیں ہو رہی تھی۔ جب اس مرتبہ حاضر ہو کر مدت بڑھانے کیلئے عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: کہ تم یوں کیوں نہیں کہتے کہ جب تک کام ختم نہ ہو بارشیں نہ ہوں۔ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا اگر ایسا ہو جائے تو پھر تو بہت خوب ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا: اگر ایسا ہو گیا تو پھر تو خوش ہوناں؟ عرض کیا حضور کیوں نہیں آپ نے ارشاد فرمایا جب تک تمہارا کام ختم نہ ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ بارشیں نہ ہونگی۔ چنانچہ ارد گرد کے علاقہ میں صاحبزادہ صاحب کے فارمز کے قریب تک بارشیں ہوتیں۔مگر ان کا فارمز کا علاقہ بالکل خشک رہاحتی کہ آس پاس کے لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ اس علاقہ میں جب تک صاحبزادہ صاحب کا کام ختم نہ ہوگا بارشیں نہ ہونگی۔ کیونکہ حضرت صاحب قبلہ (غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز) نے دعا فرمادی ہے۔مختلف لوگ آتے اور پوچھتے کہ اب کتنا کام باقی رہ گیا ہے؟ بارشیں کب شروع ہونگی؟ اسی دوران ایک بلڈوزر کے ملازم نے جو کہ مرزائی تھا اپنے سعید نامی ہیلپر سے کہا جو کہ مسلمان تھا، کہا کہ بادل آ گیا ہے اور بارش ضرور ہوگی تم بلڈوزر فارم سے باہر نکال لو ورنہ یہیں پھنس جائے گا۔اس کے ہیلپر سعید نے کہا چونکہ حضرت صاحب (حضور غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز) نے فرمایا ہے لہذا کام ختم ہونے سے قبل انشاءاللہ ہرگز بارش نہیں ہوگی۔ ڈرائیور نے کہا کہ اگر ایسی بات ہوئی تو میں اپنا مذہب چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ جب تک کام مکمل نہ ہوا بارشیں شروع نہ ہوئیں۔ جب کام مکمل ہو گیا تو بلڈوزر والوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا اب بلڈوزرز اور دیگر سامان فارمز سے باہر نکال لو کیونکہ بارشیں شروع ہونے والی ہیں۔ پس صاحبزادہ سید عارف علی شاہ

صاحب نے مغرب اور عشاء کے درمیان آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ابا جی کام مکمل ہو گیا ہے۔تو اسی شب آدھی رات کے وقت بارش آ گئی اور ایسی زوردار بارش ہوئی کہ ان کے فارمز میں بھی تقریباً فٹ فٹ پانی کھڑا ہو گیا۔ صاحبزادہ سید فراست علی شاہ صاحب زید مجدہٗ فرماتے ہیں کہ اس کے دو دن بعد جمعہ شریف کے دن صبح کے وقت میں قادر آباد بیراج پر گیا۔تو وہاں کا عملہ کہہ رہا تھا کہ رات کو سخت بارش ہوئی اور اور دریا میں سیلاب آ گیا ہے۔اور پانی آٹھ لاکھ تک پہنچ گیا ہے۔اور بارہ لاکھ تک پہنچنے کا امکان ہے۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں واپس آ گیا۔ ہمارا دریا کے قریب ایک ایسا فارم تھا کہ اگر دریا میں سیلاب آئے تو وہ سیلاب زدہ ہو جاتا تھا۔ میں قبلہ ابا جی حضور (غوث العالم قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز) کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ جمعہ شریف کی تیاری فرما کر قبلہ چن جی حضور مدظلہٗ العالی کی کوٹھی میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کی بارگاہ میں دریا میں سیلاب آنے اور اپنے فارم کے سیلاب زدہ ہونے کا معاملہ عرض کیا۔ آپ نے قبلہ چن جی حضور مدظلہٗ العالی کو بلایا اور فرمایا کہ اس علاقے میں کتنے ابدال ہیں۔انہوں نے عرض کیا کہ ملک شام میں چالیس ابدال ہر وقت موجود رہتے ہیں اور پوری دنیا میں اتنے ابدال ہیں۔آپ نے فرمایا: کہ اس علاقے کے ابدالوں سے کہتے ہیں کہ پانی کی مقدار اگرچہ اتنی ہی رہے مگر تھوڑا تھوڑا کر کے ذرہ زیادہ مدت میں گذر جائے۔تقریباً دو منٹ بعد آپ نے فرمایا: کہ جاؤ جہاں دریا میں پانی ہے وہاں نشانی لگا لو۔ انشاءاللہ اس سے اوپر نہیں جائے گا۔ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے نشانی لگائی پس دریا میں مسلسل تین دن تک ایک ہی لیول پہ پانی چلتا رہا اس سے اوپر بالکل نہ ہوا۔ دریا کا عملہ بھی حیران تھا کہ اتنا لمبا سیلاب نہیں ہوا کرتا اور نہ ہی پانی ایک معین لیول پہ گذرتا ہے۔انہوں نے اس بات کی کافی تحقیق کی بالآخر یہی کہنے پہ مجبور ہو گئے کہ یہ کوئی قدرتی معاملہ ہے ورنہ اس کا ظاہری سبب کوئی بھی معلوم نہیں ہوتا۔

کرامت:

حضور غوث العالم قدس سرہ العزیز کے خادم مولانا سید انور شاہ صاحب بخاری دام فیضہ جو کہ ۱۹۸۸ء سے حضرت کیلیانوالہ شریف میں ہی ون والی مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور ان کا آبائی گاؤں چک شیر محمد ضلع منڈی بہاوالدین ہے، فرماتے ہیں کہ میرے والدین بچپن میں انتقال کر گئے اور میں اپنے ننھال موضع جیونجل ضلع گجرات میں رہتا تھا۔ایک دن وہاں مسجد میں الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کا ایک اشتہار دیکھا جو غالباً نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں تھا جسے پڑھ کر ان کے جامعہ میں ان کے پاس علم دین پڑھنے کا شوق پیدا ہوا پس ان کے پاس حاضر ہو کر شعبہ درس نظامی میں داخلہ لے لیا اور تعلیم حاصل کرنے لگا۔ وہاں میرے ہم سبق آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے خادم مولانا محمد صدیق ولد غلام محمد مہر ہریکوٹی تھے۔ایک دفعہ انہوں نے میرے نام کے ساتھ نقشبندی لکھا ہوا دیکھا تو پوچھنے لگے تمہاری نسبت کہاں ہے؟ میں نے کہا کہیں بھی نہیں مگر ہمارا آبائی سلسلہ چشتیہ گولڑویہ ہے۔اور میرے ماموں نقشبندی قادری ہیں۔اس لیے میں بھی نقشبندی لکھتا ہوں۔

انہوں نے کہا کہ کسی وقت ہمارے سائیوں کے آستانہ عالیہ پر حاضری دیں۔شائد آپ کا ذہن بن جائے۔ میں لَیتَ وَلَعَلَّ سے کام لیتا رہا ان کے دو تین دفعہ پوچھنے کے بعد میں نے یہ کہا کہ اگر سائیوں نے مجھے بلا لیا اور بن مانگے قبلہ حاجی صاحب نے چھٹی بھی دے دی اور کرایہ بھی مل گیا تو حاضر ہو جاؤں گا۔ ہمارے درمیان یہ بات بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب کو ہوئی اسی رات جب سویا تو خواب میں دیکھا کہ عصر کا وقت ہے اور حضرت کیلیانوالہ شریف دربار شریف والی مسجد میں داخل ہوا ہوں۔اور ایک سفید ریش نورانی صورت بزرگ مسجد کے برآمدے کے درمیان شمال کی جانب ایک ستون کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے پاس دو تین بچے پڑھ رہے ہیں اور دو تین چھوٹے چھوٹے بستے وہاں پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے

محسوس کر لیا کہ یہ بچوں کو پڑھا رہے ہیں۔ میں نے انہیں سلام کیا اور کہا کہ حضرت صاحب قدس سرہ العزیز سے ملاقات کرنی ہے۔انہوں نے فرمایا: کہ آپ اس وقت اپنے ڈیرہ پر تشریف لے گئے ہیں مغرب کے وقت تشریف لائیں گے اور اس وقت ملاقات ہو گی۔اور اگر آپ دیر سے تشریف لائے تو پھر صبح کے وقت ملاقات ہو گی۔ پس شام کو ملاقات نہ ہو سکی اور صبح نماز فجر کے بعد وہ بزرگ مجھے ساتھ لے کر مسجد شریف میں آپ کے حجرہ شریف کے اندر آپ کے پاس لے گئے جہاں آپ شمال کی طرف چہرہ اقدس کیے تشریف فرما تھے۔اور صوفی محمد صادق صاحب ہریکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے سامنے بائیں جانب اور مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ہم آپ کے سامنے حاضر ہو گئے جو بزرگ مجھے لے کر گئے تھے انہوں نے آپ سے عرض کیا کہ حضور یہ گوجرانوالہ سے حاضر ہوئے ہیں آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: بیلیا! اللہ والوں کو آزمانا نہیں چاہئے۔ کیونکہ اس طرح انسان کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔اس کے بعد آپ نے میرا نام دریافت فرمایا اور تھوڑے سے توقف کے بعد مجھے سلسلہ میں داخل فرما لیا اور کچھ سبق بھی ارشاد فرمایا جو مجھے بیدار ہونے کے بعد یاد نہ رہا اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔صبح جمعرات کو مولانا محمد صدیق صاحب نے پھر اسی بات کی سلسلہ جنبانی فرمائی اور مجھ سے اس معاملہ میں میری رائے دریافت کی میں نے ان سے کہا کہ بیٹھو اور آج رات کا واقعہ سنو اور خواب میں دیکھا ہوا دربار شریف والا سارا منظر سنایا وہ سن کر کہنے لگے کہ جس آستانہ عالیہ پہ تمہیں خواب میں حاضری نصیب ہوئی ہے وہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ہی ہے اور وہ سفید ریش بزرگ سید منیر حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تھے اسی دن جب دوپہر کے وقت چھٹی ہوئی اور میں مسجد میں گیا تو جوں ہی الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کے کمرہ کے سامنے ہوا تو انہوں نے مجھے بلا لیا اور پوچھا کہ کیا تم نے کھانا کھا لیا ہے۔ میں نے عرض کیا: نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ وضو کرو اور نماز ظہر اول وقت میں ادا کر لو میں تمہارے

لیے کھانا منگواتا ہوں۔ انہوں نے میرے نماز کی ادائیگی سے فارغ ہونے تک کھانا منگوالیا
جب میں نماز کی ادائیگی کے بعد کھانا کھانے سے فارغ ہوگیا تو انہوں نے مجھے ڈیڑھ روپیہ کرایہ
عنایت فرمایا اور پچاس پیسے مزید دیئے اور فرمایا کہ حضرت کیلیانوالہ شریف چلے جاؤ۔ یہ ڈیڑھ
روپیہ کرایہ ہے اور یہ پچاس پیسے میری طرف سے دربار شریف لنگر شریف میں پیش کر دینا
اور جمعہ شریف پڑھ کر واپس آجانا۔ سبق کا ناغہ نہ کرنا اور تمام رستہ مجھے سمجھا دیا میں اڈے پر گیا
بس میں سوار ہوکر علی پور چٹھہ پہنچا۔ پھر وہاں سے بوقت عصر میں دربار شریف حاضر ہوا۔ اور اسی
طرح ان سفید ریش بزرگوں کو مسجد شریف میں برآمدہ کے اندر شمالی جانب بیٹھے ہوئے پایا اور ان
کے پاس بچے پڑھ رہے تھے جیسا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا اور میں اسی طرح ان کے پاس
حاضر ہوا اور سلام کرنے کے بعد حضرت صاحب قدس سرہ العزیز کے متعلق دریافت کیا تو
انہوں نے وہی جواب دیا۔ جو رات خواب میں مَیں ان سے سن چکا تھا۔ پس میں رات دربار
شریف ہی رہا اور صبح نماز فجر کے بعد اسی طرح وہ مجھے لے کر حجرہ شریف میں حضرت صاحب
قبلہ قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ تو میں نے سب کچھ اسی طرح پایا جیسا کہ رات
خواب میں دیکھا تھا کہ آپ جانب شمال چہرہ اقدس کیے بیٹھے ہیں اور آپ کے پاس اسی طرح
صوفی محمد صادق صاحب ہریکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ اور مولانا غلام رسول صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بیٹھے ہوئے
ہیں۔ سید منیر شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرے متعلق وہی عرض کیا کہ یہ گوجرانوالہ سے آئے
ہیں۔ اور میں سلام عرض کر کے آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ تو آپ نے وہی الفاظ فرمائے جو خواب
میں ارشاد فرمائے تھے کہ بیلیا! اللہ والوں کو آزمانا نہیں چاہئے کیونکہ اس طرح انسان کے گمراہ
ہونے کا خطرہ ہے اس کے بعد مجھے بیعت سے مشرف فرمایا۔ اور سلسلہ عالیہ کے پہلے تین اسباق
ارشاد فرمائے۔ اس وقت مجھے یاد آیا کہ رات کو خواب میں بھی آپ نے یہی اسباق ارشاد فرمائے
تھے پھر اجازت عطا فرما دی۔ میں جمعہ شریف پڑھ کر جب واپس الحاج ابوداؤد محمد صادق

صاحب مدظلہ العالی کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے سفر کے تمام حالات دریافت فرمائے
میں نے تمام واقعات مِن وعَن سنائے اور ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ میں نے دل میں ایسا ایسا
خیال کیا ہوا تھا اور پھر مجھے یہ تمام احوال خواب میں اسی طرح دکھا بھی دیئے گئے تھے۔ اس پر قبلہ
حاجی صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا کہ جس رات تمہیں دربار شریف حضرت کیلیانوالہ شریف کی
خواب میں حاضری نصیب ہوئی ہے اسی رات مجھے بھی حضرت صاحب قبلہ (غوث العالم سید
باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہ العزیز) نے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا ہے۔ اور ساتھ
حکم فرمایا کہ تمہارے پاس سید انور شاہ صاحب نام کے ایک طالبعلم ہیں انہیں صبح چھٹی بھی دو اور
دربار شریف آنے جانے کا کرایہ بھی دو، مگر جب میں بیدار ہوا تو اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔ پھر
آنکھ لگی تو دوبارہ آپ نے خواب میں یہی ارشاد فرمایا اور شائد اسی دوسری یا تیسری مرتبہ آپ نے
سختی سے یہی حکم فرمایا کہ انہیں کل چھٹی بھی دو اور کرایہ بھی دو اس لیے میں نے تمہیں خود بلا کر چھٹی
بھی دی اور آنے جانے کا کرایہ بھی دیا تھا۔ اور حضرت کیلیانوالہ شریف روانہ کیا تھا۔

کرامت اور بیلیوں کی اصلاح وحفاظت:

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے خادم حاجی غلام زید صاحب کیلانی ڈائمنڈ موٹرز
والے فرماتے ہیں کہ مجھے آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف بیعت سے مشرف ہوئے ابھی
کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ایک دفعہ دوستوں کے ساتھ سیر وتفریح کیلئے مری چلا گیا دوران
سفر جب ہم موہڑہ شریف کے پاس سے گذرے تو میرے دوست کہنے لگے کہ یہاں دربار
شریف پہ حاضری دے لیں میں بھی ان کے ساتھ دربار شریف پہ حاضری کیلئے چلا گیا جب
واپس آئے تو دو تین ماہ بعد بروز جمعۃ المبارک آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف حاضری
ہوئی۔ جمعہ شریف کی ادائیگی کے بعد جب حضور غوث العالم قدس سرہ العزیز بیلیوں کو اجازتیں
عطا فرمانے کے بعد اپنے مسجد والے حجرہ شریف سے گھر تشریف لیجانے لگے تو میں نے آپ کا

دست مبارک تھاما ہوا تھا۔آپ نے چلتے چلتے ارشاد فرمایا کہ اپنے سائیوں (مشائخ طریقت) کی طرف متوجہ رہنا چاہئے۔ادھر ادھر دھیان نہیں کرنا چاہئے۔مگر میں آپ کی اس بات کو سمجھ نہ سکا۔سوچتا رہا مگر کسی نتیجہ پر نہ پہنچا اور طبیعت سخت بے چین ہوگئی۔دوسرے جمعہ شریف کو پھر دربار شریف حاضر ہوا اور آپ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور گذشتہ جمعۃ المبارک کو آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا مگر میں اسے سمجھ نہیں سکا آپ نے ارشاد فرمایا: کہ مدینہ شریف، حضور داتا صاحب، شرقپور شریف اور حضرت کیلیانوالہ شریف کے علاوہ کسی اور دربار شریف پر جانے کی تمہیں اجازت نہیں ہے۔جب آپ نے یہ ارشاد فرمایا: تو مجھے اصل معاملہ سمجھ آیا اسی وقت طبیعت بحال ہوگئی اور بے چینی جاتی رہی۔اس کے بعد میں خواب میں بھی کسی اور دربار شریف پر نہیں گیا۔

کرامت:

محمد حسنین خان کیلانی ایڈووکیٹ جنہیں اللہ تعالیٰ نے کشف کی خاص دولت عطا فرما رکھی ہے اور حضرت پیر مکی قدّس سرّہُ العزیز کے ساتھ ان کا کافی رابطہ ہے اور انہیں کے اشارہ سے جب قبلہ قاری خالد محمود صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ حضور غوث العالم قدّس سرّہُ العزیز کی بارگاہ میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو باوجودیکہ انہوں نے ابھی داڑھی شریف نہیں رکھی ہوئی تھی آپ نے کمال کرم سے انہیں شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور قبلہ قاری صاحب کے ذریعے انہیں داڑھی شریف رکھنے کی نصیحت فرمائی محمد حسنین صاحب فرماتے ہیں کہ جب قبلہ قاری صاحب نے داڑی شریف کی نصیحت فرمائی تو میں نے ایک عام سادہ، اور بے وقوف انسان ہونے کے ناطے بلا جھجک عرض کیا کہ حضور میں روضۂ رسول ﷺ پہ کھڑے ہو کر داڑی شریف کی نیت کروں گا ابھی اس کی بات کو چند دن ہی گزرے تھے کہ قبلہ ابا جی حضور (غوث العالم قدّس سرّہُ العزیز) ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ میں رات دو بجے میرے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: حسنین! چہرے پہ داڑھی کیوں نہیں سجا لیتے میں نے وہی الفاظ دھرائے کہ روضۂ

رسول ﷺ پہ کھڑے ہو کر نیت کروں گا اس پر قبلہ ابا جی حضور (غوث العالم قدّس سرّہ العزیز) نے بازو سے پکڑ کر روضۂ رسول ﷺ پہ لا کھڑا کیا اور ارشاد فرمایا کہ لو اب نیت کر لو چنانچہ اب میں نے داڑھی شریف رکھ لی۔

کرامت:

آپ کے خلیفہ مجاز سید محمد یوسف شاہ صاحب بخاری مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ مولیٰ کریم جلّ جلالہُ، رسولِ کریم ﷺ اور مرشدِ کریم حضور سیدی مرشدی غوثِ زماں پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب قدّس سرّہُ العزیز کی نظر کرم سے بندہ ناچیز کو قبل ازیں انیس (۱۹) مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے ایک بار حاضری کی تیاری تھی کہ میں دعا کروانے کے لئے حضور غوث العالم قدّس سرّہُ العزیز کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ نے اجازت عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''برخودار! سرکار دو عالم ﷺ کے ہر غلام کا دل چاہتا ہے کہ روضۂ رسول ﷺ کی جالیوں کو ہاتھوں سے مس کرے، سینے سے لگائے اور چومے مگر میں نے یہ جرأت کبھی نہیں کی کیوں کہ میں اپنے ہاتھوں کو اس قابل ہی نہیں سمجھتا''۔اللہ اکبر! یہ آپ کا بارگاہ رسالت کا ادب کثیر اور خدام کے لئے تربیت عظیم ہے۔مزید فرمایا: ''روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر چند قدم کے فاصلے پر کھڑے ہو کر سلام پیش کروں اور آپ ﷺ کا شکریہ ادا کرو کہ تمہیں اپنے در پر بلا کر اپنے سامنے کھڑے ہونے کی اجازت بخشی''۔حضور (غوث العالم قدّس سرّہ العزیز) کے اس فرمان کا یہ اثر ہوا کہ مدینہ منورہ حاضر ہو کر چار دن اور چار رات سرکار دو عالم ﷺ کے قدمین شریفین اور ریاض الجنۃ میں حاضری دیتا رہا لیکن چہرۂ اقدس کے سامنے والی جالیوں کی طرف جانے کی ہمت نہ ہوتی تھی میں سوچتا تھا کہ میرے جیسا کوئی کس منہ سے چہرۂ اقدس کے سامنے جائے اس کیفیت میں پانچویں رات کو خواب میں میدان محشر کا منظر دیکھا کہ تاحدّ نگاہ ہجوم ہے اور میں سوچ رہا ہوں کہ پتہ نہیں میرا آج کیا بنے گا دیکھتا ہوں کہ سامنے ایک

عمارت کا دروازہ کھلتا ہے اور پولیس کی وردی میں ایک صاحب باہر نکلتے ہیں اور لوگوں میں سے راستہ چیرتے ہوئے میری طرف آ رہے ہیں جیسے عدالت سے کوئی فیصلہ لے کر آ رہے ہوں سیدھے میرے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ تیرے غوث پاک (غوث العالم قدّس سرُّہُ العزیز) بھی کمرۂ عدالت میں موجود تھے اور تیرے متعلق ہی بات ہو رہی تھی پس سرکار دو عالم ﷺ کی طرف سے تمہاری معافی کا اعلان ہوا ہے یہ الفاظ سن کر میری آنکھ کھل گئی اور میرے پاس کوئی شکریہ کے الفاظ نہیں ہیں کہ مولیٰ کریم نے میرے اس درگاہِ اقدس حضرت کیلیانوالہ شریف کی غلامی عطا فرمائی

بابِ یازدہم

غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری

قدس سرُّہُ العزیز

کا

وصال مبارک

غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدّس سرّہُ العزیز آخری ایّام میں بوجہ علالت گاہے گاہے چیک اپ کے لیئے نیشنل ہسپتال ڈیفنس لاہور تشریف لے جایا کرتے تھے۔ بروز جمعرات ۱۹ جون ۲۰۱۴ء کو بوقت شب کمر درد کی وجہ سے شدید تکلیف محسوس فرمائی اور دوسرے دن بروز جمعۃ المبارک بوقت ساڑھے نو بجے تقریباً آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف سے لاہور کی طرف روانگی فرمائی۔ آپ نے اس سے دو روز قبل اپنے فرزندِ اکبر خصوصی محرمِ راز اور جانشین عالمی مبلّغِ اسلام قبلہ چن جی سرکار دامت برکاتہ العالیہ سے فرما دیا تھا کہ اب جب سائیوں نے مجھے چلنے کے لئے فرمایا تو میں نے انکار نہیں کرنا اور سائیوں کے پاس چلے جانا ہے۔ حضور قبلہ چن جی سرکار دامت برکاتہ العالیہ نے جب بروز جمعۃ المبارک آپ کی لاہور کیطرف روانگی کے وقت آپ کی ساتھ چلنے کے لئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا جمعہ شریف مقدم ہے۔ آپ جمعہ شریف پڑھائیں۔ آپ کے ساتھ آپ کے خصوصی خدّام میں سے آپ کے منظورِ نظر اور خلیفہ مجاز حضرت علامہ قاری خالد محمود صاحب نقشبندی کیلانی مدظلہ العالی، سید قاسم علی شاہ صاحب بخاری، حاجی مشتاق احمد صاحب کیلانی اور محمد انور صاحب کیلانی تھے۔ انور صاحب کار کی ڈرائیونگ فرما رہے تھے جب موضع سوئیانوالہ سے تقریباً دس گیارہ کلومیٹر آگے نکل گئے تو آپ نے پانی طلب فرمایا۔ انور صاحب نے پانی پیش کیا کچھ دیر بعد آپ نے ٹافی طلب فرمائی۔ حاجی مشتاق احمد صاحب نے ٹافی پیش کی۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ قاری صاحب بھی ساتھ ہیں؟ عرض کی گئی جی ہاں۔ پھر آپ نے ہیڈ ساگر کے نزدیک پانی کی طلب ظاہر فرمائی اور تھوڑا سا پانی نوش فرمایا۔ اس وقت تقریباً دس بجے کا ٹائم تھا۔ آپ نے انور صاحب سے فرمایا گاڑی قدرے آہستہ کرو، شیخوپورہ سے پہلے ایک دفعہ آپ نے ٹائم دریافت فرمایا۔ عرض کی گئی دس بج کر ستائیس منٹ ہوئے ہیں۔ پھر شیخوپورہ کے قریب ایک دفعہ پانی طلب فرمایا۔ انور صاحب نے پانی پیش کیا اس کے بعد آپ نے اپنا چہرۂ اقدس پہ دست مبارک پھیرتے ہوئے اپنے محاسن مبارک کو درست فرمایا شیخوپورہ ٹول پلازہ کراس کر چکے تو آپ نے آخری مرتبہ پانی طلب فرمایا اس دفعہ حضرت قبلہ قاری خالد محمود صاحب کیلانی مدظلہ العالی نے پانی پیش کیا اور آپ نے انور صاحب سے فرمایا کہ گاڑی ذرا آہستہ کریں وہاں بھی ٹائم دریافت فرمایا عرض کی گئی گیارہ بج چکے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ انور صاحب نے دریافت کیا کہ کس طرف سے جانا ہے تو قبلہ قاری صاحب نے فرمایا کہ شرقپور شریف کی طرف سے، اسوقت آپ پر قدرے استغراق کی کیفیت تھی مگر ساتھ والے خدام یہی سمجھ رہے تھے کہ آپ کو اونگھ آ گئی ہے اور آپ آرام فرما ہو گئے ہیں۔ جب کوٹ عبد المالک سے شیخوپورہ روڈ کراس کیا تو اس کے بعد سڑک میں تھوڑہ سا خم آیا اور آپ کا چہرہ مبارک سیدھا شرقپور شریف کی طرف ہو گیا آپ کا معمول

شریف تھا کہ وہاں سے گزرتے ہوئے جب شرقپور شریف کی لائن پر پہنچتے تھے تو دونوں دست مبارک اٹھا کر سرِ اقدس جھکا کر حضرتِ اعلٰی شرقپوری قدّس سرّہُ العزیز کی بارگاہ مقدس میں سلام عرض کیا کرتے تھے۔ اس دفعہ بھی جب وہاں پہنچے تو آپ نے دونوں دست مبارک اٹھا کر سیدھے فرمائے اور سر اقدس جھکا کر اپنے سائیوں کی بارگاہ مقدس میں سلام عرض کیا اور ساتھ ہی جان جانِ آفریں کے سپرد فرما دی اور اسطرح عمر بھر طریقت و معرفت کا درس ارشاد فرمانے والے اور حقیقت کی گتھیاں سلجھانے والے دنیا سے تشریف لے جاتے وقت اپنے سائیوں کی راہ میں جاں فدا کر کے طریقت کے ایک عظیم باب نسبتِ شیخ کی ایک انوکھے انداز میں تفسیر رقم فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ اسوقت دن کے گیارہ بج کر تقریباً پچیس منٹ تھے اور عین اسی وقت ہی آپ کی شیخ کامل اور پدر بزرگوار اعلٰی حضرت سرکار کیلانی قدّس سرّہُ العزیز کا وصال مبارک ہوا تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ وہ رات کا وقت تھا اور یہ دن کا وقت تھا۔ اس وقت کار میں موجود تمام خدام ما سوائے انور صاحب کے جو کہ ڈرائیونگ فرما رہے تھے اونگھ میں تھے اور کسی کو بھی ذرا بھی محسوس نہ ہوا کہ آپ کا وصال مبارک ہو چکا ہے کیونکہ آپ اسی طرح اپنی سیٹ مبارک پر قدرے سرِ اقدس جھکائے تشریف فرما تھے اور خدام یہی سمجھتے رہے کہ آپ سو گئے ہیں۔ جب لاہور پہنچے اور ڈاکٹروں سے چیک اپ کروانے کے لئے کہا تو انھوں نے کہا کہ آپ کا تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے وصال ہو چکا ہے۔ اس وقت خدام کو معلوم ہوا کہ یہ وہی وقت تھا جب آپ نے شرقپور شریف کی طرف ہاتھ مبارک سیدھے فرما کر اور سرِ اقدس جھکا کر سلام عرض کیا تھا اور اس کے بعد کسی قسم کی کوئی گفتگو اور حرکت نہیں فرمائی تھی اور اس طرح آپ اپنے سائیوں کے دیس میں تشریف لا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سائیوں کے پاس چلے گئے اور اس سے دو روز قبل اپنے فرمائے ہوئے اس ارشاد کی تصدیق فرما دی کہ اب جب سائیوں نے مجھے بلایا اور یہاں سے چلنے کے لئے کہا تو میں نے انکار نہیں کرنا اور اپنے سائیوں کے پاس چلے جانا ہے

حضور غوث العالم قدّس سرّہُ العزیز کی تجہیز و تدفین:۔

حضور غوث العالم قدّس سرّہُ العزیز کا بروز جمعۃ المبارک ۲۰ جون ۲۰۱۴ء کو لاہور تشریف لے جاتے ہوئے راستہ میں حدود شرقپور شریف کے پاس بوقت گیارہ بج کر ۲۵ منٹ پر وصال شریف ہوا۔ اسی وقت آپ کا بدن مبارک آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف لایا گیا اور اسی دن جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے بعد عصر کے قریب حضور قبلۂ عالم چن جی سرکار مدظلہ العالی کی کوٹھی میں آپ کے کمرۂ خاص کے اندر آپ کو غسل دیا گیا۔ آپ کو غسل دینے کی سعادت حاصل کرنے والے خوش نصیبوں میں آپ کے تین خلفاء مجاز حضرت قبلہ حاجی محمد شفیق صاحب مدظلہ العالی آف گلشن راوی لاہور، حضرت علامہ قاری خالد محمود کیلانی صاحب ناظم اعلٰی جامعہ مدینۃ

العلم گوجرانوالہ اور سید محمود الحسن شاہ صاحب بخاری آف نور پورنز د گکھڑ کے علاوہ چند دیگر بیلی بھی موجود تھے۔ غسل دینے کے بعد اس رات تمام شب سینکڑوں بیلی آپ کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے۔ آپ کی نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے جامعۃ النور کی گراؤنڈ یعنی عرس گاہ کا انتخاب کیا گیا مگر وہ جگہ چونکہ انتہائی قلیل تھی اس لئے اس کے ساتھ اور پیچھے کئی ایکڑ زمین نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے استعمال کی گئی اور درمیان میں دیوار کو مختلف مقامات سے ختم کر دیا گیا اور بروز ہفتہ ۲۱ جون ۲۰۱۴ء کو صبح نو بجے جانشینِ حضرتِ اعلیٰ شرقپوری شیخ المشائخ حضرت میاں محمد ابوبکر صاحب شرقپوری مدظلہ العالی زیبِ سجادہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی اقتداء میں نماز جنازہ میں شریک لاکھوں آدمیوں نے نماز جنازہ ادا کی جس میں ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ موجود تھے اور سینکڑوں کی تعداد میں علماء و مشائخ بھی حاضر تھے۔ نماز جنازہ میں شریک اہل ایمان کا اتنا عظیم اور پرنور اجتماع آج تک چشمِ فلک نے اس سرزمین پر نہیں دیکھا تھا۔ نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد آپ کو آپ کے پدرِ بزرگوار اور شیخِ طریقت اعلیٰ حضرت سرکارِ کیلانی سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کے روضۂ مبارک میں آپ کے ساتھ آپ کی مشرق کی جانب سپرد خاک کر دیا گیا اور اس طرح شریعت و طریقت کا یہ ماہتاب عمر مبارک کی ۸۴ منزلیں طے فرمانے کے بعد اہلِ عالم کی نگاہوں سے روپوش ہو گیا۔ اور یَـــا اَیَّتُھَـــا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ اِرْجِعِی اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً (اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی ہو وہ تجھ سے راضی۔ پارہ ۳۰) کا تاجِ کرامت سر پہ سجائے اور فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔ پارہ ۳۰) کا حلّہ بہشتی پہنے فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً (تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے۔ پارہ ۱۴) کے حریم قدس میں جلوہ آراء ہو گیا۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زمان از غیب جانِ دیگر است

باب دوازدہم

غوث العالم سیّد محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کی

اولادِ امجاد

اور

خلفاءِ کرام

حضورغوث العالم قُدِّس سِرُّہٗ العزیز کورب تعالیٰ نے چھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔سید عظمت علی شاہ صاحب بخاری المعروف قبلہ چن جی سرکار دامت برکاتہ القدسیہ

۲سید عصمت علی شاہ صاحب بخاری

۳۔سید فراست علی شاہ صاحب بخاری

۴سید عارف علی شاہ صاحب بخاری

۵سید آصف علی شاہ صاحب بخاری

۶سید فیاض الحسن شاہ صاحب بخاری

۷۔سیدہ فرخندہ خانم

۸۔سیدہ نرگس فاطمہ

جانشین غوث العالم عالمی مبلغ اسلام امینِ دولتِ مجدّد دالفِ ثانی قاسمِ فیضانِ اعلیٰ حضرت شیرِ ربّانی وپیرِ کیلانی السید **عظمت علی شاہ صاحب بخاری** المعروف قبلہ **چن جی سرکار** دامت برکاتہ القدسیہ:

حضور قبلہ چن جی سرکار دامت برکاتہ القدسیہ حضورغوث العالم سیّد محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قُدِّس سِرُّہٗ العزیز کی تمام اولادِ امجاد میں ہر اعتبار سے سب سے بڑے اور آپ کی تمام اولاد امجاد میں سے آپ کے واحد جانشین ہیں غوث العالم سیّد محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قُدِّس سِرُّہٗ العزیز نے اپنے وصال شریف سے سالہا سال قبل آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا تھا اور شبیہ شیر ربانی حضرت میاں غلام احمد صاحب شرقپوری قُدِّس سِرُّہٗ العزیز کے دستِ مبارک سے آپ کی دستار بندی کروادی تھی اس امر کا اظہار آپ نے اپنے وصیت نامہ میں بھی ذکر فرمایا ہے ۔چنانچہ آپ قُدِّس سِرُّہٗ العزیز اپنے وصیت نامہ میں فرماتے ہیں۔ ’’میں وصیت کرتا ہوں کہ

میرے خلیفہ، جانشین اور سجادہ نشین صرف میرے لختِ جگر، نورِ نظر صاحبزادہ السید عظمت علی شاہ صاحب بخاری ہیں انکی خلافت اور سجادہ نشینی کی وصیت میں نے صرف اس بنا پرنہیں کی کہ وہ میرے صاحبزادے ہیں بلکہ یہ انکی باطنی استعداد اور صلاحیت کی وجہ سے ہے اور انکی اس استعداد اور روحانی تصدیق میرے آقا ومولا میرے قبلہ وکعبہ حضور پرنور والدِ ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکی پیدائش سے قبل ہی فرمادی تھی۔ انہوں نے ان کی والدہ کو ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ ’’اللہ تعالیٰ ہمیں جو نعمت عطا فرمانے والا ہے وہ بڑی عظیم نعمت ہوگی‘‘۔ جب انکی پیدائش ہوگئی تو انکی والدہ کو مزید تاکید فرمائی کہ اس بچے کو عام بچوں جیسا نہ سمجھنا اور کوشش کرنا کہ سوتے وقت اس کی طرف پشت نہ ہو چنانچہ انکی والدہ بتاتی ہیں کہ اگر ایّامِ رضاعت میں سہواً بھی میری انکی طرف پشت ہوجاتی تو مجھ پر خوف وہیبت طاری ہوجاتی مجھے فوراً قبلہ عالم کا فرمان یاد آجاتا اور میں انکی طرف منہ کرلیتی علاوہ ازیں حضور قبلہ والدِ ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب مجھے دولت وروحانیت سے نوازا تو فرمایا اگر تو دین کا بیٹا بنا تو ٹھیک ہے اور اگر دنیا کا بیٹا بنا تو پھر ایسے بیٹوں کی ان سائیوں کو ضرورت نہیں ہوتی۔ حضور والدِ محترم کا یہ جملہ واضح کررہا ہے کہ آپ نے جو کچھ قبل ازیں صاحبزادہ السید عظمت علی شاہ صاحب کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا وہ دراصل میرے لیے ان کا حکم ہے کہ تمہارا جانشین اسکے علاوہ اور کوئی نہیں ہوسکتا

اس کے علاوہ ان کے متعلق سینکڑوں اور بھی امور ہیں جو میرے مشاہدہ میں آئے لہٰذا ان کے کامل واکمل ہونے کی وجہ سے میں نے انہیں اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ اللہ

تعالیٰ انکی روحانی اور جسمانی زندگی سے اپنی مخلوقات کو مستفیض و مستفید ہونے کی
توفیق عطا فرمائے

(وصیت نامہ حضور غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قُدِّس سرُّہٗ العزیز)

حضور غوث العالم قُدِّس سرُّہٗ العزیز کے وصال شریف کے بعد ختمِ قل شریف کے موقع
پر حضور غوث العالم قُدِّس سرُّہٗ العزیز کے بھانجے اور داماد اور آستانہ عالیہ کرمانوالہ شریف
کے چشم و چراغ پیر سید صمصام علی شاہ صاحب بخاری مدظلہٗ العالی نے آستانہ عالیہ
کرمانوالہ شریف اور آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے تمام صاحبزادگان کی
طرف سے متفقہ طور پر کلام کرتے ہوئے اور قبلہ چن جی سرکار مدظلہٗ العالی کو حضور
غوث العالم قُدِّس سرُّہٗ العزیز کا واحد جانشین تسلیم کرتے ہوئے ارشاد
فرمایا۔ ''حضرات! میں سید صمصام علی شاہ بخاری اس عظیم اجتماع میں حضور قبلہ عالم
ماموں جی حضور حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ
کے تمام خاندان پاک' حضرت کیلیانوالہ شریف اور حضرت کرمانوالہ شریف کی
طرف سے متفقہ طور پر نمائندگی کرتے ہوئے تمام خاندانِ پاک کے متفقہ فیصلہ کا
اعلان کرتا ہوں۔

۱۔ یہ کہ حضور قبلہ ماموں جی حضور نے ظاہی حیاتِ طیّبہ میں حضرت شبیہ شیر ربانی
حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں اور بعد ازاں تحریر
وصیت نامہ میں قبلہ چن جی سرکار کو جس طرح ہر لحاظ سے اپنا واحد جانشین مقرر فرمایا
تھا ہم خاندان کے تمام آج بالکل اسی طرح قبلہ چن جی سرکار کو حضرت کیلیانوالہ
شریف کے سجادہ نشین کے طور پر تسلیم کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ ۲۔آج
کے بعد حضور قیوم العالم ماموں جان رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ پر حضور چن جی سرکار تمام
خاندان کے جمیع افراد کے تمام خاندانی امور کے بھی واحد سربراہ ہوں گے ہر فیصلہ خاہ
سیاسی ہو یا دینی ہو یا خاندانی ہو چن جی سرکار ہی ہمارے سربراہ ہوں گے''۔

حضور قبلہ عالم چن جی سرکار دامت برکاتہ القدسیہ کی ولادتِ باسعادت ۲۷
صفر المظفر ۱۳۶۹ھ بمطابق ۵ پوہ ۲۰۰۶ بکرمی بموافق ۱۹ دسمبر ۱۹۵۰ء بروز پیر بوقت
سحر ہوئی آپ شکل وصورت اور عادات و خصائل میں زیادہ تر اعلیٰ حضرت سرکار
کیلانی قُدِّس سرُّہٗ العزیز کے مشابہ ہیں آپ بچپن میں حضرت سرکار کیلانی قُدِّس سرُّہٗ
النوران کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو آپ کے قدمین شریفین کو بوسہ دیتے اور کبھی آپ
کے دھن مبارک پر منہ رکھ کر بوسہ دیتے اگر گھر میں انہیں کوئی رلاتا تو اعلیٰ حضرت
سرکار کیلانی قُدِّس سرُّہٗ العزیز فرماتے تم کو معلوم نہیں کہ یہ کیا چیز ہیں۔'' انکی قدر کرو'' اور
بعض اوقات اعلیٰ حضرت سرکار کیلانی قُدِّس سرُّہٗ النورانی حضور قبلہٗ عالم چن جی
سرکار مدظلہٗ العالی کے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے ''کہ یہ تو ہمارے بھی باپو جی
ہیں'' اور آپ نے اپنے فرزند ارجمند غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری
قُدِّس سرُّہٗ العزیز کو قبلہ عالم چن جی سرکار کے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''ان کو محض بیٹا نہ
سمجھنا بلکہ ان کا ادب ملحوظ رکھنا یہ بہت بڑی استعداد کے مالک ہیں۔'' آپ کا نام
مبارک ''سید عظمت علی شاہ'' اور لقب ''چن جی سرکار'' اعلیٰ حضرت سرکار کیلانی قُدِّس

سرّہٗ العزیز نے خود ارشاد فرمایا تھا اور آج اسی لقب سے آپ پوری دنیا کے اندر مشہور و معروف ہیں۔آپ نے مڈل تک تعلیم علی پور چٹھہ میں حاصل فرمائی پھر درسِ نظامی کی تحصیل کے لیے جامعہ محمدیہ بھکھی شریف تشریف لے گئے اور وہاں استاذ العلماء جلال الملۃ والدین سید محمد جلال الدین صاحب مشہدی اور

استاذ الاساتذہ بحر العلوم مولانا محمد نواز صاحب کیلانی رحمہما اللہ تعالیٰ اور جامعہ کے دیگر اساتذہ کرام سے درسِ نظامی کے تمام علوم وفنون کی تحصیل فرمائی اور دورہ حدیث شریف مکمل فرما کر دستارِ فضیلت زیب سر فرمائی آپ کے بھکھی شریف قیام کے دوران استاذ الاساتذہ مولانا محمد نواز صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ فرمائی اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرمایا۔درسِ نظامی کی تحصیل وتکمیل کے بعد آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف پر کچھ عرصہ آپ کتب درسیہ کی تدریس بھی فرماتے رہے۔مصنف کتب کثیرہ مولانا محمد رفیق صاحب کیلانی کو آپ ہی سے کتب درسیہ کی تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے اور اس دوران تدریس کے ساتھ ساتھ آپ وسیع پیمانے پر کتب دینیہ کا مطالعہ بھی فرماتے رہے۔پھر غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری

قدّس سرّہٗ العزیز نے آپ کی ڈیوٹی بیلیوں کو اللہ اللہ بتانے اور تبلیغ دین فرمانے پر لگا دی۔اس کے ساتھ آپ سالہا سال سے آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف پر دربار شریف والی مسجد میں بیلیوں کو جمعہ شریف پڑھانے اور انہیں وعظ وتبلیغ فرمانے کی ڈیوٹی بھی سرانجام دے رہے ہیں۔اور آستانہ عالیہ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

کا فیضان تقسیم فرمانے کے ساتھ ساتھ آپ پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ فرمانے، مسلک حق اہلسنت وجماعت کا پرچار کرنے، ادب وتعظیم مصطفیٰ کریم ﷺ کا درس دینے اور عشق ومحبتِ مصطفیٰ کریم ﷺ کے جام پلانے میں اپنے شب وروز صرف فرما رہے ہیں۔اکثر اوقات آپ کے مختلف علاقوں میں یومیہ پروگرامز کی تعداد نو نو دس دس تک چلی جاتی ہے۔لاکھوں افراد آپ کی توجہات کی برکات سے پابند شرع اور متبع سنت ہو چکے ہیں اور آپ کے وسیلہ جلیلہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں منسلک ہونے کی سعادت سے بہرہ ور ہو چکے ہیں آپ نے بیلیوں کی اصلاح اور بدمذہبوں ک رد میں متعدد کتب ورسائل بھی تصنیف فرمائے ہیں۔

جن کا ذکر گزر چکا ہے حضور غوث العالم قدّس سرّہٗ العزیز کے وصال شریف کے بعد آستانہ عالیہ کے انتظام و انصرام اور بیلیوں کی اصلاح وتربیت کی تمام تر ذمہ داریاں آپ ہی کے سپرد ہیں۔آپ خواجگان نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی روحانی دولت کے حقیقی وارث اور قاسم ہیں

تمام کمالاتِ ظاہری و باطنی اور صوری ومعنوی کے جامع اور علوم شریعت ومعارف طریقت کے مجمع ہیں۔مولیٰ کریم مسترشدین کے سر پر آپ کا سایہ تا دیر قائم ودائم فرمائے اور ہم سب کو آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔آمین بجاہِ النبی الامین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

حضور قبلہ عالم چن جی سرکار مدظلہ العالی کی اولاد امجاد:

حضور قبلہ عالم چن جی سرکار کو رب تعالیٰ نے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی عطا

فرمائی ہے۔اور سبھی گلستان ولایت کے مہکتے پھول ہیں۔

پیر طریقت سید حسنین علی شاہ صاحب بخاری مدظلہٗ العالی:

آپ حضور قبلہ عالم چن جی سرکار مدظلہ العالی کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں اور اس وقت عمر شریف کی انتالیسویں منزل طے فرما رہے ہیں۔آپ انتہائی حقیقت پسند اور تصنع سے کوسوں دور،شریعت و طریقت کی باریکیوں تک پہنچنے والے،عجز وانکساری کے پیکر،اسلاف کی یادگار اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی دولت کے حقیقی امین ہیں۔غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ العزیز نے آپ کو خود ولیعہد مقرر فرمایا اور اجازت وخلافت سے نوازا اور اپنے وصال شریف سے تین جمعۃ المبارک قبل سے ہی آپ کو اپنی جگہ پر بٹھا کر بیلیوں کو تلقین فرمادی کہ جس طرح میرے پاس بیلی حاضر ہوتے ہیں اسی طرح آپ کے پاس حاضر ہوں اور جو رویہ اور معاملہ بیلیوں کا میرے ساتھ ہے وہی پیر جی سید حسنین علی شاہ صاحب مدظلہٗ العالی کے ساتھ اپنائیں۔مولیٰ کریم ہمیشہ متوسلین کو آپ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرماتا رہے۔آمین۔

پیر طریقت سید علی سجاد حیدر شاہ صاحب بخاری مدظلہٗ العالی:

آپ حضور قبلہ عالم چن جی سرکار کے فرزند اصغر ہیں۔اور بالکل قبلہ چن جی سرکار کے طرز پر ہی وعظ وتقریر فرماتے ہیں آپ اکثر انہیں اپنی جگہ پر روانہ فرمایا کرتے ہیں۔طریقت میں قدم راسخ رکھتے ہیں اور جانشین اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت الحاج میاں محمد ابوبکر صاحب شرقپوری دامت برکاتہ العالیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہیں اور پیر خانہ کے ادب واحترام اور خدمات میں اسلاف کی یادگار ہیں۔حضور قبلہ عالم میاں محمد ابوبکر صاحب مدظلہٗ العالی نے آپ کو بڑے ممتاز انداز سے اجازت وخلافت سے نوازا ہے علاوہ ازیں آپ کو آپ کے داداجان غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ العزیز نے بھی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا ہے۔اس طرح آپ آستانہ عالیہ شرقپور شریف اور آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف دونوں کے فیضان کے جامع اور مجمع البحرین ہیں مولیٰ کریم نے آپ کو شریعت وطریقت کی اشاعت وتبلیغ کا اعلیٰ جذبہ عطا فرمارکھا ہے۔رب تعالیٰ اہل السنۃ والجماعۃ کو بالعموم اور آستانہ عالیہ سے متوسلین کو بالخصوص آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔آمین۔

غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ العزیز کے خلفاء کرام:

سطور بالا میں اس امر کی وضاحت ہو چکی ہے کہ غوث العالم سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ العزیز کے خلیفہ اکبر اور واحد جانشین آپ کے لختِ جگر،نورِ نظر عالمی مبلغ اسلام،جامع شریعت وطریقت،واقف رموز معرفت وحقیقت حضور قبلہ عالم پیر سید عظمت علی شاہ بخاری المعروف قبلہ چن جی سرکار دامت برکاتہٗ العالیہ ہیں اور حضور قبلہ چن جی سرکار کے دونوں فرزندان گرامی قدر پیر طریقت سید حسنین علی شاہ صاحب بخاری بخاری مدظلہٗ العالی اور پیر طریقت سید سجاد علی حیدر شاہ صاحب بخاری مدظلہٗ العالی کو بھی آپ نے اجازت وخلافت سے نوازا ہے۔ان کے

علاوہ آپ نے درج ذیل حضرات کو اجازت وخلافت عطا فرمائی ہے۔اور انہیں اپنا روحانی فرزند فرمایا ہے۔

۱۔پیر طریقت الحاج محمد شفیق صاحب مدظلہ العالی

گلشن راوی لاہور

۲۔پیر طریقت صوفی محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

لوراں گجرات

۳۔پیر طریقت پروفیسر غلام نبی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

پھالیہ منڈی بہاوالدین

۴۔پیر طریقت حاجی محمد رفیق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

پنجن کسانہ گجرات

۵۔پیر طریقت علامہ قاری خالد محمود صاحب مدظلہ العالی

ناظم اعلیٰ جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ

۶۔پیر طریقت مولانا سید محمود الحسن شاہ بخاری مدظلہ العالی

نور پور (چک اروپ چند) نزد گکھڑ منڈی گوجرانوالہ

۷۔پیر طریقت مناظر اسلام علامہ قاری سید محمد عرفان شاہ صاحب مشہدی مدظلہ العالی

بھکھی شریف منڈی بہاوالدین

۸۔پیر طریقت مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب بخاری مدظلہ العالی

ڈھب چیمہ نزد گکھڑ منڈی گوجرانوالہ

۹۔ پیر طریقت پروفیسر محمد ریاض احمد صاحب مدظلہ العالی

خوجیانوالی گجرات

۱۰۔پیر طریقت سید نوازش علی شاہ صاحب مدظلہ العالی

منڈی کالیکی حافظ آباد

۱۱۔پیر طریقت سید امانت علی شاہ صاحب مدظلہ العالی

گھمن کے

۱۲۔پیر طریقت سید محمد زاہد شاہ صاحب مدظلہ العالی

سرگودھا۔حال مقیم دبئی

☆☆☆☆☆☆☆